قائدِ اعظم اور لائل پور
ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

بر تقریب صد سالہ جشن ولادت قائد اعظم محمد علی جناح

طبع اوّل : ۱۹۷۶ء

ناشر : نیاز احمد، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور

طابع : منظور پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت : ۳۰ روپے

کتابت : محمد اشفاق زاہد

مندرجات:

حرفے چند: ڈاکٹر سید معین الرحمٰن صفحہ ۹

[۱] قائدِ اعظم کے دورۂ لائل پور کا منظر اور پس منظر ۱۹

[۲] معاصر اطلاعات اور دستاویزات ۴۹

[۳] چشم و گوش کی شہادتیں: یادیں اور رُودادیں ۱۳۱

ضمیمہ: (۱): صدارتی خطبہ ملک برکت علی (انگریزی) ۲۳۳

(۲): معاصر نذرانۂ عقیدت (منظوم) ۲۵۵

توضیحی اشاریۂ کتاب: ۲۶۱

"تاریخ نگاری نعرہ لگانے کا عمل نہیں، واقعات کی روئداد محفوظ کرنے کا نام ہے"

—— اعجاز حسین بٹالوی

مولانا غلام رسول مہر

مولانا عبدالمجید سالک

اور

حمید نظامی

کی یاد میں

گرچہ خُردیم ، نسبتے ست بزرگ

کوٹھی کرنل محمد حیات خاں مرحوم، لائل پور

قائدِ اعظم نومبر ۱۹۴۲ء میں اس کوٹھی میں فروکش ہوئے

تصویر بشکریہ: جناب لیاقت حیات خاں

عکاس: اعجاز عزیز، ہرائٹ فوٹوز، لائل پور

حرفِ چند:

ڈاکٹر سید مُعین الرحمٰن

"قائدِ اعظم کی رحلت کے بعد اہلِ پاکستان سے ایک بہت بڑی کوتاہی 'قائد کی شخصیت' تعلیم اور سوانح سے نئی نسل کو آگاہ نہ کر سکنے کی کوتاہی تھی کہ انھی یادوں پر ہمارے قومی تشخص کا تسلسل منحصر ہے۔ کسی قوم کے عظیم رہنماؤں کی سوانح، دراصل اُس قوم کا حافظہ ہوتی ہے، جسے کھو کر وہ اپنے بارے میں کچھ نہیں جان سکتی ـــــ اور ہم نے تادیر حافظہ کھو بیٹھنے کی اس کیفیت میں خود کو اسیر رکھا ہے۔" ـــ پروفیسر میاں محمد رفیع اوز

زیرِ نظر کتاب، قائدِ اعظم کی زندگی کے ایک فراموش شدہ ورق کو اُجالنے اور تحریکِ پاکستان کی ایک گم گشتہ یاد کو تازہ کرنے کی مُتعلمانہ اور مُخلصانہ کوشش ہے۔ اس کام کی اہمیت اور ضرورت کے بارے میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں اور اس کے لیے کوئی جواز پیش کرنے یا معذرت کرنے کی ضرورت نہیں۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح (۱۸۷۶ء ـــ ۱۹۴۸ء) پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے پہلے سالانہ اجلاس کے سلسلے میں مسلم لیگ کے مُتعدد مُقتدر رہنماؤں کے ہمراہ ۱۷۔ نومبر ۱۹۴۲ء کو لائل پور تشریف لائے اور ۱۹۔ نومبر تک یہاں مُقیم رہے۔ لائل پور میں قائدِ اعظم کی یہ پہلی آمد، اُن کی آخری آمد بھی ثابت ہوئی کہ لائل پور کے عوام اور در و بام کو بارِ دگر اُن کی میزبانی کی عزت اور مسرت نصیب نہ ہوئی۔ قائدِ اعظم کی زندگی میں، پاکستان کے

قیام اور مسلم لیگ کے استحکام کے حوالے سے اِس سفر کی بڑی تاریخی اہمیت ہے۔

قائدِ اعظم کے دورۂ لائل پور سے قیامِ پاکستان کی راہ مُنوّر تر ہوئی اور مُسلم لیگ مزید مُستحکم اور مُنظم ہوئی۔ اِس سفر پر ایک تہائی صدی بیت چکی لیکن اس کی رُوداد اور اس کے اثراتِ مابعد کا معروضی جائزہ مُرتّب کیا جانا ابھی باقی ہے۔ اِس فرض اور قرض کو تو، جیسا چاہیئے، قائدِ اعظم کے سوانح نگار اور تحریکِ پاکستان کے مورّخ ہی چکائیں گے، لیکن "فرزندِ زمین" ہونے کے ناتے، پیشِ نظر کتاب کی صورت میں ہم نے ماٰخذاتی مواد کو فراہم اور محفوظ کرنے کے کارِ اساسی کی طرح ضرور ڈال دی ہے۔

اِس ماٰخذاتی مواد (SOURCE MATERIAL) کی دو سطحیں اور نوعیتیں ہیں: دستاویزی (DOCUMENTRY)' اور شہادتی (EVIDENTIARY)۔ دستاویزات اور اطلاعات، اخبارات اور قریب العہد مَطبوعات سے' اور شہادتیں، قائدِ اعظم کے دورۂ لائل پور سے کسی نہ کسی سطح پر مُتعلق، چشم دید اعتباری گواہوں کی۔ دستاویزی مواد نایاب' اور نادر ہونے کی بنا پر' اور شہادتیں، یادیں اور یادداشتیں' معاصر تاریخ کے غیر تحریر شُدہ مُعتبر مواد کی حیثیت سے بہت قیمتی ہیں۔

○

لائل پور' اور اس کے مضافات میں مسلم لیگ اور قائدِ اعظم کے نام اور پیغام کو گھر گھر پہنچانے، مطالبۂ پاکستان کو دل کی دھڑکن اور فکر کا عنوان بنا لینے اور حصولِ پاکستان کو خواب سے حقیقت بنا دینے میں یہاں کے طلبا نے اُس زمانے میں بڑا قابلِ رشک کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی کے بقول ۴۲-۱۹۴۱ء کے دوران میں:

"پنجاب مسلم اسٹوڈینٹس فیڈریشن کے جواں ہمت و جواں سال طلبا نے صوبے بھر میں مسلم لیگ کا پیغام پھیلانے میں جس مستعدی اور سرگرمی کا ثبوت دیا تھا، اُس کا احساس خود قائداعظم کو بھی تھا..... ۱۹۴۱ء میں دوبار یہ طلبا اپنی کوشش سے پاکستان کانفرنس منعقد کر چکے تھے، پہلی بار لاہور میں اور دوسری بار لائل پور میں[۵]۔"

کتاب کے ابتدائی حصّے میں اختصار کے ساتھ معاصرانہ بارات اور لائل پور ڈسٹرکٹ مسلم اسٹوڈینٹس فیڈریشن کے اُس عہد (۱۹۴۰ء - ۱۹۴۲ء) کے صدر جناب ظہور عالم شہید کی عینی شہادتوں کے حوالے سے لائل پور کے طلبا کی پُرجوش اور نتیجہ خیز مساعیِ جمیلہ کی روداد پیش کی جارہی ہے۔ یہ تفصیل قائداعظم کے دورۂ لائل پور کی مشکلات و موانعات، اِس دورے کی اہمیت اور اُس زمانے کی فضا کو سمجھنے کے لیے منظر اور پس منظر فراہم کرتی ہے[۶]۔

○

کتاب کے دوسرے حصے میں قریب العہد مطبوعات کے حوالوں اور دستیاب معاصر اخبارات کے تراشوں کی مدد سے، اس سفر کی ضروری اطلاعات اور دستاویزات فراہم کی گئی ہیں۔ یہ مواد بجائے خود تاریخ نہیں، لیکن تاریخ کے ایک ہم عصر ماخذ کی حیثیت سے بے حد اہم ہے۔ اس کی بنیاد پر قائداعظم کے دورۂ لائل پور کے

---

۵ ہماری قومی جدوجہد (جنوری ۱۹۴۰ء سے دسمبر ۱۹۴۲ء تک)۔ لاہور ۱۹۷۵ء، صفحہ ۴۴۔

۶ ۲۰ - جولائی ۱۹۴۱ء کو پنجاب مسلم اسٹوڈینٹس فیڈریشن نے لائل پور میں ایک پاکستان کانفرنس منعقد کی۔ ملک برکت علی (یکم اپریل ۱۸۸۵ء - ۵ اپریل ۱۹۴۶ء) ایم ایل اے نے اس موقع پر تاریخی اور واقعاتی حوالوں سے بھرپور، جو مدلل اور تجزیاتی صدارتی خطبہ دیا، اُس کا انگریزی متن بطور ضمیمہ (۱)، کتاب کے آخر میں پیش کیا جارہا ہے۔

فوری اثرات اور ثمراتِ مابعد کا معروضی جائزہ مُرتّب کیے جانے کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔ اخبارات کی چند ساعتی زندگی ہی کیا! بعض صورتوں میں پچھلے دن کا اخبار، اگلے روز ڈھونڈے نہیں ملتا۔ اس عقب میں دیکھیے تو اس مواد کی اہمیت کا اندازہ کرنا مشکل نہیں رہ جاتا۔ یقین ہے کہ گزرانِ وقت کے ساتھ ساتھ اس حصّۂ کتاب کی نُدرت اور قیمت بڑھتی ہی جائے گی۔

○

اعجاز حسین بٹالوی نے ایک موقع پر بہت دردمندی اور دل سوزی سے بڑی جی لگتی بات کہی ہے:

"ہمارے اُن بزرگوں میں سے جو قائدِ اعظم کے ہم سفر اور ہم عصر تھے اور جنھوں نے قائدِ اعظم کو برصغیر کی سیاست میں سرگرمِ عمل دیکھا، بہت کم لوگوں نے اپنی یادیں اور مُشاہدات، اپنی تحریروں کی صورت میں پیچھے چھوڑے ہیں۔ ہمارے ہاں ہم عصر تاریخ کا تحریر شدہ مواد کافی نہیں۔ وہ بزرگ جو خدا کے فضل سے زندہ ہیں، اُن کا فرض ہے کہ ہماری قومی زندگی کے اس دور کے سلسلے میں اور بالخصوص قائدِ اعظم کے بارے میں اپنی تمام یادداشتیں سپردِ قلم کریں۔ ان بزرگوں کے بعد، نوجوانوں کی ایک پُوری نسل تھی، جو اُس زمانے میں طالب علم تھے اور قائدِ اعظم کی ذات سے اکتسابِ فیض کر رہے تھے۔ اُنھوں نے بھی قائدِ اعظم کو دیکھا، مگر دور سے دیکھا۔ راستے میں عمر اور مرتبے کا فاصلہ تھا۔ (بایں ہمہ) اُن کو بھی پُوری واقعاتی شہادت کے ساتھ اپنی شہادتیں سپردِ قلم کرنی چاہئیں۔ یہ لوگ تاریخ کے شاہد اور ہماری قومی جدوجہد کے گواہ ہیں۔ اُن کی شہادت آنے والی نسلوں

کی رہنمائی کے لیے ضروری ہے۔[۴]"

کتاب کا تیسرا اور آخری حصہ، قائدِ اعظم کے دورۂ لائل پور کے شریکِ سفر اور لائل پور میں اُنھیں دیکھنے اور اُن کا خیر مقدم کرنے والے بعض اصحاب کی یادداشتوں اور تاثرات پر مشتمل ہے۔ ایک آدھ استثنیٰ کے علاوہ چشم دگوش کی یہ سب شہادتیں، یادیں اور واقعاتی روداد یں خاص میری فرمائش اور گزارش پر سپردِ قلم کی گئی ہیں۔ اِس لطفِ کریمانہ کے لیے میں دلی ممنون ہوں: کرم کردی الٰہی زندہ باشی!

پروفیسر شریف المجاہد نے بالکل ٹھیک لکھا ہے کہ:

"قومیں، اپنی یادوں کے آسرے جیا کرتی ہیں۔ یہ یادیں نہ صرف قوم پرستی کے جذبات کی تقویت و جِلا میں فعال کردار ادا کرتی ہیں، بلکہ افرادِ قوم میں قومیت کے احساس، ہم آہنگی اور تصور پسندی کو گہرائی عطا کرتی ہیں اور اُنھیں پُرجوش تعمیرِ نو کے لیے اُبھارتی ہیں۔ اپنے اکابر کو یاد کرنے اور اُن سے متعلق واقعات کو یاد کرتے رہنے سے قومی روح اور جذبے کو حیاتِ تازہ ملتی ہے[۵]۔"

پیشِ نظر کتاب کے مطالعہ سے قومی روح اور جذبے کو کسی سطح پر بھی حیاتِ تازہ اور نفسِ گرم میسر آئے تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت بار آور ہوئی۔

کتاب کا مرکزی حصہ روزنامہ "انقلاب" (لاہور)[۶] کے تراشوں اور ہندوستان

---

[۴] "صحیفہ" لاہور، ستمبر، دسمبر ۱۹۷۶ء، قائدِ اعظم نمبر، صفحہ ۳۵۔

[۵] بنام ڈاکٹر سید معین الرحمٰن، نمبر الف - ۲۵ - ۱۰/۷۶ - کیو ۱-اے-۱، کراچی، ۱۸ نومبر ۱۹۷۶ء

[۶] مولانا غلام رسول مہر اور مولانا عبدالمجید سالک نے ۴۔ اپریل ۱۹۲۷ء کو لاہور سے انقلاب جاری کیا۔ یہ اخبار مواد کے اعتبار سے سنجیدہ و متین، مسلمانوں کے حقوق کا ترجمان اور کانگرس کا مخالف تھا۔ پاکستان بننے کے بعد ۱۹۴۹ء میں بند ہو گیا۔" (مسکین علی حجازی، تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، لاہور، ۱۹۷۲ء، جلد ۱، صفحہ ۲۳۰)

کی پہلی مسلم خبر رساں ایجنسی "اورینٹ پریس"[1] کی جاری کردہ اطلاعات نے گھیرا ہے "انقلاب" کا ادارۂ تحریر مولانا غلام رسول مہرؔ (مئی ۱۸۹۴ء - ۱۶- نومبر ۱۹۷۱ء) اور مولانا عبدالمجید سالکؔ (۱۳- دسمبر ۱۸۹۴ء - ۲۷- ستمبر ۱۹۵۹ء) پر مشتمل تھا، اور حمید نظامی (دسمبر ۱۹۱۵ء - ۲۵- فروری ۱۹۶۲ء) اُس زمانے میں منجملہ مصروفیاتِ دیگر، "اورینٹ پریس" کی لاہور برانچ کے منیجر تھے[2]- کتاب کا انتساب ان ہی اصحابِ ثلاثہ کے نام ہے —

مولانا غلام رسول مہرؔ، میرے حال پر بڑا کرم فرماتے تھے- اُن کی محبت اور شفقت کی یاد میرا بڑا قیمتی سرمایہ ہے- اُن سے ملاقات اور مراسلت دونوں کے لُطف کی ارزانی رہی- مولانا عبدالمجید سالکؔ سے مختصر سی مراسلت کا موقع ملا، اور حمید نظامی مرحوم سے لُطفِ ملاقات ہی میسر آیا، نہ مراسلت کا افتخار! "آٹوگراف" کی آرزو میں ایک پل کی دید و باز دید اور بس — خُدا آخرت میں بھی ان اصحاب جلیلہ کے مقامات بلند تر فرمائے اور اے کاش! اُن کے سے جوشِ جنوں کی کہیں تو جھلک نظر آئے !!

○

---

[1] مسلمانوں کو خبر رساں ایجنسیوں سے یہ شکایت تھی کہ اُن پر ہندو غالب ہیں اور وہ مسلم زاویۂ نگاہ کی اشاعت میں حائل (رہتے) ہیں- چنانچہ غالباً ۱۹۴۰ء میں پٹنہ میں مسٹر سید محمد نے "اورینٹ پریس آف انڈیا" کے نام سے ایک مسلم خبر رساں ایجنسی قائم (کی)- یہ تقسیم (ہند) تک قائم رہی اور اس نے اپنے محدود ذرائع کے باوجود مسلم مفاد کو تقویت پہنچائی" (ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، صحافت پاک و ہند میں، لاہور ۱۹۶۳ء، صفحہ ۵۰۹)

[2] صحافت پاک و ہند میں، ایضاً، صفحہ ۴۹۰، ۴۹۱

شخصیات، مطبوعات، موضوعات، اداروں اور اماکن کے توضیحی اشاریے کی بنا پر کتاب سے استفادے کا دائرہ بڑھ جانا چاہیے۔ بعض یادگار تصاویر اور معاصر اخبارات کے کچھ متعلقہ اجزا کے عکس بھی زیبِ کتاب ہیں۔ یہ نوادر تعداد میں درجن بھر سے متجاوز ہیں۔

○

اِس کام کی بجا آوری کے سلسلے میں مقامی اور نجی کتب خانوں کے علاوہ لاہور کے جن اداروں یا کتب خانوں سے استفادہ کیا گیا، اُن کی فہرست طویل ہے۔ چند نام یہ ہیں:
پنجاب یونیورسٹی لائبریری، پنجاب پبلک لائبریری، لاہور میوزیم لائبریری، لاہور میوزیم تحریکِ پاکستان گیلری، لائبریری ادارۂ تحقیقاتِ پاکستان دانش گاہ پنجاب، لائبریری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری اور لائبریری مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور — میں لاہور میوزیم کے ایم سلیمان گل صاحب کی اعانت کے لیے بطورِ خاص ممنون ہوں۔

○

لائل پور میں رہ کر بھی میں اپنے تحقیقی اور تصنیفی سفر کو کسی قدر جاری رکھ سکا تو ممکن ہے اس میں میرے مزاج یا مشن کو بھی کچھ دخل ہو، لیکن اس میں ہرگز کامیابی نہیں ہو سکتی تھی، اگر مقامی طور پر مجھے محبِ محترم پروفیسر مُنیر احمد چودھری صاحب کی محبت اور شفقت میسر نہ ہوتی۔ یہی صورت شفیقِ مکرم پروفیسر افتخار احمد چشتی صاحب کی ہے جن کے وجودِ مسعود کے حوالے سے میں اپنے لائل پور کے قیام کو خود اپنے

لیے باثروت اور بابرکت مانتا ہوں۔

اِس موقع پر شعبۂ اُردو کے اپنے رفقائے کار عصمت اللہ خاں، حق نواز، ریاض احمد ریاض، عبدالرحمٰن شاکر، اسلم ارشاد، منتظر مفتی، یوسف عزیز، محمد اسلم، عشمت اللہ خاں، شوکت ضیا، اور ظفر عالم کے اسماء ذہن میں اُبھرتے ہیں جن کی مخلصانہ اور برادرانہ رفاقت نے لاہور سے دور میرے لیے لائل پور کے قیام کو انعام بنا دیا۔ اس پورے قافلے کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے!!

اس لمحے شعبۂ اُردو سے قطع نظر کالج کے دوسرے بہت سے رفقا کے مانوس اور منوّر چہرے بھی ہجوم در ہجوم ذہن میں اُبھرتے ہیں، لیکن نام لینا شروع کیے تو اس بساط کا سمیٹنا پھر مشکل ہو جائے گا۔ یہ علم اور عقل میں سب کے سب، اور عمر میں بیشتر، مجھ سے بڑے ہیں اور میرے لیے محترم — لیکن کیا بڑے اور کیا چھوٹے بلا استثنا مجھے ان سب سے یہاں جو بے دریغ محبت اور عزت ملی، اپنے آپ کو اس کا مستحق قطعاً نہیں جانتا۔ لیکن اس پر فخر جتنا بھی کروں، وہ کم ہے۔

اِس حکایت کو جو دراز ہوتی جا رہی ہے اُن چند عزیز دوستوں کے ذکرِ خیر پر ختم کرتا ہوں، جو اب کالج میں نہیں لیکن جن کے ساتھ کی یاد ہر مشکل اور مسرت میں اب بھی برابر نشاط اور انبساط اور طمانیت و تقویت کا باعث بنتی ہے: محمد افسر ساجد (دیپالپور)، محمد اسحٰق قریشی (ریاض، سعودی عرب) اور محمد صدیق جاوید (لاہور) — یہ کالج میں نہ رہے لیکن دل سے کیونکر جائیں گے!؟

○

میری یہ کتاب بھی، برادرم نیاز احمد صاحب چھاپ رہے ہیں۔ اس کا خارجی حُسن

اُنھیں کی خوش ذوقی کا رہینِ منت ہے :

اے وقت تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

شعبۂ اُردو
گورنمنٹ کالج، لائل پور

۲۴- مارچ سنہ ۱۹

روزنامہ

انقلاب

لاہور

ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں انہیں ان کے جائز حقوق حاصل ہوں

مسلمانوں کا نصب العین کسی قوم سے بے انصافی پر مبنی نہیں

لاہور مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس میں سر سکندر حیات خاں کی تقریر

۱

قائدِ اعظم
کے
دورۂ لائل پور کا منظر اور پس منظر

"پنجاب میں مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن، قائم تو ۱۹۳۷ء ہی میں ہو گئی تھی لیکن اُس زمانے میں طالب علموں میں کانگرس کی حامی پنجاب اسٹوڈنٹس یونین ہی زیادہ مقبول ہُوا کرتی تھی۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں "قراردادِ لاہور" نے جب اسلامیانِ ہند کا قومی نصب العین متعین کیا تو پنجاب میں مسلمان طالب علم، مطالبۂ پاکستان منوانے کے لیے سرگرمِ عمل ہو گئے۔ صوبے کے یونینسٹ وزیرِ اعظم سردار سکندر حیات خاں نے یوں تو اپنے سیاسی مفادات کی خاطر مسلم لیگ کے لکھنؤ سیشن میں ہی قومی جماعت ۔مسلم لیگ ــــــ میں شمولیت کا اعلان کر دیا تھا لیکن ڈیفنس کونسل کی تشکیل اور دوسرے مراحل پر وہ مسلم لیگی قیادت کو مسلسل پریشان کرتے رہے۔ سردار سکندر حیات اور اُن کے مسلمان ساتھیوں کے اس کردار پر نوجوانوں نے احتجاج کیا اور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن، یونینسٹ اربابِ اختیار کے خلاف قراردادیں منظور کرنے لگی۔ سالِ آخر ۱۹۴۴ء

کانفرنس کے انعقاد سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر جب وہ ہمیں کانفرنس بلانے کے ارادے سے باز نہ رکھ سکے تو انہوں نے بظاہر حکومت کی ہدایت پر ہی نہ صرف کانفرنس بُلانے کی مخالفت ترک کر دی بلکہ حاجی سیٹھ عبداللہ ہارون کو اپنے ہاں ٹھہرانے کی پیش کش بھی کر دی جسے ہم نے منظور کر لیا؎

"لاہور، ۱۴ر فروری: حاجی سیٹھ سر عبداللہ ہارون صدر سندھ پراونشل مسلم لیگ ایم۔ ایل۔ اے (مرکزی) کراچی سے ۱۵ر فروری بروز ہفتہ ۸ بجے صبح بذریعہ کراچی میل تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کل ہی لائل پور مسلم اسٹوڈنٹس تعلیمی کانفرنس میں شمولیت کے لیے تشریف لے جائیں گے اور وہاں سے بروز یک شنبہ ۵ بجے شام واپس لاہور آئیں گے ......"

(روزنامہ 'انقلاب' لاہور جلد ۱۶، نمبر ۴۱، ۱۶ فروری ۱۹۴۱ء، صفحہ ۵)

"لائل پور، ۱۶ر فروری: پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس ایجوکیشنل کانفرنس کے پہلے اجلاس میں ظہور عالم شہید صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا خُطبہ پڑھتے ہوئے شروع میں پچھلی صدی میں مسلمانوں کی حالت پر تبصرہ کیا پھر موجودہ دور میں اُن کی تعلیمی

؎ نومبر ۱۹۷۶ء کی قلمی تحریر از جناب ظہور عالم شہید، محفوظ در ذاتی ذخیرۂ نوادر ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

پستی اور جمود و تعطل پر سیر حاصل بحث کی اور...... آخیر میں انہوں نے کہا کہ ہر مسلمان طالب علم کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ پاکستان کے حصول کے لیے ہر ممکن جد وجہد کرے کیونکہ اسی میں احیائے ملت کا راز ہے۔

کانفرنس میں سر عبداللہ ہارون نے اپنا خطبۂ صدارت پڑھتے ہوئے فرمایا کہ کالج کی تعلیم سے تم نہ صرف اپنی حفاظت اور خدمت کرو بلکہ اپنے والدین اور قوم کی بھی۔ تمہارا نصب العین آرام و سکون کی زندگی نہیں ہونا چاہیئے بلکہ جد وجہد..... اپنی سات سو سالہ سلطنت کھونے کے بعد ہندوستان میں ہماری حالت یتیموں کی سی ہو گئی تھی لیکن اب ہمیں اپنی حالت کا احساس ہوا ہے اور ہم میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔ موجودہ تعلیم..... نے ہماری تمام گزشتہ خصوصیات کو تباہ کر دیا۔ اخیر میں آپ نے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ کالج میں ایک پاکیزہ زندگی بسر کریں اور محنتی بنیں اور کفایت شعاری سے کام لیں اور کالج کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اپنے آپ کو بنی نوع انسان کے لیے مفید ثابت کریں۔

کانفرنس کا دوسرا اجلاس آج ساڑھے نو بجے ڈسٹرکٹ بورڈ ہال میں زیرِ صدارت سر عبداللہ ہارون منعقد ہوا۔ کارروائی کے شروع میں مرزا عبدالحمید بیگ صدر مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے پاکستان اسکیم کی وضاحت کی۔ بعد ازاں چند ریزولیوشن پیش ہوئے جو متفقہ طور پر پاس ہو گئے۔ ریزولیوشنوں کے بعد جلسہ نعروں کے درمیان ختم ہوا اور اعلان کیا گیا کہ حاجی سر عبداللہ ہارون نے فیڈریشن کی اعانت کے لیے ڈھائی سو روپے کی گراں قدر رقم عطا کی ہے (اورینٹ پریس)۔"
(انقلاب لاہور جلد ۱۶، نمبر ۱۸۰، ۱۴، فروری ۱۹۴۱ء، ص ۴)

" پندرہ فروری (۱۹۴۱ء) کا دن لائل پور کی سیاسی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ جس شہر میں چند دن پہلے تک مقامی افسر مسلم لیگ سے سخت الرجک نظر آتے تھے، وہاں حاجی عبداللہ ہارون کو ریلوے اسٹیشن سے ڈسٹرکٹ بورڈ ہال تک جلوس کی شکل میں لایا گیا۔ مسٹر یوسف ہارون نے اپنے والدِ محترم کا ایڈریس پڑھا اور نوجوانوں نے اپنی تقریروں میں مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کر کے شہر کی سیاسی فضا بدل ڈالی ۔ مارچ ۱۹۴۱ء میں مسلمان طالب علموں نے لاہور میں پنجاب پاکستان کانفرنس منعقد کی جس سے خطاب کرتے ہوئے قائدِ اعظم نے نوجوانوں سے کہا کہ :

"IT IS THE MONTH OF MARCH;
NOW LET US MARCH ON"[1]

○

" قائدِ اعظم محمد علی جناح پورے آٹھ بجے صبح بروز ہفتہ (یکم مارچ ۱۹۴۱ء) لاہور پہنچیں گے۔ نو بجے اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں پرچمِ اسلامی لہرائیں گے۔ سبجیکٹس کمیٹی کا اجلاس ڈھائی بجے سے ساڑھے چار بجے تک ہوگا۔ پہلا کھلا اجلاس آٹھ بجے شام سے گیارہ بجے رات تک۔ تلاوتِ عزیز، ترانۂ ملی، خطبۂ استقبالیہ اور قائدِ اعظم کا خطبۂ صدارت .... " (انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۲۰، ۲۵ر فروری ۱۹۴۱ء، صفحہ ۲)

○

---

[1] جناب ظہور عالم شہید کی نومبر ۱۹۷۶ء کی قلمی تحریر مخزونہ ذاتی ذخیرۂ نوادر ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

"قائدِ اعظم یکم مارچ کو فرنٹیر میل کے بجائے بھٹنڈہ ایکسپریس سے تشریف لائیں گے۔ سب حضرات آٹھ بجے اسٹیشن پر استقبال کے لیے پہنچ جائیں۔ پاکستان سیشن کا پروگرام وہی رہے گا جس کا اعلان پہلے ہو چکا ہے۔ سب حضرات مُطّلع رہیں۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۲۴، یکم مارچ ۱۹۴۱ء، صفحہ ۸)

"لاہور، یکم مارچ: پنجاب مُسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان سیشن لاہور کا پہلا اجلاس اسلامیہ کالج کے وسیع پنڈال میں رات کے نو بجے قائدِ اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں شروع ہوا۔ تمام پنڈال حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا.....

قائدِ اعظم نعرہ ہائے تحسین کے درمیان مائکروفون پر تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس اجلاس کی صدارت کا فخر بخشا، جس وقت فیڈریشن مذکور کی طرف سے دعوت نامہ موصول ہوا مجھے بے انتہا مسرت حاصل ہوئی اور میرے لیے اِس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار ہی نہ تھا کہ دعوت نامہ کو منظور کر دوں۔

مَیں نے اِس دعوت نامہ میں پنجاب میں ایک نیا اور درخشندہ باب دیکھا اور یہ عجیب تطابق ہے کہ اسی ماہ مارچ میں اسی لاہور شہر میں مسلم لیگ کا وہ شہرۂ آفاق ریزولیوشن منظور ہوا جو عرفِ عام میں پاکستان کے نام سے مشہور ہے اور اسی ماہ مارچ میں آپ طلبا کی یہ کانفرنس مُنعقد ہو رہی ہے۔ وہ ۲۳ مارچ تھی، یہ یکم مارچ ہے اِس لیے آؤ ہم مارچ کریں (آگے بڑھیں)

(نعرہ ہائے تحسین اور تالیاں) ـــ

اس کے بعد قائدِ اعظم نے فرمایا کہ میں نے بہت غور و فکر کے بعد یہ طے کیا ہے کہ آج رات خود کچھ نہ بولوں۔ طلباء نے آج منتخب کمیٹی میں کئی ریزولیوشن منظور کیے ہیں..... میں یہ چاہتا ہوں کہ طلباء اس پر خود غور و فکر کر کے اپنے بلا لاگ فیصلے کا اظہار کریں ـــ"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۲۶۰، ۴، مارچ ۱۹۴۱ء، صفحہ ۲)

○

"لاہور ۲، مارچ: پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس پاکستان سیشن کا دوسرا اجلاس آج صبح دس بجے قائدِ اعظم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد ۷ ہزار کے لگ بھگ تھی۔ قائدِ اعظم تشریف لائے تو باہر گارڈوں نے سلامی دی گئی اور حاضرین نے کھڑے ہو کر "قائدِ اعظم زندہ باد" "فاتح کانگرس زندہ باد" "مسلم لیگ زندہ باد" "پاکستان زندہ باد" کے نعروں سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ تلاوتِ قرآن شریف اور نظموں کے بعد انجمن خالدیہ کی طرف سے ایک منظوم ایڈریس پیش ہوا۔ اسی طرح ایم۔ اے۔ او کالج امرتسر اور لائل پور کے مسلم طلبہ کی طرف سے ایڈریس پیش کیے گئے۔

نعرہ ہائے تحسین کے درمیان قائدِ اعظم مائکروفون پر تشریف لائے۔ آپ

نے آغاز میں منتظمینِ کانفرنس اور اسلامیانِ لاہور کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ کانفرنس کا نظم ونسق دیکھ کر میں بے حد مطمئن ہُوا ہوں اور پنجاب کے مسلمانوں اور دیگر علاقوں سے آئے ہوئے مسلمانوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اسلامیانِ پنجاب بیدار ہو گئے ہیں (تالیاں)۔ اِس کانفرنس کا انعقاد ایک جراٴت طلب کام تھا، لیکن کارکنانِ کانفرنس کو مطمئن ہونا چاہیئے کہ اُن کی محنتیں بار آور ثابت ہوئی ہیں۔ (تالیاں)۔ " (انقلاب' لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۲۴۰، ۴ مارچ ۱۹۴۱ء، صا)

○

"لاہور، ۲ مارچ: آج پاکستان کانفرنس میں قائدِ اعظم کی (تمہیدی) تقریر کے بعد چودھری خلیق الزماں نے تقریر شروع کی ..... چودھری خلیق الزماں کی تقریر کے بعد نوابزادہ لیاقت علی خاں سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے تقریر کی ..... اس کے بعد ظہورِ عالم، لائل پور نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی، جس کی تائید افتخار اللہ صاحب نے کی:

'پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ مسلم عوام کو آل انڈیا مسلم لیگ کے پاکستان ریزولیوشن کے بنیادی اصول سمجھانے کے لیے مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو دیہاتی علاقوں میں فوراً پروپیگنڈہ شروع کر دے:

۱۔ مسٹر ڈیڈ کے ملک

۲۔ چودھری نصر اللہ خاں

۳۔ مسٹر عبدالستار خاں نیازیؔ اور :

۴۔ مسٹر ظہور عالم (شہید)

یہ کمیٹی تمام اضلاع میں سب کمیٹیاں قائم کرے اور آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے اُس وفد کو ہر ممکن امداد بہم پہنچائے جو اس موسمِ گرما میں پنجاب تشریف لا رہا ہے۔"

اس کے بعد دوسرا ریزولیوشن پیش کیا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے جو تین ماہ کے اندر اندر فیڈریشن کے کانسٹی ٹیوشن کی تشکیل کرے :

میاں بشیر احمد (صدر)، فیض بوچ، منظور ربانی، نصراللہ خاں، محمد صادق، رفیق احمد، ظہور الحسن ڈار، محمد مختار، چودھری عبداللہ، حمید احمد، چودھری ظفر اللہ، افضل حمید، محمد افضل ۔"

یہ ریزولیوشن بھی بالاتفاق رائے منظور ہوا۔ اس کے بعد خلیل نفیسی نے دو ایک پُرجوش نظمیں سنائیں جس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۲۶۴، مارچ ۱۹۴۱ء، ص۵)

" لاہور، ۲۷ر جون : وزیر اعظم پنجاب (سر سکندر حیات) پنجاب کا موسمِ گرما کا دورہ، جو ۳۰ر جون سے شروع ہوگا، آٹھ دن تک جاری رہے گا۔ اس عرصے میں وہ ریلوے ٹرین، ٹرالی اور موٹر کار میں ایک ہزار میل سے زیادہ کا سفر کریں گے۔ اس وسیع

پیمانے پر دورے میں وزیر اعظم پنجاب ..... لاہور، گجرات، جہلم، جھنگ لائل پور اور دوسرے متعدد اضلاع میں تشریف لے جائیں گے۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۲۲، ۲۹ جون ۱۹۴۱ء، صفحہ ۳)

○

"لائل پور، ۴ جولائی: سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب آج شام کو یہاں پہنچ رہے ہیں۔ کل صبح زمیندارہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے، سر سکندر اس کی صدارت فرمائیں گے۔ آج شام کو نواب سعادت علی خاں آف کمالیہ سر سکندر کے اعزاز میں ڈنر دیں گے۔ سر سکندر حیات خاں صبح ساڑھے آٹھ بجے مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجتماع میں تقریر کریں گے۔ زمیندارہ کانفرنس میں آپ کی خدمت میں چالیس ہزار روپے کی تھیلی، ہوائی جہاز خریدنے کی غرض سے پیش کی جائے گی۔" (اورینٹ پریس)

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۲۸، ۶ جولائی ۱۹۴۱ء، صفحہ ۴)

○

"لائل پور، ۵ جولائی: قائد اعظم محمد علی جناح، زندہ باد! مسلم لیگ، زندہ باد! کے فلک شگاف نعروں میں سر سکندر حیات خاں مسلم اسٹوڈنٹس کانفرنس (لائلپور) میں تقریر کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: مسلمانوں کا نصب العین کسی اور قوم سے بے انصافی پر مبنی نہیں، ہمارا مطالبہ سادہ ہے۔

ہندوستان بڑا وسیع ملک ہے، اس میں کئی قسم کے لوگ رہتے ہیں، کئی

کئی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ سہولت کیلیے بار ہا اس کی تقسیم ہوئی، مسلمانوں کے عہد میں بھی اور انگریزوں کے عہد میں ہمارے دیکھتے دیکھتے، سندھ بمبئی سے علاحدہ ہوا۔ اڑلیسہ بہار سے علاحدہ اور برما، ہندوستان سے علاحدہ ہوا۔ ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے، وہاں انہیں یہی حقوق حاصل ہوں۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں چاہتے۔ اس سے زیادہ مانگ بے انصافی ہوگی۔ نہ مسلمان اپنی اکثریت کے چار صوبوں میں اقلیت کے حقوق کچلیں، نہ ہندو اپنی اکثریت کے سات صوبوں میں مسلمانوں کے حقوق کچلیں، یہ ہمارا نصب العین ہے۔"

ان الفاظ میں سر سکندر نے آج لائلپور مسلم اسٹوڈنٹس کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے مسلمانانِ ہند کے قومی نصب العین کی وضاحت کی۔ سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا کہ: میں نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ جذبات کی رَو میں نہ بہیں۔ پاکستان بہت اچھی چیز ہوگی، مگر آپ میں سے کسی نے پاکستان کا صحیح مفہوم سمجھا ہے؟ کیا آپ جمال الدین افغانی کا پاکستان چاہتے ہیں یا چوہدری رحمت علی کا پاکستان ــ؟ مؤخر الذکر پاکستان کا تخیل تو انگریز کا دیا ہوا ہے۔ سب سے پہلے ایک انگریز مُدبّر نے رسالہ "ایشیاٹک ریویو" میں یہ لکھا کہ مسلمانوں کو اس قسم کے علاحدہ وطن کی ضرورت ہے۔ اس کے اٹھارہ ماہ بعد چوہدری رحمت علی نے اس تجویز کی تبلیغ شروع کر دی ـــ"

سر سکندر نے جنگ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اصل پاکستان حجازِ مقدس ہے، عراق

ہے ، عرب ہے ۔ یہ ممالک اس وقت سب سے بڑے خطرے سے دوچار ہیں ۔
نازی خطرہ ان ممالک کی آزادی اور زندگی کو ختم کرنا چاہتا ہے ۔ میں مسلمان نوجوانوں
سے کہتا ہوں کہ صرف پاکستان کے نعرے لگانے کے بجائے (وہ) ہتھیلی پر سر رکھ کر
نکلیں اور اُس دشمن سے لڑیں جو اسلام کا دشمن ہے ۔ سر سکندر نے مسلمان نوجوانوں
کو متنبہ کیا کہ اگر دشمن رُوس میں کامیاب ہوگیا تو ایران اور افغانستان کی آزادی
بھی خطرے میں پڑ جائے گی ۔

قائدِ اعظم اعلان کر چکے ہیں کہ جنگ کے دوران میں پاکستان کا مطالبہ ملتوی
رہے گا ۔ اس وقت ہمارے سامنے ایک ہی مقصد رہنا چاہیئے اور وہ جنگ
میں فتح ہے ۔ اپنی تقریر کی ابتدا میں سر سکندر نے یہ کہا کہ اسلام محبت اور رواداری
کا مذہب ہے ۔ اسلام پر سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ اسے تلوار کے زور سے
پھیلایا گیا ۔ یہ بہتانِ عظیم ہے ۔ اگر اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہوتا تو آج دہلی
کے اردگرد مسلمان ہی نظر آتے ، مگر دہلی کے اردگرد ہندوؤں ہی کی اکثریت ہے ۔
اسلام روحانیت کی تلوار سے پھیلا ۔ یہ خواجہ اجمیریؒ ، حضرت داتا گنج ؒ اور حضرت
نظام الدین اولیاءؒ کی تلواروں کا صدقہ ہے کہ آپ اس مُلک میں نو کروڑ ہیں ۔

سر سکندر نے طلباء کو تلقین کی کہ وہ صرف اللہ کے لیے جینا اور مرنا سیکھیں ۔
آپ نے کہا کہ سچا مسلمان اپنی ذات کی پروا نہیں کرتا ۔ اُس کا مرنا اور جینا
صرف اللہ کے لیے ہوتا ہے ۔ اسلام ، خدمتِ خلق کا مذہب ہے ۔ سب کی خدمت
کرو ۔ اس میں مذہب کا کوئی امتیاز نہ ہو ۔ اسلام ساری دُنیا کے لیے رحمت ہے
سر سکندر نے کہا کہ فرقہ وارانہ منافقت کا بڑا سبب ، غلط اور متعصبانہ ذہنیت

میں لکھی ہوئی تاریخیں ہیں۔

پنجاب گورنمنٹ اس کوشش میں ہے کہ ملک کی صحیح تاریخ لکھوائی جائے۔ صحیح تاریخ مرتب کرنے والوں کو مالی امداد دی جائے۔ اپنی تقریر کے آخر میں سر سکندر نے طلباء کو تلقین کی کہ جذباتی تقریروں سے کام نہ لیں۔ کانفرنس سے پہلے سر سکندر نے پرچم اسلامی لہرانے کی تقریب ادا کی۔ اس موقع پر آپ نے کوئی تقریر نہ کی۔

مسٹر ظہور عالم شہید نے اپنی تقریر میں کہا کہ مسلمان نوجوان، پاکستان کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے۔ چوہدری رحمت علی ناگرہ نے جنگ پر اظہار خیال کیا۔ مسٹر آفتاب عالم نے کہا کہ مسلمانوں کا نصب العین پاکستان ہے اور اس کی خاطر ہر ممکن قربانی کی جائے گی۔ خان بہادر شیخ نور محمد ڈپٹی کمشنر نے اپنی تقریر میں طلباء کو محبت اور رواداری کی تلقین کی۔ غلیق قریشی نے ولولہ انگیز نظم پڑھی۔ کانفرنس اللہ اکبر، جناح زندہ باد اور پاکستان زندہ باد کے نعروں کے درمیان ختم ہوئی۔ (اورئینٹ پریس)۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۲۹، ۱۰ جولائی ۱۹۴۱ء، صفحہ ۵)

○

"لائل پور، ۵ جولائی: آج شام کے ساڑھے پانچ بجے سر سکندر حیات خاں کی صدارت میں لائل پور ڈسٹرکٹ زمیندارہ کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا۔ گرمی کے باوجود حاضری بہت زیادہ تھی۔ وزیر اعظم نے اپنی تقریر کی ابتداء میں

مارکٹنگ ایکٹ اور سیلز ٹیکس کے متعلق حکومت پنجاب کے رویے کی وضاحت کی۔

آپ نے فرمایا کہ حکومت پنجاب کا مقصد کسی پر ظلم کرنا یا کسی سے ناجائز روپیہ چھیننا نہیں ہے۔ مارکٹنگ ایکٹ کا مقصد صرف یہ ہے کہ منڈیوں کو موجودہ بے ایمانیوں سے پاک کیا جائے۔ دیانتدار لوگوں کو اس سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ ...... سیلز ٹیکس کے متعلق سر سکندر نے کہا کہ زمیندار ایک روپیہ میں سے چار آنے محض مالیے کے ادا کرتا ہے، سیلز ٹیکس تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ شہری آبادی کو بھی صوبے کے اخراجات کا بوجھ اٹھانا چاہیئے۔ ہسپتال، اسکول، کالج سڑکیں، سب شہریوں کے فائدے کے لیے ہیں۔ اگر انہیں سو روپے پر دو آنے یا تین آنے ٹیکس دینے کو کہا جائے تو انہیں شور نہیں کرنا چاہیئے۔ ہماری حکومت کسی پر ناجائز سختی نہیں کرنا چاہتی۔ میں اب بھی ہر جائز بات ماننے کو تیار ہوں لیکن ان قوانین کے حقیقی مقصد کو فوت نہیں ہونے دیا جائے گا۔

سر سکندر نے اندرونی امن پر زور دیا اور کہا کہ حکومت، امن کی تمام تدابیر مکمل کر چکی ہے۔ عوام کو شرپسندوں کی سرگرمیوں سے گمراہ نہ ہونا چاہیئے۔ ہندو، مسلم سکھ، آپس میں بھائیوں کی طرح رہیں۔ ایک دوسرے پر اعتماد کریں۔ ہتھیار جمع کرنے کی کوشش نہ کرو۔ تمہارے ہتھیار بے کار رہیں۔ اگر اندرونی امن کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ کوشش ناکام رہے گی۔ پولیس فتنے کا سر کچل دے گی۔ ہم نے ایسا انتظام کیا ہے کہ ضرورت پڑنے پر پنجاب کے ہر حصے میں چھ گھنٹے کے اندر اندر فوج پہنچائی جا سکتی ہے۔ رہا بیرونی حملے کا خطرہ تو یاد رکھو تمہارے ہتھیار دشمن کے مقابلے میں بیکار ہیں۔ سر سکندر نے پرجوش تالیوں کے درمیان

کہا کہ میرے پاس آؤ، میں تمہیں ایسے ہتھیاروں سے مسلح کردوں گا جو دشمن کے ہتھیاروں سے بہتر ہیں ان ہتھیاروں کی مدد سے اُس دشمن کا مقابلہ کرو جو ہندو، مسلم اور سکھ کا دشمن ہے۔ سر سکندر نے عوام کو متنبہ کیا کہ شر پسند خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، اسے فتنہ انگیزی کی اجازت نہیں دی جائے گی اور اس کا سر فوراً کچل دیا جائے گا۔

سر سکندر نے بین الاقوامی جنگ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ دشمن روس میں مصروفِ پیکار ہے۔ یہ وقت سیاسی جھگڑوں کا نہیں۔ آج کانگرس کہتی ہے کہ ہمارا مطالبہ نہیں مانا گیا۔ لیگ کہتی ہے کہ ہمارا مطالبہ نہیں مانا گیا۔ یہ وقت تمام ذرائع کو ملک کی حفاظت کے لیے استعمال کرنے کا ہے۔ فرقہ وار جھگڑوں اور سیاسی مناقشات کا نہیں۔ لیگ اور کانگرس سب جماعتیں مل کر مشترکہ دشمن کے مقابلے کے لیے سرگرم کار ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان کی توقع سے تھوڑے وقت میں ان کے مطالبات برطانوی حکومت سے منوالوں گا۔

ضلع لائل پور کی طرف سے ہوائی جہاز خریدنے کی غرض سے سر سکندر کی خدمت میں چالیس ہزار کی تھیلی پیش کی گئی۔ ڈسٹرکٹ سولجرز بورڈ کی طرف سے اور لیبر پارٹی کی طرف سے ایڈریس پیش کیے گئے۔ پیر ناصر الدین ایم۔ ایل۔ اے صدر مجلس استقبالیہ کمیٹی نے ایڈریس پیش کیا۔ سردار دل باغ سنگھ لالا موہن رام اور چوہدری رحمت علی ناگرہ نے تقریریں کیں، خان بہادر شیخ نور محمد نے ایک مؤثر تقریر میں عوام کو امن اور آشتی سے رہنے کی تلقین کی۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۲۹، ۸ر جولائی ۱۹۴۱ء، صفحہ ۳)

"سر سکندر حیات خاں نے لائل پور میں زمینداروں کے ایک بہت بڑے جلسے میں جہاں انہیں ڈسٹرکٹ زمیندارہ لیگ اور سولجرز بورڈ کی طرف سے سپاسنامے پیش کیے گئے اور چالیس ہزار روپے کی رقم جنگی امداد کے طور پر دی گئی، ایک نہایت مؤثر تقریر کی ....."

(غلام رسول مہر، شذرہ "انقلاب" لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۳۰، ۹ جولائی ۱۹۴۱ء، ص ۳)

○

۹ جولائی ۱۹۴۱ء کے بعد دو دن روزنامہ "انقلاب" بوجوہ شائع نہیں ہو سکا۔[1] ۱۰ اور ۱۱ جولائی کے ناغے کے بعد اخبار ۱۲ جولائی کو چھپا۔ اس اشاعت میں "اورینٹ پریس" کی یہ ریلیز موجود ہے:

"لائل پور، ۱۰ جولائی: مسلم طلبا کی پاکستان کانفرنس ۱۲، ۱۳ جولائی کو ملک برکت علی کی صدارت میں منعقد ہو رہی ہے۔ وسیع پیمانے پر پنڈال بنایا جا رہا ہے۔ مسلم لیگ، مسلم نیشنل گارڈ اور مجلس اتحادِ ملت، پنڈال کے نزدیک اپنے اپنے علاحدہ کیمپ لگا رہے ہیں۔ اس کانفرنس کے سلسلے میں مسلم طلبا کے وفود گزشتہ دو ماہ سے دیہات کا دورہ کر کے عوام میں پاکستان کا پروپیگنڈہ کر رہے تھے۔ (اورینٹ پریس)۔" ("انقلاب" لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۳۱، ۱۲ جولائی ۱۹۴۱ء، صفحہ ۴)

○

[1] تفصیل کے لیے رجوع کیجیے: "انقلاب"، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۳۱، ۱۲ جولائی ۱۹۴۱ء، ص ۱

۱۳ر جولائی ۱۹۴۱ء کے "انقلاب" میں مسلم طلباء کی پاکستان کانفرنس کا کہیں کوئی ذکر نہیں، ۱۴ر جولائی ۱۹۴۱ء کو غالباً یہ اخبار شائع نہیں ہوا، ۱۵ر جولائی ۱۹۴۱ء سے "انقلاب" کے صفحات میں ہمیں ملک برکت علی کے کسی "بیان" اور پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس کے رویّے کے خلاف ایک ردِ عمل ملتا ہے، لیکن برکت علی کا "بیان" اور فیڈریشن کی کارروائی موجود نہیں:

"...... ہمیں افسوس ہے کہ پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی مجلسِ عاملہ کا انداز ہمیں اس قسم کا معلوم ہوتا ہے کہ مشکلات میں تخفیف کے بجائے اضافہ ہو۔ مسٹر جناح کی قیادت پر اعتماد بہت اچھی بلکہ ضروری چیز ہے؛ لیکن اس اعتماد کے اظہار کی شکل یہ نہیں کہ ملک برکت علی کو سر سکندر حیات خاں کے خلاف استعمال کیا جائے درآں حالیکہ دونوں لیگ کی مجلسِ عاملہ کے ارکان ہیں۔ دونوں کو مسٹر جناح نے نامزد کیا ہے۔ ان میں فرق ہے تو یہ کہ سر سکندر حیات خاں پنجاب مسلم لیگ پارٹی کے اکثریتی ممبروں کے قائد ہیں اور ملک برکت علی صاحب کو اپنے رفقا میں یہ بلند مقام حاصل نہیں۔۔۔۔ سر سکندر نے جو کچھ لائل پور میں کہا وہ تفصیلاً ہمارے سامنے نہیں۔۔۔۔۔ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی مجلسِ عاملہ ہماری رائے میں افراط سے کام لے رہی ہے، جتنی جلدی اس کی اصلاح ہو جائے، اتنا ہی اچھا ہو گا۔"

(مولانا غلام رسول مہر: شذرۂ "انقلاب"، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۳۳، ۱۵ر جولائی ۱۹۴۱ء، ص ۳)

"لاہور ۱۴ ر جولائی: جب ملک برکت علی صاحب، وزیرِ اعظم پنجاب کی تقریروں کو غلط مفہوم پہنا کر مسٹر جناح اور سر سکندر کے خیالی اختلافات کو مبالغہ آمیز رنگ میں پیش کرکے مسلم لیگ کے استحکام کو خطرے میں ڈالتے ہیں، تو وہ مسلم مفاد کو صریح نقصان پہنچانے کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہ وہ رائے ہے جو میاں مشتاق احمد گورمانی ایم۔ ایل۔ اے نے سر سکندر کی تقریر لائل پور پر ملک برکت علی کے تنقیدی بیان کے متعلق ظاہر کی ہے ...... میاں مشتاق احمد صاحب گورمانی نے ڈاکٹر امبیدکر کی کتاب "پاکستان کے متعلق خیالات" کے حوالوں سے سر سکندر کے اِس قول کی تائید کی ہے کہ پاکستان کا تخیل پہلے پہل خود انگریزوں کو سوجھا۔ آپ نے کہا اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ پاکستان کا تخیل پہلے انگریزوں نے پیش کیا یا علامہ اقبال نے، لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ جب علامہ اقبال نے ۱۹۳۰ء میں پہلی مرتبہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے یہ تجویز پیش کی تو ملک برکت علی نے پنجاب مسلم نیشنلسٹ کانفرنس منعقدہ ۱۹۳۱ء کے صدرِ مجلسِ استقبالیہ کی حیثیت سے غیر مبہم الفاظ میں اس کی مذمت کی۔ گورمانی صاحب نے ملک برکت علی کی اس تقریر کے اقتباسات دینے کے بعد یہ فیصلہ مسلمانوں پر چھوڑا ہے کہ کانگریسیوں میں سستی ہر دلعزیزی کا بھوکا کون ہے؟ آخر میں آپ نے ملک صاحب سے اپیل کی ہے کہ وہ ملت کے مفاد اور مسلمانوں کے اتحاد و استحکام کو جس کی اِس مرحلے پر شدید ضرورت ہے، اپنے ذاتی مفاد پر مقدم رکھنے کی کوشش کریں (اورینٹ پریس)۔"

(انقلاب لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۳۴، ۱۶ر جولائی ۱۹۴۱ء، صفحہ ۴)

○

"ڈاکٹر شیخ محمد عالم، سابق ممبر کانگرس ورکنگ کمیٹی اور سابق ڈپٹی لیڈر اپوزیشن پارٹی پنجاب اسمبلی نے مندرجہ ذیل (بیان) بغرضِ اشاعت ارسال کیا ہے:

لائل پور میں سر سکندر حیات نے فرقہ وارانہ اتحاد کے لیے اپیل کی اور اسے عملی جامہ پہنانے کی تمنا کا بھی اظہار کیا۔ ملک برکت علی کی طرف سے اس کی مخالفت ہوئی۔ یاد رہے کہ ملک برکت علی اور سر سکندر حیات دو مختلف بزرگ ہیں۔۔۔۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۳۵، ۱۷ جولائی ۱۹۴۱ء، صفحہ ۲)

○

"سر سکندر حیات خاں نے لائل پور کی مسلم اسٹوڈنٹس کانفرنس میں پاکستان کے متعلق جو کچھ فرمایا تھا اُس پر ملک برکت علی صاحب نے خواہ مخواہ بلا ضرورت ایک بیان گھسیٹ مارا جس کا جواب خان بہادر مشتاق احمد خاں گورمانی ایم ایل۔ اے نے دیا ہے۔۔۔۔۔ معلوم نہیں۔۔۔۔۔ ملک برکت علی یا بعض مسلم نوجوان سر سکندر سے اور کیا چاہتے ہیں؟"

— مولانا غلام رسول مہر

(شذرہ، انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۳۵، ۱۷ جولائی ۱۹۴۱ء، صفحہ ۳)

○

"سانگلہ ہل، ۱۵ر جولائی: لائل پور میں جو مسلم اسٹوڈنٹس پاکستان کانفرنس ۱۲، ۱۳ر جولائی کو منعقد ہو رہی تھی، وہ بارش کی وجہ سے ملتوی کر دی گئی تھی۔ آج مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن لائل پور کے پریذیڈنٹ کی قیادت میں ایک وفد ملک برکت علی ایم۔ایل۔اے، صدر منتخب پاکستان کانفرنس، لائل پور کی خدمت میں ہونے والی کانفرنس کے سلسلے میں تاریخیں مقرر کرنے کے لیے روانہ ہو گیا ہے۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۳۶، ۱۸ر جولائی ۱۹۴۱ء، صفحہ ۳)

(۱)

"لائل پور، ۱۹ر جولائی: (پاکستانی کانفرنس، لائل پور میں ملک برکت علی کا خطبۂ صدارت:)
"یہ سچ ہے کہ آج سے دس سال قبل ہم متحدہ ہندوستان کے قائل تھے۔ یہ بھی سچ ہے کہ ہم نے ہمیشہ ہندوستان کی وحدت کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ ہم کیوں بدلے؟ ہمارے نکتہ چیں سن لیں) کہ سات صوبوں میں جولائی ۱۹۳۷ء سے ۲۲ر اکتوبر ۱۹۳۹ء تک کانگرسی حکومت کے تجربے نے ہندو برادرانِ وطن پر ہمارے تمام اعتماد کو پاش پاش کر دیا، ۲۲ر دسمبر ۱۹۳۹ء کو جو "یوم نجات" منایا گیا وہ اس حقیقت کا آخری مظہر تھا کہ ہم ہندو انڈیا سے علاحدگی کا اظہار کرتے (ہیں) اور اُن لوگوں کی صف میں شامل ہوسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام اور ہندو مت دو مختلف تمدن ہیں، ہندو اور مسلمان دو مختلف قومیں ہیں اور ان دونوں کا امتزاج ناممکن ہے۔ بالآخر جولائی ۱۹۳۷ء سے ۲۲ر اکتوبر ۱۹۳۹ء تک ہمیں ان تلخ تجربوں نے مجبور کیا کہ ہم اپنے

پرانے عقیدوں کو خیر باد کہہ کر زندگی کی تلخ حقیقتوں اور اس سچائی کا اعتراف کریں جسے لالہ لاجپت رائے نے بھی محسوس کر لیا تھا کہ ہندو، ہندو ہے اور مسلمان، مسلمان۔ دونوں میں اتحاد ناممکن ہے۔"

یہ وہ الفاظ ہیں جو آج ملک برکت علی ایم۔ایل۔اے، ممبر مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی نے لائل پور (میں پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی) پاکستان (کانفرنس) کی صدارت فرماتے ہوئے کہے۔ ملک صاحب نے اپنے خطبے کی ابتدا میں جنگ سے پیدا شدہ صورتِ حال پر مفصّل تبصرہ کیا اور کہا کہ مسلمان برطانوی حکومت کو ہر ممکن مدد دینے کے خواہاں ہیں[1]....."

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۲۹، ۲۲ جولائی ۱۹۴۱ء، صفحہ ۲)

جناب ظہور عالم شہید ۴۱-۱۹۴۰ء میں لائل پور ڈسٹرکٹ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر تھے، وہ لکھتے ہیں کہ:

"صوبائی حکومت نے..... زمیندارہ کانفرنس (۵ جولائی ۱۹۴۱ء) کے لیے لائل پور شہر کا انتخاب کیا اور بظاہر مسلم لیگ کی حمایت کا دم بھرنے والے صوبائی وزیرِ اعظم سردار سکندر حیات نے کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے قائدِ اعظم اور ان کی جماعت کو ہدفِ تنقید بنانا شروع کر دیا۔ مقامی مسلم

---

[1] ملک برکت علی کے صدارتی خطبے کے انگریزی متن کیلیے رجوع کیجیے ضمیمہ کتاب ہذا

اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے ارکان جلسہ گاہ میں موجود تھے۔ انہوں نے وزیرِ اعظم کی تقریر کے دوران، مسلم لیگ زندہ باد، پاکستان زندہ باد اور قائدِ اعظم زندہ باد کے نعرے لگائے تو سکندر حیات غصے سے لال پیلے ہو گئے اور انہوں نے فرمایا "جہاں تمہارا قائدِ اعظم بیٹھا ہوا ہے وہاں فسادات ہو رہے ہیں۔" انہوں نے یہاں تک کہا کہ "یہ نعرے لگانے والے نوجوان تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد میرے پاس تیس تیتیس روپے کی نوکریوں کے لیے آئیں گے پھر انہیں معلوم ہو گا کہ مسلم لیگ ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔"

نوجوان طالب علموں نے سکندر حیات خاں کی تقریر کو اپنے لیے چیلنج تصور کیا اور انہوں نے فوراً اس چیلنج کا جواب دینے کا فیصلہ کیا۔ میں اپنے ساتھیوں ایم۔ اے مختار اور شیخ اقبال احمد کے ہمراہ لاہور پہنچا اور ہم نے ملک برکت علی سے رابطہ پیدا کرنے کے بعد لائل پور میں پبلک جلسہ منعقد کرنے کے فیصلے کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان کے فوراً بعد مقامی انتظامیہ ہمارے خلاف پورے زور شور سے حرکت میں آگئی۔

ڈپٹی کمشنر نور محمد نے ہمیں اپنی کوٹھی پر طلب کر لیا۔ وہاں یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ہم پر دباؤ ڈالنے کے لیے دوسرے لوگوں کے علاوہ شہر کے مسلم لیگی لیڈر بھی موجود تھے۔ شیخ صاحب نے کہا کہ سر سکندر حیات کی زمیندارہ کانفرنس کے فوراً بعد ملک برکت علی وغیرہ کو بلانا سخت غیر دانشمندانہ فیصلہ ہے۔ آپ نے کہا کہ حکومت پبلک جلسوں کے خلاف نہیں ہے لیکن وہ اس بات

کو برداشت نہیں کر سکتی کہ اُس کے مخالفین کو بُلا کر حکومت کو گالیاں دلائی جائیں۔ کسی بزرگ کو اس اجلاس میں یہ کہنے کی توفیق نہ ہوئی کہ ملک برکت علی کی تقریر سے کوئی قیامت نازل نہیں ہو جائے گی۔ اس کے بجائے ہر کسی نے ڈپٹی کمشنر کی ہاں میں ہاں ملائی۔ حاضرین میں سے کسی نے بھی ڈپٹی کمشنر کو یہ یاد نہ دلایا کہ صوبائی وزیر اعظم نے صرف چند روز پہلے زمیندارہ کانفرنس میں مسلمانوں کی کتنی دل آزاری کی تھی۔ بعض اصحاب نے حاکمِ ضلع کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہمیں یہ مشورہ دیا کہ ہم لاہور سے آنے والے مسلم لیگی لیڈروں کو یہ اطلاع دے دیں کہ سرِدست پبلک جلسے کا پروگرام ملتوی کر دیا گیا ہے۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا، ہم میں سے جن طلباء کے والدین سرکاری ملازم تھے، انہیں سختی سے کہا گیا کہ وہ اپنے لڑکوں کو جلسہ نہ کرنے دیں۔ اس طرح گو ہمارے لیے خاصے پریشان کُن حالات پیدا کر دیئے گئے لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری۔ ہم کسی کو بتائے بغیر لاہور چلے گئے اور وہاں سے ملک برکت علی، مولانا عبدالستار خاں نیازی اور مسٹر ابوسعید انور کو ساتھ لے کر واپس لائل پور پہنچ گئے۔ ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات کے باوجود جلسہ منعقد کیا گیا۔ ہزاروں لوگوں نے معرکۃ الآراء تقریریں سُنیں اور اس جلسے سے عوام تک مُسلم لیگ کا پروگرام پہنچانے پر بڑی مدد ملی۔ سکندر حیات دسمبر ۱۹۴۲ء میں انتقال کر گئے۔ اس طرح ہم میں سے کسی طالب علم کو بھی نوکریوں کے لیے صوبائی وزیر اعظم سے درخواست نہ کرنی پڑی۔ سر سکندر بڑی مضبوط شخصیت تھے۔ اُن کی وفات کے بعد ملک خضر حیات ٹوانہ نے

مسلم لیگ کی مخالفت جاری رکھی اور انہیں بالآخر مسلم لیگ سے نکال باہر کیا گیا لائل پور میں[1] دو اہم جلسوں نے مسلم لیگ کے لیے حالات کو بڑا سازگار بنا دیا اور سر سکندر حیات کی وفات کے بعد شہر کے وہ مسلم لیگی لیڈر بھی جرأت کا مظاہرہ کرنے لگے جو کچھ عرصے پہلے تک طالب علموں سے تعاون تو کرتے تھے لیکن علانیہ میدان میں آنے سے ڈرتے تھے۔

مقامی گورنمنٹ کالج[2] میں سری کشن کپور،[3] پرنسپل ہوا کرتے تھے۔ پروفیسروں کی اکثریت ہندوؤں پر مشتمل تھی لیکن مسلمان طالب علموں نے بلا خوف و خطر اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ ایک دفعہ کالج میں پاکستان کے موضوع پر مباحثہ کرایا گیا۔ ہندو طالب علموں نے اپنی تقریروں میں مطالبۂ پاکستان کو برِ عظیم کی آزادی کے لیے سخت مہلک ظاہر کیا۔ مسلمان طلباء میں شیخ

---

[1] گورنمنٹ کالج لائل پور دھوبی گھاٹ سے متصل واقع ہے، جہاں قائداعظم نے عظیم الشان جلسۂ عام سے خطاب کیا۔ جون ۱۹۱۵ء سے اپریل ۱۹۲۴ء تک یہ ادارہ ہائی اسکول کی حیثیت سے موجودہ عمارت میں رہا۔ یکم مئی ۱۹۲۴ء سے انٹرمیڈیٹ کالج اور ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء سے ڈگری کالج کا درجہ دے دیا گیا۔ ۱۹۶۳ء سے اس کالج میں اردو، انگریزی اور ریاضی میں ایم اے اور ایم ایس سی کلاسز کا اجرا ہوا۔ اس وقت کالج میں طلباء اور طالبات کی تعداد تین ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۷۲ء سے پروفیسر منیر احمد چوہدری اس کالج کے سربراہ ہیں۔

[2] وہ سرد و گرم چشیدہ، اس کالج کے قدیم ترین اساتذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۹ء سے اسی کالج میں معاشیات کے لیکچرار کی حیثیت سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔

[3] سری کشن کپور یکم جنوری ۱۹۴۰ء سے ۲۵ نومبر ۱۹۴۳ء تک اس کالج کے سربراہ رہے۔

اقبال احمد کی تقریر بڑی کامیاب تھی۔ انہوں نے قیام پاکستان کے حق میں اتنے اچھے دلائل پیش کیے کہ پرنسپل ، سری کشن کپور نے بھی اپنی تقریر میں کہا: ایک نوجوان نے پہلی بار دلائل کے ساتھ پاکستان کا کیس پیش کیا ہے ، ورنہ ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ مسلمان محض تعصب کی بنا پر پاکستان کا مطالبہ کر رہے ہیں ۔"

لائل پور شروع میں خلافت ، کانگرس اور پھر مجلس احرار کی سرگرمیوں کا مرکز رہا تھا۔ حکیم نورالدین ایک درویش صفت انسان تھے۔ انہوں نے کانگرس اور مجلسِ احرار کے رہنما کی حیثیت سے بڑی خدمات انجام دیں۔ لیکن قیام پاکستان سے چند برس پہلے ، اس شہر کے تمام قابلِ ذکر لوگ مسلم لیگ میں شامل ہو چکے تھے۔

اس شہر نے میاں عبدالباری جیسے مسلم لیگی رہنما پیدا کیے جنہوں نے قیام پاکستان کے بعد بھی پنجاب کی سیاست میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی نیکی ، خلوص ، راست بازی اور قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس امر میں مبالغے کا کوئی دخل نہیں کہ لائل پور میں مسلم لیگ کو مضبوط بنا کر مسلمان عوام کو پاکستان کی جدوجہد میں شریک کرنے کی کوششوں میں سب سے نمایاں حصہ اس شہر کے نوجوان طالبعلموں نے لیا۔ انہوں نے جہاں ایک طرف مقامی گورنمنٹ کالج میں ہندوؤں کی بالادستی

ئلہ میاں عبدالباری (ولادت ، ۱۸۸۵ء ، وصال : ۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۸ء) ممبر مغربی پاکستان نیشنل اسمبلی ۱۹۶۲ء معروف اور ممتاز مسلم لیگی رہنما۔

کو چیلنج کیا، وہاں دوسری طرف پبلک جلسوں کے ذریعے بھی حالات کا رُخ بدل ڈالا۔

لاہور رفتہ رفتہ لاہور کے بعد مسلم لیگ کا سب سے بڑا گڑھ بنتا جا رہا تھا، چنانچہ نومبر ۱۹۴۲ء میں پنجاب مسلم لیگ کا سالانہ سیشن لائل پور میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اِس کانفرنس کے افتتاح کے لیے قائدِ اعظم کو مدعو کیا گیا...۔[1]

---

[1] جناب ظہور عالم شہید کی نومبر ۱۹۷۶ء کی قلمی تحریر، مخزونہ ذاتی ذخیرۂ نوادر ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

معاصر اطلاعات اور دستاویزات

"لائل پور، ۸ر اکتوبر: مسلمانانِ پنجاب کو عموماً اور ضلع لائل پور کو خصوصاً یہ سُن کر ازحد خوشی ہوگی کہ پراونشل مُسلم لیگ کا سالانہ اجلاس لائل پور میں مُنعقد ہونے کی تیاریاں شروع ہوگئی ہیں۔ اجلاس کی صدارت قائدِ اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مُسلم لیگ فرمائیں گے۔ کارکنانِ مُسلم لیگ اجلاس کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن سعی کر رہے ہیں۔ اُمید ہے کہ زندہ دلانِ پنجاب عموماً اور ضلع لائل پور کے مسلمان خصوصاً قائدِ اعظم کی خدمت میں ایک معقول رقم پیش کر کے اپنی عقیدت کا ثبوت دیں گے۔ (اورینٹ پریس) —"

[روزنامہ انقلاب، لاہور جلد ۱۷، نمبر ۲۱۶، ۱۰ر اکتوبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۱]

○

"لائل پور، ۱۰ر اکتوبر: شام کے پانچ بجے ڈسٹرکٹ مُسلم لیگ کونسل کا اجلاس چوہدری عزیز الدین پلیڈر کے مکان پر ہُوا۔ اطلاع دی گئی کہ قائدِ اعظم نے ۱۷ر نومبر کو لائل پور آنا منظور کر لیا ہے۔ آپ پراونشل مُسلم لیگ کانفرنس میں شمولیت فرمائیں گے۔ مجلسِ استقبالیہ کی رُکنیت کی فیس ۵ روپے منظور کی گئی، ۲۳۱،

اکتوبر کو کونسل کا اجلاس مجلسِ استقبالیہ کے عہدہ داران کے انتخاب کے لیے ہوگا۔"
(ہفتہ وار لائل پور اخبار[1]، لائلپور، جلد ۱۰، نمبر ۴۴، ۲۲ر اکتوبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۹)

"لاہور، ۲۱ر اکتوبر: کل شام نواب ممدوٹ کے زیرِ صدارت صوبائی مُسلم لیگ کا ایک اجلاس منعقد ہُوا۔ اس میں مسلم لیگ کے صوبائی جلسے کو منعقد کرنے

---

[1] ڈسٹرکٹ رورل کمیونٹی کونسل کا ہفتہ ترجمان "لائلپور اخبار" یکم مئی ۱۹۳۳ء کو لائل پور سے جاری ہوا۔ اخبار کے دوسرے شمارے کی لوح کے مطابق مسٹر چمن لال پاندھی (ایڈووکیٹ)، چوہدری ظفر اللہ خاں بار ایٹ لاء اور ڈاکٹر راجندر سنگھ سندھو اس کے آنریری ایڈیٹر تھے۔ دوسرے شمارے کی پرنٹ لائن یہ ہے: "حارج الیکٹرک پریس لائل پور میں باہتمام دیوان دولت رام پرنٹر کے چھپا اور مسٹر چمن لال ایڈووکیٹ پبلشر نے لائل پور اخبار، دفتر ڈسٹرکٹ بورڈ، لائل پور سے شائع کیا ــــ" اپریل ۱۹۳۴ء سے ستمبر ۱۹۴۴ء تک خان محمد رمضان خان سرور بی۔ اے (ولادت ۱۹۰۰ء) اس کے ایڈیٹر رہے۔ وہ لائل پور میں دیہات سُدھار تحریک کے روحِ رواں تھے۔ ستمبر ۱۹۴۴ء میں وہ مُلتان ڈویژن کے اسسٹنٹ نیشنل سیونگز آفیسر مقرر ہوئے تو ۲ر اکتوبر ۱۹۴۴ء سے خلیق قریشی اس اخبار کے ایڈیٹر ہو گئے، لیکن بطور نگران اخبار پر رمضان سرور صاحب کا نام چھپتا رہا تا آنکہ وہ ۲۰ر جون ۱۹۴۹ء کو رحلت فرما گئے، ۲۲ر جون ۱۹۴۹ء کی اشاعت آخری ہے جس پر رمضان سرور کا نام نگران کی حیثیت سے چھپا۔ اِن دنوں بشیر احمد ممتاز (ولادت، ۲۱ر مئی ۱۹۳۳ء) "لائل پور اخبار" کے ایڈیٹر ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں وہ اس اخبار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر ہوئے اور ۱۹۶۳ء سے بطور ایڈیٹر بطریقِ احسن اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

کے لیے لائل پور کا انتخاب ہُوا۔ اجلاس ۱۷، ۱۸، ۱۹، نومبر کو ہوگا۔[۱]
سر ناظم الدین کو صدر منتخب کیا گیا۔ (اورینٹ پریس)۔"

[انقلاب' لاہور جلد ۱۷، نمبر ۲۲۶، ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۶]

○

"لائل پور، مصدقہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ قائدِ اعظم مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ ۱۷ نومبر ۱۹۴۲ء کو لائل پور میں تشریف لا رہے ہیں۔ آپ پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کے اجلاس کی صدارت فرمائیں گے۔ ایک بار پھر استقبالیہ کمیٹی بنائی جا رہی ہے اور قائدِ اعظم کے استقبالیہ کی زور شور سے

---

[۱] ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ کو لائل پور میں پنجاب پراونشل مسلم لیگ سیشن ہونا قرار پایا۔ شیخ کرامت علی مرحوم، ملک انور، کئی اور اصحاب کے علاوہ، میں نے بھی یہ فیصلہ کیا کہ لائل پور تشریف لے جاتے ہوئے جب قائد شیخوپورہ میں سے گزریں تو یہاں انہیں لنچ دیا جائے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ قائدِ اعظم کے پاس رُکنے کے لیے وقت نہیں ہوگا۔ اس پر ہم نے سولہ بیتیوں والی بوگی حاصل کی اور اسی میں لنچ کا اہتمام کرنے کا پروگرام بنایا۔ قائدِ اعظم کی اپروول لینے کے لیے ہم نے شیخوپورہ سے بمبئی کے لیے کال بک کرائی جو رات دو بجے ملی۔ ہم حیران رہ گئے کہ قائد اس وقت جاگ رہے تھے۔ (چوہدری محمد حسین چٹھہ)
(ہفت روزہ 'آتش فشاں' لاہور، جلد ۴، شمارہ ۲۳، ۲۰ تا ۲۴ دسمبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۴)

تیاریاں کی جارہی ہیں ۔"

(لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۲۴، ۲۲ ر اکتوبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۱۰)

○

"لاہور، ۲۱ ر اکتوبر: سید خلیل الرحمٰن سیکرٹری صوبہ مسلم لیگ نے مندرجہ ذیل اپیل شائع کی ہے: ایسے پرآشوب زمانے میں جب کہ دنیا کی زندہ قومیں مذہب، تمدن، سیاسی نصب العین اور آزادی کے تحفظ کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ اپنے مال کی آخری چھدام اور اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ نثار کر رہی ہیں، پنجاب مسلم لیگ نے اپنا پہلا سالانہ اجلاس زیرِ صدارت جناب الحاج خواجہ سر ناظم الدین سابق وزیر بنگال مورخہ ۱۷، ۱۸، ۱۹ ر نومبر ۱۹۴۲ء بمقام لائل پور منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مسلمانانِ ہند کے محبوب قائدِ اعظم محمد علی جناح اس اجلاس کا افتتاح فرمائیں گے، نیز ملتِ اسلامیہ کے معزز رہنما بالخصوص نوابزادہ لیاقت علی خاں آنریری سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ، چودھری خلیق الزماں صاحب صدر مسلم لیگ پارٹی یوپی اسمبلی، نواب اسماعیل خاں صاحب صدر آل انڈیا مسلم لیگ دفاعی کمیٹی، راجہ صاحب محمود آباد صدر مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن، نواب بہادر یار جنگ صاحب صدر آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ، سردار لطیف الرحمٰن صاحب آل انڈیا مومن کانفرنس، آنریبل سر نواب افتخار حسین خاں آف ممدوٹ و محبوب احمد قریشی صاحب جائنٹ سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ کی شرکت کی قوی امید ہے۔

میں آپ سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ موقع کی اہمیت اور نزاکت کو اچھی طرح سے محسوس کر کے اس تاریخی اجلاس میں پنجاب کے کونے کونے سے شریک ہونے کا عہد کریں اور اس طرح اپنے قومی اجتماع کو ہندوستان کی تاریخ میں فقید المثال بنا کر اپنی ملی تنظیم اور پاکستان کے قیام کی نہ مٹنے والی خواہش اور اٹل عزم کا ثبوت دیں۔ آپ حضرات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اس وقت اتحادی دُنیا کی آنکھیں آپ کی حرکات و سکنات کا بنظرِ تعمق مُطالعہ کر رہی ہیں۔ ذرا سی بے توجہی یا سہل انگاری نہ صرف ہمیں اپنے نصب العین سے دور پھینک دے گی بلکہ ہمارے مستقبل کو صدیوں تک تیرہ و تار کر دے گی۔ اُٹھیئے یہ وقتِ بیداری ہے، زمانہ بدل رہا ہے۔ قوموں کی تاریخ لکھی جا رہی ہے۔ آپ کا بھی نصب العین ہے لائل پور پہنچ کر اپنی زندگی اور واحد ملی سیاسی جماعت مسلم لیگ سے وابستگی کا ثبوت دیجیے اور نصب العین سے قریب تر ہو جایئے (او۔ پی) —"

[انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۲۶، ۲۳ر اکتوبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۲]

○

"لاہور، ۲۷ر اکتوبر: لائل پور میں مجلسِ استقبالیہ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کا اجلاس مُنعقد ہوا۔ پانچ صد ارکان نے شرکت کی۔ میاں عبد الباری بی۔ اے اور چودھری عزیز الدین پلیڈر باتفاق رائے بالترتیب صدر اور سیکرٹری منتخب ہوئے۔ مختلف سب کمیٹیاں بھی بنائی گئیں۔ کارکنانِ مسلم لیگ میں خاص

جوشِ عمل پایا جاتا ہے ۔ قائدِ اعظم کی تشریف آوری کے سبب عامۃ الناس میں بہت چرچا ہے ۔ لوگ ذوق و شوق سے مجلس استقبالیہ کے ممبر بن رہے ہیں ۔ مجلسِ استقبالیہ کا دفتر سول کوارٹرز میں کھل گیا ہے ۔ ایک لاکھ فرزندانِ توحید کے لیے وسیع پنڈال کی تیاریاں شروع کر دی گئی ہیں ۔ کانفرنس ۱۷، ۱۸، ۱۹ ۔ نومبر کو منعقد ہو گی ۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح افتتاح فرمائیں گے ۔ الحاج خواجہ سر ناظم الدین، سابق وزیر بنگال صدر منتخب ہوئے ہیں ۔ دیگر عمائدینِ ملت بھی شرکت فرما رہے ہیں ۔ کانفرنس میں عام داخلہ ہر سہ روز کے لیے کرسی دو روپے ، فرش دو آنے اور مجلس استقبالیہ پانچ روپے ، ڈانس یک صد سے پانچ صد روپے ۔ یہ تمام ٹکٹ پنجاب مسلم لیگ کے دفتر ٹمپل روڈ میں دس بجے سے چار بجے تک یا مجلسِ استقبالیہ کے دفتر لائل پور سے مل سکتے ہیں ۔ کانفرنس کا مکمل پروگرام ، گاڑیوں کے اوقات اور لائل پور میں قیام وغیرہ کے انتظامات کے متعلق عنقریب معلومات بہم پہنچائی جائیں گی ۔ (سید خلیل الرحمٰن جنرل سیکرٹری صوبہ مسلم لیگ پنجاب) ۔۔۔ "

[انقلاب ، لاہور جلد ۱۷ ، نمبر ۲۲۸ ، ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۲ء ، صفحہ ۵]

○

" امسال پراونشل مسلم لیگ کا اجلاس ۱۷ سے ۱۹ نومبر تک بمقام لائل پور منعقد ہونا قرار پایا ہے ۔ ضلع کے مسلمانوں میں توقع سے زیادہ بیداری نظر آ رہی ہے ۔ دفتر مسلم لیگ میں دھڑا دھڑ رضاکار بھرتی ہو رہے ہیں ۔ قائدِ اعظم

محمد علی جناح کی آمد کی خبر سن کر مسلم عوام میں بے حد جوش و خروش پیدا ہو گیا ہے۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس تاریخی اجلاس میں شریک ہو کر اپنے ان فرائض کو ادا کرے جو جماعتی زندگی افراد پر عائد کرتی ہے۔ جناب ظہیر نیاز بیگی پروپیگنڈہ سیکرٹری مسلم لیگ شیخوپورہ، مسلمانانِ لائل پور کی دعوت قبول فرما کر یہاں تشریف لے آئے ہیں اور انہوں نے اپنا تمام وقت کانفرنس کی کامیابی کے لیے پروپیگنڈے میں صرف کر دیا ہے۔"

(مراسلہ: سید دیوان علی شاہ، پروپیگنڈا سیکرٹری مسلم لیگ، لائل پور)

[انقلاب، لاہور جلد ۱۷، نمبر ۲۲۹، ۳۰ راکتوبر ۱۹۴۲، صفحہ ۴]

○

"حسنِ اتفاق سے مسلمانانِ پنجاب کے متعدد سیاسی و تعلیمی اجتماعات ماہ نومبر میں جمع ہو گئے ہیں۔ ۱۴، ۱۵ ر نومبر کو آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی کانفرنس جالندھر میں منعقد ہو گی۔۔۔۔ اس کے بعد ۱۷، ۱۸، ۱۹ ر نومبر کو لائل پور میں پنجاب مسلم لیگ کانفرنس خواجہ سر ناظم الدین کی صدارت میں منعقد ہو گی لیکن افتتاحِ اجلاس مسٹر جناح فرمائیں گے۔ ان کانفرنسوں کے ایک ہفتے بعد لاہور میں انجمن حمایتِ اسلام کے اجلاس شروع ہوں گے۔۔۔۔ ہمیں یقین ہے کہ جالندھر اور لائل پور کے مسلمان قائدِ اعظم کے استقبال اور جلسوں کے انتظامات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے اور یہ اجتماعات ہر اعتبار سے پنجاب کے زندہ دل مسلمانوں کی شان کے شایان ہوں گے۔۔۔۔

لائل پور میں پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کا باوقار اور بھاری بھرکم اجلاس قائدِ اعظم کی نگرانی اور بنگال کے ایک تجربہ کار مسلم لیگی رہنما کی صدارت میں منعقد ہو رہا ہے۔ ہمیں اس کانفرنس سے پوری توقع ہے کہ وہ مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کرے گی۔ مسلمانوں کو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کرنا اور انہیں پاکستان کے نصب العین پر پختہ طور سے قائم رکھنا اور آمادۂ عمل کرنا اس کانفرنس کا فرض ہو گا۔ بزرگانِ ملت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس صوبے کے مسلمان موجودہ جنگی مساعی میں ہندوستان بھر سے آگے ہیں اس لیے اس امر میں انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور کانفرنس میں کوئی ایسی بات نہ ہونی چاہیئے جس سے مساعی جنگ پر کوئی مضر اثر پڑنے کا احتمال ہو۔ تمام کارکنوں اور رہناؤں کو انتہائی سنجیدگی اور ذمہ داری سے اپنے فرائض ادا کرنے چاہئیں تاکہ ایک طرف برطانیہ پر اور دوسری طرف ہمسایہ اقوام پر مسلمانوں کے تدبر اور مصلحت شناسی کا سکہ بیٹھ جائے۔

عامتہ المسلمین کا فرض ہے کہ ان اسلامی اجتماعات کو کامیاب بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ نوجوان جوق در جوق رضا کار بنیں۔ مجلس استقبالیہ کے ممبروں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جانی چاہیئے تاکہ منتظمین اجتماعات کو مہمانوں کی صدارت اجلسوں کے مصارف اور پروپیگنڈا میں کسی قسم کی مالی دقت محسوس نہ ہو اور یہ جلسے ہر اعتبار سے یادگاری جلسے بن جائیں۔ ہمیں پوری توقع ہے کہ مسلمان اپنا فرض ادا کریں گے اور ان کا کوئی طبقہ بھی خدمت

کے میدان میں پیچھے نہیں رہے گا۔"

[غلام رسول مہر، شذرہ، انقلاب لاہور جلد ۱۷، نمبر ۲۲۹، ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۳]

○

"لائل پور، ۲۹ اکتوبر: کانفرنس کے چند نوجوانوں نے جھنڈے کے ساتھ شہر کے بازاروں میں سے جلوس نکالا لیکن جلوس پولیس کے پہنچنے سے پہلے ہی منتشر ہوگیا۔ ابھی تک اس سلسلے میں کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۳۰، ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۲)

○

"۱۷، ۱۸، نومبر ۱۹۴۲ء کو لائل پور میں پنجاب پراونشل مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح کانفرنس کا افتتاح فرمائیں گے اور پرچم اسلامی لہرائیں گے۔ کانفرنس کی صدارت الحاج خواجہ سر ناظم الدین فرمائیں گے۔ مسلم لیگ کے مقتدر ارکان نواب زادہ لیاقت علی خاں، چودھری خلیق الزماں، مولانا ظفر علی خاں، نواب بہادر یار جنگ، سردار لطیف الرحمٰن صدر مومن کانفرنس، نواب افتخار حسین، آنریبل سر سکندر حیات خاں، قاضی محمد عیسیٰ، سردار اورنگ زیب خاں، سردار محمد نواز خاں اور اسلامی ہند کے دوسرے اکابر تشریف لا رہے ہیں۔ مسلمانانِ پنجاب سے توقع ہے کہ اس عظیم الشان ملی اجتماع کے موقعہ پر جمع ہو کر اپنے محبوب قائداعظم کی زبان سے آئندہ جدوجہد

کا فیصلہ سُنیں گے۔" مراسلہ: جنرل سیکرٹری مجلسِ استقبالیہ مُسلم لیگ کانفرنس، لائل پور

(انقلاب' لاہور جلد ۱۷، نمبر ۲۳۰، ۳۱ر اکتوبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۴)

○

"ملتان شہر، ۳۰ر اکتوبر۔ اورئینٹ پریس کے نمائندے کی اطلاع ہے کہ لائل پور مُسلم لیگ کانفرنس کی کامیابی کے لیے یہاں بہت سرگرمی کا اظہار کیا جا رہا ہے ملتان ڈویژن کی آبادی کی اکثریت مُسلمان ہے۔ آبادی کے اِس حصّے کی بیداریٔ پاکستان کے قیام کی طرف ایک اہم قدم ہوگا، جوش خلوص کی لہر مُلتان نے ڈیرہ غازی خاں، مظفر گڑھ، جھنگ، منٹگمری میں پائی جاتی ہے۔ (او۔پی)۔"

(انقلاب' لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۳۲، یکم نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

○

"لائل پور، ۳۱ر اکتوبر: لائل پور کی میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ نے فیصلہ کیا کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح کی تشریف آوری پر ان کی خدمت میں سپاس نامے پیش کیے جائیں۔"

(انقلاب' لاہور جلد ۱۷، نمبر ۲۳۲، ۲ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

○

"لاہور، ۴ر نومبر: قائدِ اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مُسلم لیگ کی لائل پور میں آمد کے سلسلے میں زبردست تیاریاں شروع ہوگئی ہیں۔ بہت سے وفود

ضلع لائل پور کا دورہ کر رہے ہیں۔ پنجاب کے مقتدر اصحاب کے علاوہ مسلم لیگ کی تمام شاخوں کو بھی دعوتِ شمولیت دی جا چکی ہے۔ میونسپل کمیٹی لائل پور نے اپنے خاص اجلاس میں قائدِ اعظم کو ایڈریس دینا منظور کر لیا ہے۔ اس جگہ اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ میونسپل کمیٹی نے پنڈت جواہر لال نہرو اور سبھاش چندر بوس کی آمد لائل پور پر جو ایڈریس دیے تھے، مسلمانوں نے بھی تعاون کیا تھا۔ ڈسٹرکٹ بورڈ، لائل پور کی طرف سے بھی سپاسنامہ پیش کرنے کی تجویز زیرِ غور ہے۔ مسلم اسٹوڈنٹ فیڈریشن کی طرف سے قائدِ اعظم کی تصویر کے بلّوں کو تقسیم کیا جائے گا۔ انجمنِ اسلامیہ اور انجمن تجار المسلمین کی طرف سے بھی سپاس نامے پیش کیے جائیں گے۔ قائدِ اعظم اور سر سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب کے علاوہ دیگر مقتدر لیڈروں کی تقریریں براڈ کاسٹ کرنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ خاکساروں کی طرف سے قائدِ اعظم کے خیر مقدم کے لیے ۱۰۱ گولوں کی سلامی کی تجویز زیرِ غور ہے ۔ (نامہ نگار)"۔

(انقلاب، لاہور جلد ۱۷، نمبر ۲۳، ۱۷ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۲)

"سید دیوان علی شاہ صاحب پراپیگنڈہ سیکرٹری پنجاب مسلم لیگ کانفرنس، لائل پور سے اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۸ اکتوبر کو پانچ بجے شام کارکنانِ مسلم لیگ، لائل پور نے ڈسٹرکٹ بورڈ کے مسلم ممبروں اور دیگر معززینِ لائل پور کو مدعو کیا، فیصلہ کیا گیا کہ اجلاس کو کامیاب بنانے کے لیے ہر ممکن سعی عمل میں لائی جائے

سب حاضرین نے پوری امداد کا وعدہ کیا دوسری اطلاع یہ ہے کہ پنجاب مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ۱۶، ۱۷، ۱۸ - نومبر کو لائل پور میں ہو رہا ہے، چونکہ سردی کا موسم آ گیا ہے، اس لیے باہر سے آنے والے والے حضرات سے التماس ہے کہ وہ موسم کی ضرورت کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ مجلس استقبالیہ کے صدر اور جنرل سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح کا جلوس ۱۷ نومبر کو منگل کے دن سوا دو بجے بعد دوپہر لائل پور ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہو گا۔ ہر مسلمان، پیادہ و سوار کا فرض ہے کہ بہترین لباس پہن کر اور بہترین ساز و سامان کے ساتھ اس جلوس میں شرکت کرے اور مسلمانوں کی ملی شان و عظمت کا مظاہرہ کریں۔"

(انقلاب، لاہور جلد ۱۷، نمبر ۲۳۵، ۶ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۴)

(۷)

"لائل پور، ۵ نومبر: پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے زور و شور سے کام شروع ہے۔ ضلع لائل پور اور نواحی اضلاع کے مسلمان بڑی مستعدی سے تیاریاں کر رہے ہیں۔ دُور دراز مقامات سے مسلم لیگ کے فدائیوں کے قافلے پیدل روانہ ہو چکے ہیں۔ قائدِ اعظم کا جلوس انشاء اللہ تاریخ میں ایک یادگار ہو گا۔ گھوڑا اور اونٹ سوار اور ہزاروں کی تعداد میں پیدل شامل جلوس ہوں گے۔ جلوس کی شوکت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہاروں کے لیے بارہ من پھولوں کا انتظام کیا جا رہا ہے۔"

قائدِ اعظم کے راستے میں پھولوں کی بارش کی جائے گی۔ ریل بازار میں "کشمیر ہاؤس" کی طرف ایک شاندار گیٹ بنایا جارہا ہے، جو اپنی نظیر آپ ہو گا۔ شیخ فیروز الدین مالک "کشمیر ہاؤس" کی طرف سے حضرتِ قائدِ اعظم اور ارکانِ جلوس کی خدمت میں مٹھائی پیش کی جائے گی۔ مٹھائی کے خوان پر دس دس روپے کے نوٹوں کا انتظام بھی کیا جارہا ہے۔ (اورینٹ پریس)"

(انقلاب، لاہور جلد ۱۷، نمبر ۲۳۶، ۷ نومبر ۴۲ء، صفحہ ۶)

○

"لائل پور، ۳ نومبر: قائدِ اعظم کے نیاز حاصل کرنے کے لیے ضلع لائل پور اور نواحی اضلاع کے مسلمان بڑی مستعدی سے تیاریاں کر رہے ہیں۔ قائدِ اعظم کا جلوس انشاء اللہ ایک تاریخی جلوس ہوگا۔ قائدِ اعظم کے راستے میں پھولوں کی بارش کی جائے گی۔ ریل بازار میں کشمیر ہاؤس کی طرف سے ایک بے نظیر گیٹ بنایا جارہا ہے۔ شیخ فیروز الدین مالک کشمیر ہاؤس کی طرف سے ..... مٹھائی کے خوان پر دس روپے کے نوٹوں سے تیار کردہ رومال پیش کیا جائے۔ جلوس کی فلم لینے کا انتظام بھی کیا جارہا ہے۔ (رمضان سرور)"

(انقلاب لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۳۷، ۸ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۴)

○

"لائل پور: مسلم لیگ کے کارکنوں کا ایک وفد آج چنیوٹ پہنچا۔ مسلمانانِ

چنیوٹ نے پرتپاک خیر مقدم کیا اور پراونشل اجلاس کو کامیاب بنانے کے لیے پوری امداد دینے کا وعدہ کیا۔ انجمنِ اسلامیہ چنیوٹ نے فیصلہ کیا کہ اجلاس کے دنوں میں اسلامیہ ہائی اسکول، چنیوٹ میں تعطیل رہے گی، اور جملہ اساتذہ طلبا و دیگر مسلمانوں کے ساتھ شاملِ اجلاس ہوں گے۔ ضلع لائل پور اور نواحی مسلمانوں میں جلسے کی کامیابی کے لیے خاص جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ (دیوان علی شاہ)"

(انقلاب۔ لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۳۴، ۸ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۴)

○

"جالندھر میں مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی کانفرنس ۱۴، ۱۵ نومبر کو اور لائل پور میں صوبہ مسلم لیگ کانفرنس ۱۷، ۱۸ نومبر کو منعقد ہو رہی ہیں۔ اوّل الذکر کی صدارت مسٹر جناح فرمائیں گے اور آخر الذکر کے صدر خواجہ سر ناظم الدین ہوں گے لیکن اس کا افتتاح مسٹر جناح کے ہاتھوں سے ہو گا۔ ان موقعوں پر نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان بھر کے مسلم اکابر شریک ہوں گے۔ کانفرنسوں کی تیاریاں بہت زور شور سے جاری ہیں اور جالندھر اور لائل پور کے اضلاع کے مسلمان ان کی کامیابی کے لیے شب و روز سرِ ہائے اور رضاکاروں کی فراہمی میں مصروف ہیں۔ چونکہ ان اجلاسوں کی کامیابی کی ذمہ داری تمام صوبے کے مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے اس لیے سب کو جالندھر اور لائل پور والوں کی مساعی میں ہاتھ بٹانا چاہیے اور مجلسِ استقبالیہ سے اگر مہمانوں کی مدارات میں یا انتظامات

میں کہیں کوئی کوتاہی بھی سرزد ہو جائے تو اس کا خیال نہ کرنا چاہیے بلکہ ہر شخص کو چاہیے کہ خود اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے ہر معاملے کی اصلاح کر دے۔

ہم پھر ایک دفعہ کارکنوں کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ کانفرنسوں کی کارروائیوں میں پوری ذمہ داری مدِنظر رکھی جائے۔ مقررین اپنی تقریروں میں اور کارکن اپنی قراردادوں میں اس امر کا خیال رکھیں کہ کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جو کسی کے لیے دل آزار ہو اور کوئی ایسا اشارہ نہ کیا جائے جو اس صوبے کی جنگی مساعی پر اثر انداز ہوتا ہو۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ زندہ دلانِ پنجاب کی حمیتِ قومی اور صحیح الدماغی کی وجہ سے یہ عظیم الشان اجلاس ایسی کامیابی سے انجام پائیں گے جو دوسرے صوبوں کے مسلمانوں کے لیے قابلِ تقلید نمونہ ہو گی۔"

(مولانا غلام رسول مہر، شذرہ انقلاب، لاہور جلد ۲، نمبر ۲۳۴، ۱۰ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۳)

لاہور ۲۰ نومبر: نواب زادہ محمد رشید علی خاں صاحب بیرسٹرایٹ لاء صدر سٹی مسلم لیگ لاہور نے مسلمانانِ لاہور کے نام حسبِ ذیل اپیل جاری کی ہے:

۱۷، ۱۸، ۱۹ نومبر کو لائل پور میں پنجاب پراونشل مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ہو رہا ہے اور اس کے افتتاح کے لیے قائدِ اعظم تشریف لا رہے ہیں۔ آپ لائل پور جاتے ہوئے لاہور ریلوے اسٹیشن پر کچھ دیر کے لیے ٹھہریں گے، اس لیے مسلم لیگ، لاہور نے فیصلہ کیا ہے کہ محبوب قائدِ اعظم کا شایانِ شان

استقبال کیا جائے۔ میں مسلمانانِ لاہور سے مستدعی ہوں کہ وہ اپنی سیاسی بیداری اور ملی بقا کا بیش از بیش مظاہرہ کرتے ہوئے لاہور ریلوے اسٹیشن پر پہنچ کر اپنے قائدِ اعظم کے استقبال میں شریک ہوں۔ قائدِ اعظم کی آمد کے وقت اور تاریخ کے متعلق میں دہلی میں قائد سے ملنے کے بعد مفصل اعلان جلد از جلد جاری کر دوں گا۔"

(انقلاب، لاہور جلد ۲۰، نمبر ۲۳۴، ۸ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

"لائل پور، پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس لائل پور میں ۱۷، ۱۸ نومبر کو منعقد ہو رہی ہے۔ قائدِ اعظم کانفرنس کا افتتاح فرمائیں گے۔ ضلع لائل پور اور نواحی اضلاع کے مسلمانوں میں کانفرنس کے لیے بڑا جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ دُور دراز مقامات سے قافلے کانفرنس میں شامل ہونے کے لیے پیدل روانہ ہو چکے ہیں۔"

(لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۲۹، ۸ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۹)

"لائل پور، قائدِ اعظم کا جلوس ۱۷ نومبر کو ڈھائی بجے بعد دوپہر ریلوے اسٹیشن، لائل پور سے شروع ہوگا، جس میں گھوڑ سوار، اُونٹ سوار اور پیدل ہزاروں کی تعداد میں شامل ہوں گے۔ راستے میں پھولوں کی بارش کی جائے

گی۔ جلوس کے ہاروں کے لیے بارہ من پھولوں کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ریل بازار میں کشمیر ہاؤس کی طرف سے قائدِ اعظم کی خدمت میں مٹھائی پیش کی جائے گی اور خوان پر دس دس روپے کے نوٹوں کا رومال پیش کیا جائے گا۔"

(لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۲۶، ۸، نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۹)

○

"لائل پور، پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کا پنڈال عید باغ بیرون بھوانہ بازار میں تیار کیا جا رہا ہے۔ پنڈال میں کم و بیش ایک لاکھ سامعین کے بیٹھنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ پنڈال میں سہولت کے لیے ٹیلی فون لگایا جا رہا ہے۔ تار گھر اور ڈاک خانہ بھی کھولا جائے گا۔"

(لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۲۶، ۸، نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۹)

○

"لائل پور، کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے مردوں کے علاوہ مستورات میں بھی بڑا ولولہ پایا جاتا ہے۔ شیخ فیروز الدین مالک "کشمیر ہاؤس" کی بیگم صاحبہ نے اپنی سونے کی بالیاں وزنی دو تولے قائدِ اعظم کی خدمت میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ دوسری خواتین بھی اس قربانی میں حصہ لینے کی ایک دوسری کو تلقین کر رہی ہیں۔"

(لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۲۶، ۸، نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۹)

خُدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

عید باغ، لائل پور۔ پراونشل مُسلم لیگ کا سالانہ اجلاس۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح "کی تشریف آوری، ۱۷،۱۸،۱۹ نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل، بدھ، عید باغ بیرون بھوانہ بازار، لائل پور میں پنجاب مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ اس تاریخی کانفرنس کا افتتاح اسلامیانِ ہند کے محبوب ترین رہنما قائدِ اعظم "محمد علی جناح" فرمائیں گے اور پرچم اسلامی لہرائیں گے۔ کانفرنس کی صدارت الحاج خواجہ سر ناظم الدین صدر پراونشل مسلم لیگ سابق وزیر بنگال فرمائیں گے۔

اس اجتماعِ عظیم میں مُسلم لیگ کے رہنمایانِ کرام اور ملّتِ اسلامیہ کے ترجمان نوابزادہ لیاقت علی خاں جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ، چودھری خلیق الزماں لیڈر حزب الاختلاف یو۔ پی اسمبلی، مہاراجہ بہادر آف محمود آباد، نواب اسماعیل خاں صدر مسلم لیگ سول ڈیفنس کمیٹی، سردار لطیف الرحمٰن صدر آل انڈیا مومن کانفرنس، نواب بہادر یار جنگ صدر آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ، سردار اورنگ زیب خاں صدر پراونشل مسلم لیگ سرحد، نواب افتخار حسین صدر پنجاب مسلم لیگ، آنریبل سردار سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب، مولانا ظفر علی خاں ایم۔ ایل۔ اے (مرکزی)، قاضی محمد عیسیٰ بیرسٹر ایٹ لاء صدر مسلم لیگ بلوچستان، سردار محمد نواز خاں آف کوٹ فتح خاں اور دوسرے اکابرِ ملّت شرکت فرمائیں گے۔

یہ اجلاس ہندوستان کی تاریخ میں فقید المثال اجتماع ہو گا، جہاں

اس پُر آشوب زمانے میں ملّتِ اسلامیہ کے لیے صحیح اور واضح پروگرام پیش کیا جائے گا۔ سرزمینِ لائل پور کو پہلی دفعہ قائدِ اعظم کی پیشوائی کا فخر حاصل ہو رہا ہے۔ اِس قومی اجتماعِ عظیم کو کامیاب ترین بنانے کے لیے اپنی انتہائی کوشش صرف کر کے اپنی ملّی زندگی کا ثبوت دیجئے۔ ہمیں اسلامیانِ پنجاب سے بالعموم اور ضلع لائل پور کے غیوّر فرزندانِ توحید سے بالخصوص کامل توقع ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے شایانِ شان عہدہ برآ ہوں گے اور اس ضلع کا کوئی فرد بشر ایسا نہیں رہے گا جو اس اجلاس کی کامیابی کا حصّہ دار نہیں ہوگا۔

زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کیجئے اور اپنے راہنماؤں کی زبان سے لائحۂ عمل کا فیصلہ سُنیئے۔ رضا کار، وزیٹرز، ڈیلی گیٹ اور مجلسِ استقبالیہ کے خود رُکن بنیے اور دوسروں کو ترغیب دیجئے۔ پنڈال میں داخلہ ٹکٹ کے ذریعے ہوگا۔

مجلسِ استقبالیہ کی رکنیت کی فیس:	پانچ روپے
نشستِ کرسی:	دو روپے
فرش:	بارہ آنے

نوٹ: ڈیلی گیٹوں اور وزیٹر کی صرف رہائش کا انتظام استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے کیا جائے گا۔ مفصّل پروگرام بعد میں شائع کیا جائے گا۔ الدّاعیان: (میاں) عبدالباری بی۔ اے صدر استقبالیہ کمیٹی ؛ (چودھری) عزیز الدین بی۔ اے، ایل ایل۔ بی، جنرل سیکرٹری استقبالیہ کمیٹی۔ [اشتہار]

(لائل پور اخبار، لائل پور، یکم نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۱۲، نیز ۸ نومبر ۱۹۴۲ء، ص ۱۲)

"پراونشل مسلم لیگ کا اجلاس مورخہ ۱۷، ۱۸، ۱۹ کو لائل پور میں ہو رہا ہے، جس کا افتتاح قائدِ اعظم خود فرمائیں گے۔ مسلمانوں میں ایک نمایاں جوش و خروش پیدا ہو گیا ہے۔ مجلس استقبالیہ کے ممبروں میں روز بروز حیرت انگیز اضافہ ہو رہا ہے کارکنانِ مجلسِ استقبالیہ مختلف ضلعوں میں دورہ کر رہے ہیں ہر ایک مسلمان رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کر رہا ہے۔ ارمِ پاکستان (عید باغ) میں شاندار پنڈال تیار ہو رہا ہے جس میں کم و بیش ڈیڑھ لاکھ سامعین کا انتظام ہو گا۔ ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ اس موقع سے مستفیض ہو۔ ۱۷ر نومبر کو تین بجے بعد دوپہر مسلمانوں کا ایک بے نظیر جلوس ریلوے اسٹیشن لائل پور سے روانہ ہو کر چھ بجے عید باغ پہنچے گا۔ اسٹیشن پر قائدِ اعظم کے خیر مقدم کے لیے سینکڑوں سکاؤٹ اور رضاکار موجود ہوں گے۔ دو ہزار کے قریب گھوڑ سوار جلوس کے ہمراہ ہوں گے۔ (سید دیوان علی شاہ)"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۳۸، ۹ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۴)

○

"لاہور، ۸ر نومبر: سید خلیل الرحمٰن سیکرٹری صوبہ لیگ نے مندرجہ ذیل بیان بغرضِ اشاعت ارسال کیا ہے:

پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس ۱۷، ۱۸ اور ۱۹ر نومبر ۱۹۴۲ء کو بمقام

لائل پور زیرِ صدارت خواجہ ناظم الدین سابق وزیرِ بنگال منعقد ہو رہا ہے۔ جناب قائدِ اعظم مسٹر محمد علی جناح پرچم کشائی کی رسم ادا فرمائیں گے، نیز اجلاسِ عام کا افتتاح فرمائیں گے۔

پنجاب مسلم لیگ کونسل کا اجلاس سبجیکٹس کمیٹی کے پنڈال میں مورخہ ۱۸ نومبر ساڑھے نو بجے صبح سے ایک بجے دوپہر تک ہو گا۔ اسی اجلاس میں صدر منتخب آئین کی دفعہ ۱۹ کے ماتحت دس اراکین کو سبجیکٹس کمیٹی کے ممبر نامزد فرمائیں گے۔ دوسرے دن مورخہ ۱۹ نومبر کو پھر سبجیکٹس کمیٹی کا اجلاس بوقت نو بجے صبح ہو گا۔ ہر دو اجلاس میں اُن تجاویز پر غور کیا جائے گا جو کہ عام اجلاسوں میں اکابرین ملت پیش کریں گے۔ کونسل کے ممبروں سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ لائل پور کے سالانہ اجلاس میں ضرور شرکت فرمائیں نیز جو تجاویز پیش کرنا چاہتے ہیں، انہیں جنرل سیکرٹری پنجاب مسلم لیگ معرفت مجلس استقبالیہ پنجاب مسلم لیگ لائل پور کے پتے پر جلد از جلد بھیج دیں تاکہ ایجنڈے میں شامل ہو سکیں۔ (اے۔ پی)"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۳۸، ۹، نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

"لائل پور ۹ نومبر، معلوم ہوا ہے کہ پراونشل مسلم لیگ کے اجلاس لائل پور کے موقع پر ۲۰ نومبر کو آل انڈیا مسلم لیگ سول ڈیفنس کمیٹی کا اجلاسِ عام بھی منعقد ہو گا۔ اس اجلاس کی صدارت کے لیے نواب اسمٰعیل کی خدمت میں درخواست

کی گئی ہے۔ اجلاس میں چودھری خلیق الزماں، قاضی محمد عیسیٰ، خواجہ سر ناظم الدین اور سید ذاکر علی کے شامل ہونے کی قوی اُمید ہے۔ (اورینٹ پریس)۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۳۹، ۱۱ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

"لائلپور، ۱۰ر نومبر۔ دو بجے بعد دوپہر مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن، لائل پور کا ایک خاص اجلاس گورنمنٹ کالج گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ خان احمد نواز نے ایک مدلّل تقریر کی۔ مسلمانوں کے نصب العین پاکستان کی وضاحت فرمائی اور سالانہ کانفرنس کو کامیاب بنانے کی تلقین کی، نیز یہ فیصلہ ہوا کہ قائدِ اعظم کی تشریف آوری پر طلباء کی طرف سے ایک سو ایک گنوں کی سلامی دی جائے۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۰، ۱۲ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

"لاہور، ۱۱ر نومبر: نواب زادہ رشید علی خان صاحب صدر سٹی مسلم لیگ لاہور کی تحریک پر لاہور کے نمائندہ مسلمانوں کا ایک اجتماع کل "محمڈن ہال" میں منعقد ہوا۔ نواب زادہ صاحب نے ...... لائل پور جاتے وقت لاہور ریلوے اسٹیشن پر قائدِ اعظم کا بے مثال استقبال کرنے ..... کی اپیل کی۔ ملک عنایت اللہ اور عبد الستار نیازی نے بھی تقریریں کیں۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۰، ۱۲ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۴)

"لائل پور، ۱۰ر نومبر: قائدِ اعظم محمد علی جناح ۱۱ر نومبر کو پراونشل مسلم لیگ کانفرنس میں شمولیت کے لیے لائل پور تشریف لا رہے ہیں۔ اس موقع پر انڈین کرسچین لائل پور مزدور ایسوسی ایشن، انجمن تجارِ المسلمین اور آدھرم منڈل نے اپنی اپنی طرف سے قائدِ اعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۰، ۱۲ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

لائل پور، ۱۱ر نومبر: آج دو نوجوانوں نے بازاروں میں قومی نعرے لگائے۔ ان کے ہاتھوں میں کانگرسی جھنڈے تھے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ آج قومی لیڈروں کی گرفتاری کے خلاف بطور پروٹسٹ ہڑتال رہی۔ ریلوے لائن میں مداخلت کرنے اور ٹیلی گراف کے تار کاٹنے کے جرم میں تقریباً ایک درجن مزدور گرفتار کر لیے گئے۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۱، ۱۳ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۲)

"لائل پور میں پنجاب مسلم لیگ کانفرنس ہو رہی ہے۔۔۔۔ یہ کانفرنس اپنی اہمیت و شوکت کے اعتبار سے اسٹوڈنٹس کانفرنس (جالندھر) سے بھی بڑھی ہوئی ہے، اس لیے مسلمانوں کو اس میں مزید اہتمام سے شریک ہونا چاہیئے۔۔۔۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا بندوبست خاطر خواہ ہے۔ جلسہ گاہ میں ایسے ہوٹل

قائم کر دیے گئے ہیں جن سے واجبی نرخوں پر کھانا مل سکے گا۔ ضلع لائل پور کے مسلمانوں نے خصوصاً اور ملحقہ اضلاع کے فرزندانِ اسلام نے عموماً جلوس کی شان اور اجلاس کی کامیابی کے لیے اپنی اپنی کوشش صرف کر دی ہے۔ اب مسلمانانِ پنجاب کا فرض ہے کہ جوق در جوق اس میں شریک ہو کر اپنے رہنماؤں کے ارشادات کو سنیں اور اپنے نصب العین کے حصول کی کوششوں کو تقویت پہنچائیں۔"

(مولانا غلام رسول مہر، شذرہ انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۲، ۱۴ نومبر ۱۹۴۲ء)

○

"ملتان، ۱۳ نومبر: مخدوم زادہ شیخ خورشید احمد آنریری مجسٹریٹ و رکن پنجاب مسلم لیگ کونسل نے اشتہارات شائع کر کے ملتان کے مسلمانوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ لائل پور میں مسٹر محمد علی جناح کے ارشاداتِ عالیہ کو سننے کے لیے پنجاب مسلم لیگ کانفرنس میں شریک ہوں جو ۱۷، ۱۸ نومبر کو خواجہ سر ناظم الدین سابق وزیر بنگال کی صدارت میں منعقد ہو رہی ہے اور اس طرح اپنا قومی اور ملی فریضہ ادا کریں۔ (اورینٹ پریس)۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۳، ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

○

"لائل پور، ۱۳ نومبر: مسلم لیگ کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی نے تقریباً تمام انتظامات

مکمل کر دیے ہیں۔ پنڈال قریباً مکمل ہو چکا ہے، اس میں ایک لاکھ حاضرین کے بیٹھنے کی گنجائش ہو گی۔ مسٹر جناح ۱۸ نومبر کو یہاں پہنچ رہے ہیں۔ مقامی میونسپل کمیٹی، اچھوت سبھا اور کرسچین ایسوسی ایشن آپ کو سپاسنامے پیش کرے گی۔ آپ کے اعزاز میں تمام اقوام کی طرف سے ایک مشترکہ پارٹی دی جائے گی۔ (اورینٹ پریس)۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۳، ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

○

"لائل پور، ۱۵ نومبر: ۱۷، ۱۸، ۱۹ نومبر کو لائل پور میں پنجاب مسلم لیگ کانفرنس نہایت دھوم دھام سے منعقد ہو رہی ہے۔ خواجہ سر ناظم الدین صدارت فرمائیں گے۔ حضرتِ قائدِ اعظم سب نشستوں میں موجود رہیں گے۔ ضلع لائل پور کی تمام تحصیلوں میں چندے کی فراہمی اور پروپیگنڈے کا کام زور و شور سے جاری ہے۔ مسلمانوں کے بہت سے قافلے لائل پور کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ خواتینِ اسلام کا بھی ایک اجلاس منعقد ہو گا جس کی صدارت ہمشیر محترمہ قائدِ اعظم فرمائیں گی۔ لائل پور کی متعدد اسلامی انجمنوں کے علاوہ زمیندارہ لیگ اور عیسائیوں کی طرف سے بھی قائدِ اعظم کی خدمت میں سپاسنامے پیش کیے جا رہے ہیں۔ آپ کے اعزاز میں ایک عظیم الشان دعوتِ چائے دی جائے گی جس میں ہر مذہب و ملت کے افراد شامل ہوں گے۔ مسلمانوں کو جوق در جوق اس

کانفرنس میں شریک ہونا چاہیئے ۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۴، ۱۷ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۳)

○

" لائل پور، ۱۶ر نومبر: ۱۷ر نومبر کو مسٹر جناح اور سر ناظم الدین کا جلوس نکالا جائے گا۔ اس کے بعد مسٹر جناح..... لیگ کا جھنڈا لہرائیں گے۔ کھلا اجلاس رات کے نو بجے شروع ہو گا جس میں سر سکندر حیات مسٹر جناح کا خیر مقدم کریں گے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ پنجاب کے سارے مسلم وزیر اس کانفرنس میں شریک ہوں گے۔ ۱۸ر نومبر کو آل انڈیا مسلم ڈیفنس کمیٹی کا کھلا اجلاس منعقد ہو گا۔ محترمہ فاطمہ جناح پنجاب پراونشل ویمن مسلم لیگ کی صدارت کے فرائض سرانجام دیں گی ۔ کانفرنس کا دوسرا کھلا اجلاس ۱۸ر نومبر کی رات کو نو بجے شروع ہو گا۔ ۱۹ر نومبر کو صبح دس بجے تیسرا کھلا اجلاس منعقد ہو گا۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۵، ۱۸ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۳)

○

" لاہور ۱۶ر نومبر: قائدِ اعظم محمد علی جناح آج شب موٹر کے ذریعے لاہور پہنچ رہے ہیں۔ کل صبح آپ دس بجے کی گاڑی سے لائل پور تشریف لے جائیں گے اور ۱۹ر کی رات کو واپس لاہور تشریف لائیں گے۔ ۲۰ر نومبر کی صبح کو آپ پریس کانفرنس میں اخبار نویسوں سے ملیں گے۔ اس دن دوپہر کو سکندر حیات

خاں نے آپ کے اعزاز میں لنچ دیا ہے ۔ شام کو پنجاب اسمبلی کے یورپین اور عیسائی ارکان نے آپ کے اعزاز میں دعوت دی ہے ۔ ۲۱ ر کی سہ پہر کو پنجاب مسلم لیگ کی طرف سے قائدِ اعظم کے اعزاز میں دعوتِ چائے دی گئی ہے پنجاب یونیورسٹی یونین نے بھی قائدِ اعظم کو سپاس نامہ پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۵، ۱۸ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۱)

○

لائل پور، ۱۷ر نومبر: لائل پور کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی طرف سے ۱۸ر نومبر کو بدھ کے دن قائدِ اعظم محمد علی جناح کے اعزاز میں قیصری باغ میں ایک عظیم الشان پارٹی دی جائے گی ۔ (او۔ پی)"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۶، ۱۹ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

○

" لاہور، ۱۰ر نومبر: قائدِ اعظم مسٹر محمد علی جناح جالندھر کی کانفرنس[۱] کے بعد لائل پور

---

[۱] "۱۹۴۲ء میں ہم نے آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن (جالندھر) کے اجلاس میں شرکت کے لیے قائدِ اعظم کو دعوت بھیجی ..... ۱۴ر نومبر کو قائدِ اعظم نے (جالندھر میں ہماری فیڈریشن کے اجلاس) کی صدارت کی .... یہاں سے فارغ ہو کر قائدِ اعظم پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے لائل پور کے سیشن میں شریک ہوئے ۔ (خلیفہ امام دین بقا)"

(پندرہ روزہ آتش فشاں، لاہور، جلد ۴، شمارہ ۲۳، ۱۰ تا ۲۴ دسمبر ۱۹۸۶ء، صفحہ ۹۶)

تشریف لے جائیں گے۔ وہاں سے واپسی پر ۲۰ نومبر کو آپ لاہور میں سٹی مسلم لیگ کے زیرِ اہتمام ایک جلسۂ عام میں ایک خاص بیان دیں گے۔"

(ہفتہ وار "تہذیبِ نسواں"، لاہور، جلد ۴۵، نمبر ۴۶، ۱۴ نومبر ۱۹۴۲ء، ص ۴۴۳)

○

" لائل پور، ۱۷ نومبر: قائدِ اعظم محمد علی جناح، صدر آل انڈیا مسلم لیگ، آج سہ پہر کو لائل پور تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح، خواجہ ناظم الدین، میاں بشیر احمد، نواب ممدوٹ، سید محمد مینجنگ ڈائریکٹر اورینٹ پریس، میاں امیر الدین اور لیگ کے دوسرے رہنما تھے۔ آنریبل سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب موٹر کے ذریعے لائل پور پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن پر استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے قائدِ اعظم اور معزز مہمانوں کا شاندار استقبال

لہ۔ رسالے کی لوح کے مطابق ہندوستانی کا سب سے پہلا زنانہ ہفت روزہ جسے محمدی بیگم (وصال: ۱۹۰۸ء) اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی (ولادت: ۲۰ ستمبر ۱۸۶۰ء، وصال: ۱۹۳۵ء) نے ۱۸۹۸ء میں جاری کیا۔ دارالاشاعت پنجاب، لاہور سے رسالے کے انداز میں چھپتا تھا۔ ۱۹۳۵ء کے بعد امتیاز علی تاج (ولادت: ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء، وصال: ۱۹ اپریل ۱۹۷۰ء) اس کے ایڈیٹر رہے۔ اکتوبر ۱۹۴۲ء سے احمد ندیم قاسمی (۱۹۱۶ء) اس کے ایڈیٹر ہوئے (بحوالہ: روزنامہ "انقلاب" لاہور، ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۲ء، ص ۳)

کیا گیا۔ قائدِ اعظم کے جلوس میں کم از کم پچاس ہزار مسلمانوں نے شرکت کی۔ سارا شہر دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ جلوس ریلوے اسٹیشن سے شروع ہوا اور اکیاون دروازوں میں سے گزرا۔ یہ دروازے اسلامی رہنماؤں اور بزرگانِ ملت کے نام پر بنائے گئے ہیں۔ ہر دروازہ اسلامی شان و شوکت کی یاد دلا رہا تھا۔ جلوس ایک گھنٹے میں پنڈال پہنچا۔ قائد اعظم نے پرچم اسلامی لہراتے ہوئے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی تلقین کی اور انہیں ایک جھنڈے تلے کھڑے ہونے کی اہمیت سمجھائی۔ آپ نے فرمایا کہ "مسلمان منتشر تھے مگر آج خدا کے فضل سے وہ متحد ہیں اور ایک مرکز پر قائم ہیں۔" آپ نے فرمایا کہ "لیگ نے آپ کو ایک قومی نصب العین، ایک قومی پلیٹ فارم اور ایک قومی جھنڈا دیا ہے۔ اس جھنڈے کو بلند رکھنا آپ کا فرض ہے۔ (او۔ پی)"

(انقلاب، لاہور جلد ۱۷، نمبر ۲۴۶، ۱۹، نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

"لائل پور، ۱۹، نومبر، سردار سمپورن سنگھ ایم۔ ایل۔ اے نے قائدِ اعظم محمد علی جناح کو ڈنر پر مدعو کیا۔ سردار موصوف نے نمائندگانِ اخبارات سے کہا کہ یہ مجلسی تقریب تھی اور اس کے دوران میں سیاسیات پر کوئی تبادلہ خیالات نہیں کیا گیا۔ اس موقع پر گیانی کرتار سنگھ اور دوسرے سکھ لیڈر بھی موجود تھے۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۸، ۲۱، نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

"حضرات! لائل پور نہ صرف اس وقت پنجاب کا ایک بہت بڑا شہر ہے بلکہ پاکستان کے قیام کے بعد بھی ایسا ہی شاندار شہر ہوگا۔ میں نے آج یہاں مسلم لیگ کا جھنڈا لہرایا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمام مسلمان پوری یک جہتی اور استقلال کے ساتھ اس کے نیچے کھڑے ہوں گے۔ میں بہت سی تقریریں کر چکا ہوں اور ہر شخص آگاہ ہے کہ یہ جھنڈا کس چیز کا علمبردار ہے۔ حضرات! آپ نے جس جوش و خروش اور خلوص کے ساتھ مجھے خوش آمدید کہا، میں اس کے لیے آپ کا شکر گزار ہوں۔ اگرچہ آپ نے میرا شاہانہ استقبال کیا مگر میں اس کے عوض محض ایک چیز دے سکتا ہوں یعنی "کامل یکسوئی کے ساتھ قوم کی خدمت" مجھے یقین ہے کہ آپ سب اپنا وہ سب کچھ خرچ کر دیں گے جو ہمیں اپنی منزلِ مقصود تک پہنچائے۔ (قائدِ اعظم)"

(ارشاداتِ جناح[1]، ادبستان لاہور، ۱۹۴۳ء، صفحہ ۱۹۶)

---

[1] ارشاداتِ جناح، مرتبہ: مفتی غلام جعفر بی۔ اے، مطبوعہ: ادبستان، بیرون موچی دروازہ، لاہور۔ یہ مفید کتاب قائدِ اعظم کی چوبیس معرکۃ الآرا تقاریر کا ایک دلکش مجموعہ ہے جو انہوں نے فروری ۱۹۳۵ء سے نومبر ۱۹۴۲ء تک ارشاد فرمائیں۔ سیاسیاتِ ہند اور پاکستان کے نظریے کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب بہت سود مند ہے۔ کتاب کی ظاہری صورت بھی دلکش ہے۔"

(میاں بشیر احمد، ہمایوں، لاہور، جولائی ۱۹۴۳ء، صفحہ ۳۰۰)

Speech at Flag-Hoisting Ceremony at the Punjab Muslim League Conference, Lyallpur, November 18, 1942.

Speaking in Urdu Mr. Jinnah said that Lyallpur is not only a big city in the Punjab but will also be a big city in Pakistan. He said, "To-day I have unfurled the Muslim League flag and I hope that all Musalmans will stand solid under it. I have made many speeches and everyone knows what this flag stands for and I am sure that every Muslim will give his life for it. I have not words enough to thank you for the welcome you have accorded.

"Though I have been received like a king I have not the resources af a king to give you anything in return. However, there is one thing which I can give and that is my whole-hearted and undivided service to the nation. I hope you will do the same and thus bring near the objective of Pakistan. As I hear these words sitting on the top of the pedestal raised for the flag and hear the shrill cry of Pakistan I have only to say that nothing can deter the Musalmans from following their way to Pakisan."

[SPEECHES AND WRITINGS OF MR. JINNAH, Edited by : Jamil-ud-Din Ahmad, Lahore 1968, Vol. I p. 468]

○

اور ہمیں یقین ہے کہ اس بہادر اور غیور قوم کے ساتھ یہ مسئلہ بہ طرزِ احسن جلد فیصل ہو جائے گا۔ (اے ۔ پی)۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۶، ۱۹ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

"قائدِ اعظم کو میونسپل کمیٹی، لائل پور کی طرف سے سپاس نامہ پیش کیا گیا جس میں کہا گیا تھا کہ وہ ایک دُور رس سیاسی مُدبّر، وسعت نگاہ اور غیر معمولی صفات کے دل و دماغ رکھنے والے قائد ہیں۔ اُن کی ذاتِ گرامی سے اُمید ہے کہ وہ موجودہ خلفشار کو ختم کر کے ملک کی ترقی میں ممد و معاون ہوں گی۔ اس کے علاوہ قائدِ اعظم کی خدمت میں کرسچین ایسوسی ایشن، پنجاب ادھرمی ایسوسی ایشن، لائل پور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے بھی سپاسنامے پیش کیے۔"

(خالد اختر افغانی، حالاتِ قائدِ اعظم[1]، بمبئی ۱۹۴۷ء، صفحہ ۳، ۴)

"سر ناظم الدین سابق وزیر حکومتِ بنگال نے لائل پور میں پنجاب مسلم لیگ

---

[1] حالاتِ قائدِ اعظم از: خالد اختر افغانی، طبع اوّل بمبئی فروری ۱۹۴۶ء، کتاب کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۷ء میں علمیہ بکڈپو، بمبئی سے شائع ہوا۔ کتاب ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے ۳۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترتیب اور طباعت کا انداز اور معیار تسلی بخش نہیں، بایں ہمہ ایک نسبتاً قدیم ماخذ ہونے کی بنا پر قابلِ توجہ ہے۔

کانفرنس کی صدارت کی۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جب قائدِ اعظم جن کے ہمراہ سر ناظم الدین اور نواب افتخار حسین پریذیڈنٹ پنجاب مُسلم لیگ تھے، لائل پور میں تشریف لائے تو ریلوے اسٹیشن پر اُن کا شاندار استقبال بلکہ بقول قائدِ اعظم "شاہانہ استقبال" کیا گیا۔ اُس وقت مقامی لیگ اور صوبائی لیگ کے ممبروں اور پنجاب اسمبلی کے بہت سے مُسلم اراکین کے علاوہ بعض حکّامِ ضلع بشمول ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر عبدالرحیم موجود تھے۔ ۱۸، نومبر کے روز ایک لاکھ سے زیادہ بندگانِ خدا کے اجتماع کے سامنے قائدِ اعظم نے پنجاب پراونشل لیگ کانفرنس کے پنڈال میں لیگ کا جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی اور جونہی جھنڈا بلند ہوا قائدِ اعظم پر چاروں طرف سے پھولوں کی بارش ہونے لگی اور انہوں نے ایک تقریر ارشاد فرمائی۔ اس کانفرنس کا انعقاد غنیمت سمجھ کر بعض جماعات نے قائدِ اعظم کی خدمت میں الگ الگ سپاس نامے پیش کیے۔"

(ارشاداتِ جناح، ادبستان لاہور، ۱۹۴۲ء، صفحہ ۱۹۴)

○

"لائل پور، ۱۹، نومبر: آج قائدِ اعظم کو ضلع لائل پور کی طرف سے کنگز گارڈن میں دعوتِ چائے دی گئی۔ سردار دل باغ نے منتظمین کی طرف سے استقبالیہ تقریر کی جس کا جواب دیتے ہوئے قائدِ اعظم نے فرمایا کہ مجھے خوشی ہے کہ آپ لوگ صلح و آشتی سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مَیں ہمیشہ یہ کوشش کرتا ہوں کہ سب کے مفاد کی نگرانی کی جائے۔ میرے خیال میں آپ سب کو احساس ہو

گا کہ جب کبھی کوئی نئی چیز پیش کی جاتی ہے، اُس کی مخالفت ہوتی ہے۔ پاکستان اسکیم ہندوستانی اُلجھنوں کا نہایت ہی اچھا حل ہے۔ ہندو، سکھ اور عیسائی زعماء نے اس دعوت میں شرکت کی۔ (او۔ پی)"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۶۸، ۱۲ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

○

"لائل پور، ۱۷ر نومبر: اچھوتوں کی طرف سے قائدِ اعظم کی خدمت میں مندرجہ ذیل سپاس نامہ پیش کیا گیا:

حضورِ والا! ہماری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ آج پہلی دفعہ ہمیں لائل پور میں آپ کا سواگت کرنے اور آپ کے درشنوں سے آنکھیں روشن کرنے کا موقع نصیب ہُوا۔ مسلمانوں کا قائد جس نے بہت تھوڑے عرصے میں ایک منتشر جماعت کی شیرازہ بندی کر کے اسے بامِ عروج تک پہنچا دیا ہے، (وہ) آج ہمارے درمیان جلوہ افروز ہیں۔

حضورِ والا! ہم اچھوت ہیں۔ ہم سے جانوروں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔ صدیوں سے ہمارے ساتھ انسانیت سوز مظالم رَوا رکھے جا رہے ہیں۔ جو دل پگھلا دینے والے واقعات ہمارے ساتھ پیش آ رہے ہیں، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، جو لوگ ہماری اکثریت کے بل بوتے پر آج ہندوستان کے راج کے دعویدار ہیں، اگر اُن پر ہمارا سایہ بھی پڑ جائے تو وہ بھرشٹ ہو جاتے ہیں۔ ان کے کھانے پینے کی چیزیں ہم سے چھو کر ناپاک ہو جاتی ہیں۔ بڑے بڑے مہاتماؤں

کی کوششوں کے باوجود مندروں کے دروازے ہم پر بند ہیں۔ کنوؤں سے پانی بھرنے کی ہمیں اجازت نہیں۔ صرف پنجاب ہی ایک ایسا صوبہ ہے جہاں لوگوں کے تمدنی، معاشرتی اور مذہبی حقوق کی پورے طور پر نگہداشت ہو رہی ہے لیکن باقی صوبوں میں ہمیں کتوں سے بھی بدتر سمجھا جاتا ہے۔ ہماری کوئی مستقل جماعتی ہستی نہیں۔ کوئی ایسا ظلم نہیں جو ہم پر نہ ڈھایا جاتا ہو اور طرّہ یہ ہے کہ ہمیں یہ بھی اجازت نہیں کہ کسی کے پاس فریاد کر سکیں۔

حضورِ والا! مسلم لیگ کا نصب العین واضح ہے کہ وہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام اقلیتوں کے جائز حقوق کی علمبردار ہے، اس لیے ہماری نگاہیں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں اور آپ کی ذاتِ گرامی سے ہمیں پوری توقع ہے کہ ذلت کے اس گڑھے سے ہماری قوم کو باہر نکالیں گے:

اے آنکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنی
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنی

حضورِ والا! ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اقلیتوں کے جائز حقوق کی جنگ میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہماری عزت، ہمارا مال، ہماری خوش حالی تو صدیوں کے جور و ستم کا شکار ہو چکے ہیں، اب صرف جانیں باقی ہیں، یہ آپ کے قدموں پر نچھاور کرنے کے لیے ہر وقت حاضر ہیں۔ ہندوستان میں ہماری تعداد ہندوؤں سے بہت زیادہ ہے اور اگر ہماری صحیح مردم شماری کی جائے تو دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ اکثریت کس کی ہے اور ہمارے بھائی جس اکثریت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، اُس کا پول بھی ظاہر ہو جائے گا۔ ہماری صرف یہ استدعا ہے کہ ہمارے جائز حقوق

ہمیں دلائے جائیں۔ آخر میں ہم ایک دفعہ پھر آپ کی تشریف آوری پر اپنی دلی مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور نہایت عقیدت اور خلوص سے آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ (اورئینٹ پریس)"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۶، ۱۹ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۵)

○

"لائل پور، ۱۸ نومبر: کل رات قائدِ اعظم محمد علی جناح نے پہلی پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے غیر مسلم اقلیتوں کے حقِ خود اختیاری کے بارے میں اپنے نظریے کی وضاحت فرمائی اور کہا کہ جالندھر میں مَیں نے کسی خاص فارمولے کا ذکر نہیں کیا تھا، بلکہ اُس شرارت کی طرف اشارہ کیا تھا جو پاکستان کے مخالفین کر رہے ہیں، اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ غیر مسلم اقلیتوں کو بھی حقِ خود اختیاری دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ آئینی نقطۂ نظر سے دیکھیے حقِ خود اختیاری قوموں کو ملتا ہے، چھوٹے چھوٹے گروہوں کو نہیں۔ مسلمان دس کروڑ ہیں، قوم ہیں، اُن کا مستقل کلچر ہے۔ علاحدہ تہذیب ہے، جُدا مذہب ہے۔ ایک خاص علاقے میں اُن کی اکثریت ہے، وہاں وہ اپنی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے گروہ، قوم نہیں، کسی علاقے میں اُن کی اکثریت نہیں ہے۔ اُنہیں کس طرح حقِ خود اختیاری دیا جا سکتا ہے۔ اچھوتوں، عیسائیوں اور مسلم طلبا کے سپاس ناموں کا جواب دیتے ہوئے قائدِ اعظم نے مسلمانوں کو اُن کے اتحاد و تنظیم پر مبارک باد دی۔ آپ نے اچھوتوں اور عیسائیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ ہمیشہ اُن کے حقوق

کا خیال رکھے گی۔ قائدِ اعظم نے کہا کہ اچھوتوں کے ساتھ جو ناروا اور ناجائز سلوک ہوتا ہے، وہ انسانیت کے نام پر دھبہ ہے۔ میں اُنہیں یقین دلاتا ہوں کہ مسلمان اور مسلم لیگ ہمیشہ اُن کے حقوق کا خیال رکھے گی۔ یہ ہمارا فرض ہے۔ قرآن کریم کا حکم ہے کہ اقلیتوں سے انصاف کا سلوک کرو۔ قائدِ اعظم نے مسلم طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: "تم میرے ہو، اور میں تمہارا ہوں۔ آؤ، ہم اکٹھے مارچ کریں۔ خدا کے فضل وکرم سے ہماری فتح ہوگی۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۷، ۲۰ نومبر ۴۲ء، صفحہ نمبر ۱)

Speech at the Punjab Muslim League Conference, Lyallpur, November 18, 1942.

The general reference made by Mr. Jinnah in his Jullundur speech to the formula for granting self-determination to all communities was further clarified by him. He said that doctrine of self-determination required a very careful study and those who were responsible for this mischief knew perfectly well that they were misleading the people deliberately. He declared unequivocally that when he referred to this formula at Jullundur he was not referring to the formula recently floated in the Punjab which he had not yet studided ; he was referring to the "mischievous

idea" which was the last effort of the opponents of Pakistan. He added : If that doctrine was preached the whole idea of constitutional history and doctrine of self-determination would be reduced to absurdity This doctrine presupposed that they were a national group—not sub-national group—living in a defined territory where they were in majority and could set up an independent State.

Earlier Mr. Jinnah was presented with a civic address by the Municipality which described him as an "apostle of the doctrine of self-determination for every community" and expressed the hope that he with his far-sighted statesmanship, breadth of vision and sterling qualities of head and heart would fulfil the expectation of his countrymen in ending the present stalemate and leading his countrymen on the path of progress and prosperity.

Mr. Jinnah assured the Christian and Adharam Associations that the rights of their respective communities would be fully safeguarded according to the injunctions from the highest authority, namely Qur'an, that a minority must be treated justly and fairly.

[SPEECHES AND WRITINGS OF MR. JINNAH. Edited by : Jamil-ud-Din Ahmad, Lahore 1968, Vol. I. p. 469-70]

○

لائل پور، ۱۸ نومبر: کل رات قائدِ اعظم محمد علی جناح نے پہلی پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس..... کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے پنجاب کے مسلمانوں سے بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ پنجاب میں اب ایک نئی زندگی ہے۔ مسلمان عوام اب مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی رحمت ہے کہ آج ہم منتظم ہیں، خدا کے فضل و کرم اور آپ کی مدد سے ہماری کامیابی یقینی ہے۔ قائدِ اعظم نے فرمایا کہ اب تک پاکستان کی جدوجہد میں مسلم اقلیت کے صوبوں کے مسلمان حصہ لیتے رہے ہیں، حالانکہ زیادہ فائدہ اکثریت (کے صوبوں) کا ہے مگر اب صورتِ حال بدل چکی ہے۔ اب ہر طبقے کے لوگ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں، وہ ایک جھنڈے تلے کھڑے ہیں، ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں اور ایک آواز بولتے ہیں۔ قائدِ اعظم نے غریب دیہاتیوں کی غربت پر اظہارِ افسوس کیا کہ راستے میں میں نے ہزاروں مسلمانوں کو دیکھا۔ یہ لوگ میرے استقبال کے لیے پلیٹ فارموں پر کھڑے تھے۔ ان کی حالت دیکھ کر مجھے رنج ہوا۔ پاکستان حکومت کا پہلا فرض ہو گا کہ غریبوں کی آسائش کا بندوبست کرے، اُن کے دُکھ درد کا مداوا سوچے اور ان کا معیارِ زندگی بلند کرے۔ آخر میں قائدِ اعظم نے اتحاد اور تنظیم پر زور دیا اور مسلمانوں سے کہا کہ وہ لیگ کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۷، ۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۱)

لائلپور۔ کانفرنس کے اجلاس میں قائدِ اعظم نے فرمایا: پنجاب میں پاکستان کے متعلق

جو تازہ ترین تجویز نشر کی گئی ہے اور جس میں اس صوبے کے تمام فرقوں کے لیے حکومتِ خود اختیاری کا حق تسلیم کرنے کی سفارش کی گئی ہے، سراسر مفسدانہ ہے۔ یہ ایک فتنہ انگیز خیال ہے۔ پاکستان کے مخالفوں کی یہ آخری کوشش ہے اور وہ لوگ جو اس تجویز کے ذمہ دار ہیں لوگوں کو ارادتاً گمراہ کر رہے ہیں۔

حضرات! میں آپ سب کو اور ان جماعات کو بھی جنہوں نے اپنے اپنے طور پر مجھے مخاطب کیا ہے بتاتا ہوں کہ ملکی آئین کے نقطۂ نگاہ سے وہ تجویز جس کی طرف میں نے ابھی اشارہ کیا حماقت کا مجسمہ ہے کیوں کہ کوئی فرقہ ایک آزاد مملکت نہیں بنا سکتا، تاوقتیکہ وہ ایک قوم کی حیثیت رکھتا ہو اور بطور اکثریت ایک قطعاً واضح اور متمیز حدود کے علاقے میں بود و باش رکھتا ہو۔

میں اپنے ہندوستانی عیسائی بھائیوں کی خدمت میں اُن کے اظہار خیال کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کے اندر اُن کے حقوق کی کامل حفاظت کی جائے گی۔ قرآنِ کریم نے مسلمانوں کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ اقلیتوں کے ساتھ انصاف اور راستبازی کا سلوک روا رکھیں۔ (نعرۂ تحسین)

حضرات! میں اپنے اچھوت بھائیوں کے خطاب کے جواب میں کہتا ہوں کہ موجودہ صورتِ حال میں اُن کی حالت تہذیب کے چہرے پر ایک سیاہ دھبے کے برابر ہے۔ میں اُن کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہمیشہ اُن کے اغراض و مقاصد کی پاسداری میں کوشاں رہوں گا۔

حضرات: آج جماعتِ طلباء نے بھی اپنے طور پر مجھے مخاطب کیا ہے۔ میں اُن کو بتاتا ہوں: آپ سب نوجوان میرے ہیں اور میں آپ کا ہیں آپ ہی ہیں۔ میں

اور آپ ہم قدم ہو کر آگے بڑھیں پھر ہم ضرور فتح پالیں گے۔!!

حضرات! اس وقت جب کہ میں پنجاب مسلم لیگ کانفرنس کا افتتاح کر رہا ہوں، مجھے اسلامیانِ پنجاب سے بہت کچھ کہنا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ پنجاب میں حیاتِ تازہ متحرک ہے۔ آپ کی مدد شامل ہوگی تو دُنیا کی کوئی طاقت بھی اپنے اُس مقصد کے حصول سے ہمیں نہ روک سکے گی، جس کا ہم اعلان کر چکے ہیں۔ مسلم لیگ روز بروز بیش از بیش ترقی کر رہی ہے۔ اس وقت تک اکثریت کے صوبوں کے اندر وہاں کے مسلمان آپس میں لڑتے رہے ہیں، حالانکہ یہی وہ صوبے ہیں جن کو پاکستان کے قیام سے باقی صوبوں کی نسبت زیادہ فائدہ حاصل ہوگا، مگر اب یہ تنازعات ختم ہو گئے ہیں اور صورتِ حالات بدل گئی ہے یعنی اب اسلامیانِ پنجاب کی تمام جماعتیں ایک ہی جھنڈے، مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے یک جہتی کے ساتھ جمع ہو گئی ہیں اور وہ سب کی سب پورے اتفاق سے ہم خیال اور ہم زبان ہیں۔

حضرات! میں بہت خوش ہوں کہ اب پنجاب کے تمام عام مسلمان مسلم لیگ کے معین و مددگار ہیں۔ مجھے اہلِ دیہات کی غربت اور افلاس دیکھ کر بہت رنج ہوتا ہے۔ میں نے دورانِ سفر میں جب ریلوے اسٹیشنوں پر پنجاب کے دیہاتی مسلمانوں کے گروہ دیکھے تو مجھے اُن کی غربت نے بے حد مشوش کیا۔ میرے خیال میں حکومتِ پاکستان کا سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ ان لوگوں کا معیارِ زندگی بلند کرے اور ان کو لطفِ حیات سے شادکام ہونے کے لیے سامان بہم پہنچائے۔

حضرات: میں اب ختمِ کلام کے وقت اِس اَمر کی ضرورت انتہائی تاکید کے ساتھ

پیش کرتا ہوں کہ ہم مسلمانوں کو باہمی اتحاد پیدا کرنا اور کامل طور پر منظم ہونا چاہیئے۔ پانچ سال ہوئے کہ ہم بدنظمی کا شکار ہو رہے تھے۔ کسی شخص اور کسی جماعت کے نزدیک ہم قابلِ اعتنا نہ تھے۔ ہماری پروا کسی کو نہ تھی۔ کانگرس کا دعویٰ تھا اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک خاص حد تک یہ دعویٰ بجا تھا کہ ملک میں صرف دو پارٹیاں ہیں یعنی خود کانگرس اور حکومتِ برطانیہ، مگر اب تین پارٹیاں ہیں اور وہ تیسری پارٹی مسلم لیگ ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب ہم مسلمان ایک تنظیم یافتہ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں اور کسی کو اِس اَمر کی جرأت نہیں کہ ہمیں نظر انداز کر دے۔ اب مسلم لیگ اس ملک کے اندر ایک بیّن اور مستحکم طاقت ہے۔ مسلم لیگ اسلامیانِ ہند کے ایک گروہ کو کانگرس کے نرغے سے مخلصی دلا چکی ہے اور ایک اور گروہ کو برطانوی دفتری حکومت کے پنجے سے چھڑا لائی ہے اور پھر اس نے اُن کو اور باقی سب مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر لیا ہے۔ الغرض اپنی تنظیم کرو تنظیم: ہاں تنظیم! تنظیم!! تنظیم!!!

(ارشاداتِ جناح، ادبستان لاہور، ۱۹۴۳ء، صفحہ ۱۹۶ - ۱۹۹)

○

"لائل پور، ۱۸ر نومبر: لائل پور کے مسلمانوں کی طرف سے قائدِ اعظم کی خدمت میں پانچ ہزار کی تھیلی پیش کی گئی۔ (اورینٹ پریس)"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۷، ۲۰ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

○

"قائدِ اعظم مسٹر جناح نے لائل پور میں ایک سپاس نامے کا جواب دیتے ہوئے پھر اِس حقیقت کا اعادہ فرمایا کہ ہندوستان کی ہر قوم کے لیے ہر مقام پر خود مختاری کا مطالبہ سراسر شرانگیز ہے۔ یہ تصفیے کی صورت نہیں، بلکہ اس میں معاندانہ طریق پر رکاوٹیں پیدا کرنے کی سعی ہے۔ حقِ خود مختاری دراصل تحفظِ حقوق کی ایک طبعی صورت ہے لیکن اس سے وہی قومیں فائدہ اُٹھا سکتی ہیں جن کو معقول جغرافیائی خطوں میں اکثریت حاصل ہو۔ جن قوموں کو یہ درجہ میسّر نہیں اور وہ اس طرح بکھری ہوئی ہیں کہ کہیں بھی اکثریت کا دعویٰ نہیں کر سکتیں، اُن کے لیے اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ اپنے جائز حقوق کے تحفّظ کے متعلق اکثریتوں سے اقرار لیں، ورنہ ہندوستان کے کسی صوبے میں کوئی نظامِ حکومت قیامت تک جاری نہیں ہو سکے گا۔

اِس حقیقت کی توضیح کے لیے مسٹر جناح نے جالندھر میں "نیشنل" اور "سب نیشنل گروہوں کی آئینی اصطلاحات استعمال کی تھیں۔ ہر صوبے میں اکثریت والے گروہ کو "نیشنل گروہ سمجھنا چاہیئے اور اقلیتوں کو "سب نیشنل" گروہ کہنا چاہیے۔ مسلمان، پنجاب، بنگال، سندھ، سرحد اور بلوچستان میں اکثریت کے مالک ہیں، لہٰذا وہ ان صوبوں میں "نیشنل گروہ ہیں اور باقی تمام قوموں کو یہاں "سب نیشنل" گروہوں کی حیثیت حاصل ہے۔ اسی طرح ہندوستان کے بقیہ صوبوں میں ہندو "نیشنل" گروہ ہیں۔ مسلمانوں نے کبھی اقلیت والے صوبوں میں خود مختاری کا مطالبہ پیش نہیں کیا، حالانکہ اُن کی آبادیاں بعض مقامات پر کافی ہیں۔

مثلاً یوپی میں ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق وہ ۷۰ لاکھ ہیں۔ ان کے مقابلے

میں پنجاب کے ہندوؤں کی آبادی ۵۶ لاکھ ہے۔ بہار میں مسلمان ۴۲ لاکھ ہیں پنجاب میں سکھوں کی آبادی ۳۱ لاکھ سے زیادہ نہیں، لیکن مسلمان چونکہ بہار اور یوپی میں بالکل بکھرے ہوئے ہیں۔ لہٰذا وہ خود مختاری کا مطالبہ کریں تو اس سے فائدہ اٹھانے کی کوئی شکل نہیں۔ بالکل یہی حالت پنجاب کے ہندوؤں اور بالخصوص سکھوں کی ہے۔ لہٰذا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اُن کے جائز حقوق کی حفاظت کا دوسرا بندوبست کیا جائے اور اس کے لیے ہر اکثریت کو تیار ہونا چاہیئے۔ لیگ نے اس بارے میں اپنی گراں بہا ذمہ داریوں کا ہمیشہ اعتراف کیا ہے بلکہ اقلیتوں کے جائز مذہبی، انتظامی، ثقافتی، معاشرتی اور سیاسی حقوق کی حفاظت، اس کی قرار دادِ لاہور میں شامل ہے۔ وہ جہاں اپنی اکثریتوں کے لیے خود مختاری کے حق کی دعویدار ہے، وہاں اقلیتوں کے تمام جائز حقوق کی حفاظت کو بھی ضروری اور لازمی سمجھتی ہے۔ ایک اور سپاس نامے کا جواب دیتے ہوئے قائدِ اعظم نے فرمایا:

"میں آپ حضرات کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے خیالات و افکار خواہ کچھ ہوں، لیکن میری آرزو اقوامِ ہند کی راحت و خوشی دلی کے سوا کچھ نہیں۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اب نہیں تو کچھ مدت بعد سہی، آپ تعصب سے الگ ہو کر ٹھنڈے دل سے میری تجویز پر غور فرمائیں گے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ یہ اس عظیم الشان سرزمین (ہندوستان) کے مسائل

کا بہترین حل ہے۔"

یہ سخن طرازی نہیں بلکہ حقیقت ہے اور ہم پورے یقین و وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ لیگ کی تجویز سے بہتر حل آج تک سامنے نہیں آیا اور ہمارے وطن کی نجات و بہبود کا حقیقی دور اُسی وقت سے شروع ہوگا جب تمام قومیں اِس حل کو قبول کر لیں گی، بلکہ ہمیں یہ کہہ دینے میں بھی تامّل نہیں ہونا چاہیئے کہ انجامِ کار سب قومیں اِسی حل پر مُتفق ہو جائیں گی۔

ہمارے جن بھائیوں نے اس کے خلاف بے معنی شور و شغب بپا کر رکھا ہے، وہ اگر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو صورتِ حال اُن پر اچھی طرح واضح ہو سکتی ہے۔ وہ اِس حقیقت سے کیوں کر انکار کر سکتے ہیں کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کو اکثریت حاصل ہے، ان میں وہ بہرحال کارفرمائی کے درجے پر فائز رہیں گے جس طرح ہندو اکثریت والے صوبوں میں ہندو کارفرما ہوں گے۔ اِس حقیقت سے کیوں کر انکار کر سکتے ہیں کہ دس کروڑ مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر یہاں کوئی نظامِ حکومت نہیں چل سکتا اور کوئی ہوشمند گروہ اس وہم میں مُبتلا نہیں ہو سکتا کہ ملک کے مُستقبل کا فیصلہ کرتے ہُوئے اِن دس کروڑ ہندوستانیوں کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

گاندھی نے گزشتہ پندرہ برس میں جو چالیں اختیار کیں، وہ مسلمانوں کی بے تنظیمی سے ناجائز فائدہ اُٹھانے پر مبنی تھیں۔ خود مسلمانوں کے چند گروہ غلط اندیشی کی بنا پر اُس کے ساتھ ہو گئے تھے۔ گاندھی کو یقین تھا کہ مسلمانوں کا تفرقہ، اُن کے لیے استقلال کی کوئی گنجائش نہ چھوڑے گا۔ نہرو رپورٹ

اور اس کے بعد بمبئی والی اسکیم (جو گاندھی نے گول میز کانفرنس میں بددیانتی سے "متفقہ حل" کے طور پر پیش کی تھی) گاندھی کے اسی یقین کا نتیجہ تھیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے جب کہا تھا کہ ہندوستان میں صرف دو گروہ ہیں: اول حکومت، اور دوم کانگرس، تو یہ دعویٰ مسلمانوں کی بے تنظیمی ہی کی بنا پر بے تکلف پیش کیا گیا تھا، پھر پنڈت جی نے اس بے تنظیمی کو زیادہ سے زیادہ بُری صورت دینے کی غرض سے مسلم عوام کے ساتھ براہِ راست رابطہ پیدا کرنے کا ڈھونگ کھڑا کیا جس کے متعلق کسی تفصیل کی ضرورت نہیں۔

یہ وقت تھا جب قائدِ اعظم مسٹر جناح نے لیگ کی تنظیمِ جدید کی اور مسلمانوں کو منظم و متحد کر دینے کا بیڑہ اُٹھایا۔ گذشتہ انتخابات کی حالت پر تفصیلی بحث کی یہاں ضرورت نہیں۔ لیکن لکھنؤ کانفرنس میں سر سکندر حیات خاں اور مولوی فضل الحق اپنے ساتھیوں کو لے کر شریک ہوئے تھے تو اُن کے پیشِ نظر یہی مقصد تھا کہ مسلمانوں کی آواز ایک ہو جائے بلکہ سر سکندر حیات خاں نے تو لاہور میں پنڈت جواہر لال نہرو سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہم نے لیگ میں شامل ہو کر کانگرس کے لیے موقع بہم پہنچا دیا ہے کہ وہ فرقہ وار مسائل کا فیصلہ کر دے۔ اب تک کہا جاتا تھا کہ مسلمان متحد نہیں ہیں، اُن کی ایک جماعت اور ایک لیڈر نہیں ہے۔ ہم نے ایک جماعت بنا دی، ایک لیڈر مہیا کر دیا ہے۔ جائیے، اب جناح صاحب سے بے تکلف بات چیت کیجیے۔ اِس لیے کہ وہ بحیثیت صدر لیگ، سارے مسلمانوں کے نمائندے ہیں۔ لیگ اور قائدِ اعظم اور اُن کے تمام رُفقاء و معاونین کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ مسلمانوں میں

وحدتِ کلمہ پیدا ہوگئی، وہ منظم ہوگئے۔ ایک مستقل نصب العین اُن کے ہاتھ آگیا اور اُن کی جس بے تنظیمی سے فائدہ اٹھا کر گاندھی پندرہ برس تک اُن کے ساتھ بازی گری کرتا رہا تھا، وہ ختم ہوگئی۔ آج اللہ کے فضل سے مسلمان اتنے منظم ہیں کہ جو لوگ لیگ میں شامل نہیں ہیں، وہ بھی کوئی ایسی بات زبان پہ لانے کا حوصلہ نہیں رکھتے، جو لیگ کے مسلّمہ نصب العین کے خلاف ہو۔ اور اگر وہ کچھ کہیں بھی تو اسے کسی دائرے میں درخورِ اعتنا نہیں سمجھا جاسکتا۔

جنرل رومیل کے متعلق جنرل منٹگمری نے کہا تھا کہ اس کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ ایک ہی تدبیر کو بار بار استعمال کرتا ہے۔ گاندھی کے متعلق بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔ وہ مسلمانوں کی بے تنظیمی کے دور میں حکومت کی چاپلوسی سے یا بہ درجۂ آخر سول نافرمانی کی دھمکی سے اپنی بات منوا لیتا تھا۔ یہی حربہ اُس نے اب استعمال کیا لیکن یہ نہ سوچا کہ حالات بالکل بدل چکے ہیں۔ نتیجہ اس کے سوا کیا نکلا کہ ایک نہایت ہی نازک دور میں کانگرس دفاعِ وطن کے انتظامات میں اختلال کی مجرم ٹھہری۔ سینکڑوں قیمتی جانیں ضائع ہوئیں، کروڑوں کا نقصان ہوا اور یہاں ایسا تعطّل پیدا ہوگیا جسے گاندھی اپنی بات منوا کر دُور نہیں کرسکتا بلکہ مجبور ہے کہ مسلمانوں کی بات مانے۔

مسلمانوں سے ہماری مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ اپنی اس تنظیم کو زیادہ سے زیادہ مستحکم بنائیں اور اُن تمام وساوس سے محفوظ رہیں جو اغراض کے بندے مختلف صورتوں میں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کی قوت کا راز اُن کی تنظیم اور اتحاد میں ہے۔ لیگ کا نظام اس وجہ سے ہندوستان گیر بنا ہے کہ سب

چھوٹے بڑے گروہ اُس کے ساتھ ہیں۔ لیگ اور ملتِ اسلامیہ کے ساتھ اس سے بڑھ کر دشمنی کوئی نہیں ہو سکتی کہ محض وساوس کی بنا پر کسی گروہ یا جماعت کو الگ الگ ظاہر کرنے کی سعی کی جائے۔ مسلمانوں کو اپنے تمام بھائیوں کے متعلق حسنِ ظن سے کام لینا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے کہ اگر کسی کو اختلاف بھی ہے تو وہ نیک نیتی پر مبنی ہے اور اُسے محبت و تحمل ہی سے دور کرنا چاہیئے۔ ہر عامیانہ جذبات پر بگڑ کر ہنگامہ آرائی کے درپے ہو جانا اصولِ تنظیمِ ملت کے خلاف ہے۔ اتحاد و تنظیم اور ہر حال میں اتحاد و تنظیم ہر مسلمان کا پہلا اور آخری مقصد ہونا چاہیئے۔"

(مولانا غلام رسول مہر، شذرہ، انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۴، ۲۱ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۲)

○

" دورِ حاضر کے سیاسی کوائف میں لائل پور کانفرنس کے انعقاد اور قائدِ اعظم کی تقریروں کو تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ کیوں کہ اس موقع پر اسلامیانِ پنجاب کے پہلے وزیرِ اعظم سر سکندر حیات خاں نے اپنی زبان سے اُن شکوک کا دفعیہ کیا جن کا اظہار گاہے گاہے کیا جاتا رہا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ سر سکندر تجویزِ پاکستان کے مخالف ہیں، مگر لائل پور کانفرنس میں سر سکندر نے اقرار کیا کہ جب مسلمان متحدہ طور پر کوئی آخری فیصلہ کسی معاملے کے متعلق کرلیں تو میں اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ پس کہا جا سکتا ہے کہ تجویزِ پاکستان کے متعلق جملہ اسلامیانِ پنجاب

یک زبان ہیں ۔"

(ارشاداتِ جناح، ادبستان لاہور، ۱۹۴۴ء، صفحہ ۱۹۳)

"سطورِ ذیل میں سر سکندر کی تقریر کا خلاصہ ..... درج کیا جاتا ہے ۔ اہلِ نظر خود دیکھ لیں گے کہ مقرر کے الفاظ کا صحیح مفہوم کیا ہے ۔ سر سکندر نے فرمایا: میں خلوصِ دل سے قائدِ اعظم کا خیر مقدم کرتا ہوں ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے قائدِ اعظم کو اسلامیانِ ہند کی تنظیم اور اتحاد پر مامور کیا ۔ میں اپنے اور مسلم لیگ کے باہمی تعلقات کے ضمن میں کہوں گا کہ بعض اوقات طرفین کے دلوں میں شکوک و شبہات ہوتے رہتے ہیں اور اس لیے ہم ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں، مگر جب ایک قطعی فیصلہ کر لیا جاتا ہے تو میں اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہوں۔ ایسا وقت کبھی نہیں آیا کہ میں نے اپنی قوم کی اغراض پر دوسروں کے مفاد کو ترجیح دی ہو ۔ یہ بات ممکن ہے کہ بعض اوقات میں قائدِ اعظم کے حکم کو مسلمانوں کے اغراض کے منافی سمجھوں مگر اس صورت میں ہم آپس میں بحث کریں گے اور دونوں میں سے ایک شخص اپنی رائے میں ضرور تبدیلی کر دے گا اگر مسلمانوں کے اندر تفرقہ پیدا ہوگا تو اس کے خلاف لڑنے کے لیے میں سب سے پہلے میدان میں نکلوں گا ۔ پانچ سال ہوئے کہ میں مسلم لیگ میں اس امر کا ثبوت دینے کے لیے شامل ہوا کہ قائدِ اعظم تنہا نہیں ہیں اور جب سے

اب تک میں اس حالات پر قائم رہا ہوں۔

قراردادِ پاکستان کا مطلب فقط یہ ہے کہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں اقلیتوں کو تحفظات دیے جائیں گے اور ان کو لازم ہے کہ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ آج کل پنجاب میں ہم ہندوؤں کے ساتھ مسلمانوں سے بہتر سلوک کر رہے ہیں، اور اگر پاکستان کے قیام کے بعد بھی ہندوؤں کی تسلی نہ ہو تو اُن کو علاحدہ ہوجانے کا حق حاصل ہوگا۔ اہلِ برطانیہ ہمیں اُس وقت تک کچھ بھی دینے کے لیے تیار نہیں جب تک کہ ہم ہندوستانی باہمی رضامندی کے ساتھ سمجھوتہ نہ کرلیں، اگر ہم بھائیوں کی طرح اپنے اختلافات دور کردیں تو یہ عین مناسب ہوگا۔"

(ارشاداتِ جناح، ادبستان لاہور، ۱۹۴۴ء، صفحہ ۱۹۴-۱۹۵)

○

"لائل پور، ۱۸ر نومبر: کل رات ..... پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس میں ..... سر سکندر حیات خاں وزیرِ اعظم پنجاب نے قائدِ اعظم کا خیر مقدم کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مسلمان آج پوری طرح منظم ہیں۔ میرا یقین ہے کہ خدائے تعالیٰ نے خاص طور پر مسٹر جناح کو مسلمانوں کی تنظیم کے لیے بھیجا ہے۔ آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے ساتھ اپنے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ معمولی اختلافات کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ اگرچہ بعض اوقات مجھے قائدِ اعظم سے کسی معاملے پر اختلاف ہو سکتا ہے مگر میں کبھی اُن کے حکم سے انحراف نہیں کروں گا۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۷، ۲۰ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۱)

پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ انصاف ہوگا۔ لائلپور میں قائداعظم کی تقریر

میں کبھی قائداعظم کے حکم سے انحراف نہیں کروں گا ـــــ وزیر اعظم پنجاب کا اعلان

لائلپور ۱۸ نومبر۔ کل رات قائد اعظم محمد علی جناح نے صوبہ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے غیر مسلم اقلیتوں کے حق خود اختیاری کے بارے میں اپنے نظریہ کی وضاحت فرمائی۔ اور کہا کہ جالندھر میں میں نے کسی خاص نادر لا کا ذکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس خیال جنتا کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جو پاکستان کے مخالفین کہتے ہیں یہ اسباب پیش کئے ہیں۔ کہ غیر مسلم اقلیتوں کو بھی حق خود اختیاری دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ آئینی نکتہ نظر سے کیسے حق خود اختیاری قوموں کو ملتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے گروہوں کو نہیں۔ مسلمان دس کروڑ ... قوم ہیں ... مستقل ... [illegible] دیا جا سکتا ہے۔

اقلیتوں سے انصاف ہوگا

اچھوتوں، عیسائیوں اور مسلم طلبہ کے سپاسناموں کا جواب دیتے ہوئے قائد اعظم نے مسلمانوں کو ان کے اتحاد و تنظیم پر مبارکباد دی۔ آپ نے اچھوتوں اور عیسائیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ مسلم لیگ ہمیشہ ان کے حقوق کا خیال رکھے گی۔ قائد اعظم نے کہا۔ کہ اچھوتوں کے ساتھ جو ناروا اور ناجائز سلوک ہوتا ہے۔ وہ انسانیت کے نام پر دھبہ ہے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ مسلمان اور مسلم لیگ ہمیشہ ان کے حقوق کا خیال رکھیں گے۔ یہ ہمارا فرض ہے۔ قرآن کریم کا حکم ہے۔ کہ اقلیتوں سے [illegible]

ہوئے فرمایا۔ کہ مجھے پنجاب کے مسلمانوں سے بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ پنجاب میں اب ایک نئی زندگی ہے۔ مسلمان عوام اب مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی رحمت ہے۔ کہ آج ہم منظم ہیں۔ خدا کے فضل و کرم اور آپ کی مدد سے ہماری کامیابی یقینی ہے۔ قائد اعظم نے فرمایا کہ اب تک پاکستان کی جدوجہد میں مسلم اقلیت کے صوبوں کے مسلمان حصہ لیتے رہے ہیں۔ حالانکہ زیادہ فائدہ اکثریت کے مسلمانوں کا ہے۔ مگر اب صورت حال بالکل بدل چکی ہے۔ اب ہر طبقہ کے لوگ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ وہ ایک جھنڈے تلے کھڑے ہیں۔ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں۔ اور ایک آواز سے بولتے ہیں۔ [illegible] کا پہلا فرض ہوگا۔ کہ غریبوں کی آسائش کا بندوبست کرے۔ ان کے دکھ درد کا مداوا کرے اور ان کا معیار زندگی بلند کرے۔

آخر میں قائد اعظم نے اتحاد اور تنظیم پر زور دیا۔ اور مسلمانوں سے کہا کہ وہ لیگ کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں۔

سر سکندر کی تقریر

سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب نے قائد اعظم کا خیر مقدم کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ مسلمان آج پوری طرح منظم ہیں۔ میرا یقین ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے خاص طور پر مسٹر جناح کو مسلمانوں کی تنظیم کے لئے بھیجا ہے۔ آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے ساتھ اپنے تعلقات کا ذکر کرتے

[روزنامہ انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۱۲۴، ۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء، یوم جمعۃ المبارک، ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ، صفحہ ۱]

"لائل پور، ۱۰ نومبر۔ وزیر اعظم سر سکندر نے پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس میں سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ایک موقع کبھی ایسا نہیں آیا جبکہ میں نے اپنی قوم کے مفاد پر کسی دوسرے مفاد یا غرض کو ترجیح دی ہو۔ ممکن ہے کسی وقت مجھے قائدِ اعظم کے کسی حکم کے متعلق یہ احساس ہو کہ وہ حکم مسلمانوں کے بہترین مفاد کے خلاف ہے لیکن اس صورت میں مَیں قائدِ اعظم سے تبادلۂ خیالات کروں گا اور یقیناً ہم دونوں اس تبادلۂ خیالات کے بعد متفق ہو جائیں گے سر سکندر نے اعلان کیا کہ مَیں پہلا شخص ہوں گا جو مسلمانوں میں نا اتفاقی اور افتراق اور انتشار کے خلاف جنگ کرے گا۔ مَیں نے پانچ سال قبل اسی مقصد کے پیشِ نظر مسلم لیگ میں شمولیت کی تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ قائدِ اعظم تنہا ہیں۔ سر سکندر نے لیگ کی قرار داد یعنی 'پاکستان' کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں مسلمانوں کو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہو اور اقلیتوں کو پورے تحفظات حاصل ہوں اور وہ اکثریت کے ساتھ تعاون کریں۔ سر سکندر نے کہا کہ پنجاب میں وہ ہندوؤں کے ساتھ مسلمانوں سے بہتر سلوک کر رہے ہیں۔ اگر نئے نظام میں ہندو غیر مطمئن ہوں تو انہیں علاحدہ ہو جانے کا حق ہے، باہمی سمجھوتے کے بغیر کچھ نہیں ملے گا۔ برطانوی حکومت اس وقت تک کچھ دینے کو تیار نہیں جب تک آپ آپس میں سمجھوتہ نہ کر لیں۔ بہتر یہی ہے کہ ہم بھائیوں کی طرح آپس میں کوئی فیصلہ کر لیں۔" (انقلاب، لاہور، جلد ۱۶، نمبر ۱۴۴، ۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

"سر سکندر حیات خاں وزیرِ اعظم پنجاب نے اسمبلی کے اجلاس میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حکومتِ پنجاب نے خاکساروں پر پابندیوں کو رفع کرنے کی مخالفت نہیں کی تھی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ حکومت کو خاکساروں پر سے پابندیاں ہٹانے میں کوئی اعتراض نہیں، بشرطیکہ خاکسار تحریک کے لیڈروں کی طرف سے یہ اعلان کر دیا جائے کہ وہ جنگ کے دوران میں صرف انفرادی حیثیت سے سوشل خدمات سرانجام دیں گے اور کوئی ڈرل نہیں کریں گے اور بیلچے وغیرہ نہیں لگائیں گے اور ساتھ ہی اُن چیزوں سے بھی پرہیز کریں گے جن کے متعلق دوسری جماعتوں پر اعتراض کیا گیا ہے۔"

(لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۲۶، ۸ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۱۰)

"لاہور، ۴ نومبر: سر سکندر حیات خاں نے پنجاب اسمبلی میں تقریر کے دوران میں کہا کہ اگر خاکسار تحریک کے لیڈر کی طرف سے غیر مبہم الفاظ میں یہ یقین دلایا جائے کہ جنگ کے دوران میں خاکساروں کی سرگرمیاں صرف سوشل خدمات تک محدود رہیں گی اور کسی قسم کے فوجی انداز کے مظاہرے نہیں کیے جائیں گے تو مجھے پابندی دُور کرنے میں کوئی عذر نہیں۔"

(تہذیبِ نسواں، لاہور، جلد ۴۵، نمبر ۴۶، ۱۴، نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۲۴۴)

"مدراس، ۱۲ر نومبر: علامہ عنایت اللہ المشرقی نے یہاں ایک بیان کے دوران میں کہا کہ وزیر اعظم پنجاب کی بیان کردہ شرائط پر خاکسار پوری طرح عمل کریں گے۔ اس ضمن میں سر سکندر کی اُس تقریر کا حوالہ ضروری ہے جو ۴ر نومبر کو پنجاب اسمبلی میں کی گئی۔"

(تہذیبِ نسواں، لاہور، جلد ۴۵، نمبر ۴۶، ۱۴ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۷۴۸)

○

"لاہور، وزیرِ اعظم پنجاب نے اسمبلی میں اعلان کیا تھا کہ دورانِ جنگ میں اگر خاکسار اپنی سرگرمیاں ترک کر دیں تو اُن سے پابندیاں دور کی جا سکتی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ علامہ مشرقی نے حاکمِ اعلیٰ خاکسارانِ پنجاب کو حکم دیا ہے کہ سر سکندر کے اس اعلان پر پوری طرح عمل کیا جائے اور جنگی کوششوں میں امداد دی جائے۔"

(لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۲۷، ۱۵ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۱۰)

○

"لائل پور ۱۰ر نومبر۔ سر سکندر حیات خاں وزیرِ اعظم پنجاب نے پراونشل مسلم لیگ کانفرنس لائل پور میں اعلان کیا کہ پنجاب اسمبلی کے حالیہ بیان کے بعد مجھے علامہ مشرقی کی طرف سے یہ یقین دلایا گیا کہ وہ اور اُن کی پارٹی میرے عائد کردہ قیود و شرائط پر پابند رہنے کے لیے تیار ہیں اور یہ کہ خاکساروں کے خلاف پابندی دور ہونی چاہیئے۔ علامہ مشرقی نے یہ لکھا ہے کہ میں اسی قسم کا ایک یقین دلانے

والا بیان حکومتِ ہند کے پاس بھی بھیج رہا ہوں۔ وزیرِ اعظم پنجاب نے یقین دلایا کہ اب حکومتِ پنجاب نے حکومت ہند کے پاس سفارش کی ہے کہ علامہ مشرقی کی طرف سے مشارٌ الیہ بیان موصول ہوتے ہی وہ خاکساروں کے خلاف عائد کردہ پابندیاں جلد دُور کر دے۔ سر سکندر نے اُمید ظاہر کی کہ پابندی جلد دور ہو جائے گی۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۷، ۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

"ہمیں یہ سُن کر مسرت ہوئی کہ وزیر اعظم صاحب نے لائل پور کانفرنس میں اعلان کر دیا ہے کہ وہ حکومتِ ہند سے سفارش کر چکے ہیں اور اُنہیں اُمید ہے کہ (خاکساروں پر سے) پابندی بہت جلد اُٹھالی جائے گی۔"

(مولانا غلام رسول مہر، شذرہ، انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۹، ۲۲ نومبر ۱۹۴۲ء، ص۳)

"لاہور ۷ جنوری: کل رات علامہ مشرقی بانیٔ تحریکِ خاکسار لاہور پہنچ گئے ہیں.... یاد رہے کہ مرحوم سر سکندر حیات نے لائل پور ہی میں اعلان کیا تھا کہ خاکسار تحریک پر سے پابندیاں دور ہو گئی ہیں۔ علامہ صاحب مدراس میں نظر بند تھے۔ حکومت نے نظر بندی کے احکام واپس لے لیے ہیں۔"

(لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۳۳، ۸ جنوری ۱۹۴۳ء، صفحہ ۴)

"لائل پور ۱۹۰، نومبر: مسلمانوں کو اِس وقت تین چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔ علم، تجارت اور تلوار۔ یہ تین چیزیں قوم کی بُنیاد ہیں، انہیں حاصل کرو۔"
یہ وہ پیغام ہے جو قائدِ اعظم محمد علی جناح نے پنجاب مسلم لیگ کانفرنس لائل پور کے افتتاحی اجلاس میں تقریر فرماتے ہوئے مسلمانانِ پنجاب کو دیا۔ قائدِ اعظم نے تقریر اُردو میں فرمائی۔ آپ نے آغاز میں مسلمانانِ لائل پور کو اِس کانفرنس کی کامیابی پر مبارک دی۔ قائدِ اعظم کی لفظ بہ لفظ تقریر یہ ہے: برادرانِ ملت! اَب اِس کانفرنس کی کارروائی ختم ہونے کا وقت آگیا ہے۔ آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ اتنے کم وقت کے اندر لائل پور کے مسلمانوں اور ہمارے کارکنوں اور رضاکاروں نے جو کوشش کی، اُس کا یہ نتیجہ نکلا کہ یہ کانفرنس پوری طرح کامیاب رہی۔ اب آپ سے میری یہ درخواست ہے کہ یہ جوش جو مَیں دیکھ رہا ہوں، ایسا نہ ہو کہ میرے جانے کے بعد ختم ہو جائے (کبھی نہیں ہو سکتا کے نعرے)۔ آپ نے اپنی کوششوں کا نتیجہ دیکھ لیا۔ آپ کے صدرِ استقبالیہ کمیٹی نے یہ خوش خبری سُنائی ہے کہ جب میرا نام آیا تو سب ایک ہو گئے۔ چھوٹا بڑا بچہ بوڑھا، مرد عورت سب ایک ہو گئے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ برادرانِ ملت! آپ نے دُنیا کو بتا دیا ہے کہ پنجاب کا مُسلمان کیا کر سکتا ہے؟ اگرچہ مَیں آپ کا پریذیڈنٹ ہوں، مگر تاہم ایک آدمی ہوں۔ اگر آپ میرے لیے ایک ہو سکتے ہیں تو پاکستان کے لیے جو آپ کا قومی نصب العین ہے، جو آپ کی زندگی اور موت کا سوال ہے، کیوں ایک نہیں ہو سکتے۔ آپ اپنی ملت کے لیے کیوں ایک نہیں ہو سکتے؟ آپ اپنی قومی جماعت مسلم لیگ کے لیے

کیوں ایک نہیں ہو سکتے ؟ (تالیاں)

قائدِ اعظم نے مسلمانوں کو لیگ کے تعمیری پروگرام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ : زمانہ نازک ہے، مشکلات بہت ہیں ۔ ہمیں بہت سی چیزوں کی ضرورت ہے ۔ اوّل چیز جس کی ہمیں ضرورت ہے علم اور تعلیم ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ آج دُنیا میں قلم کی جو اہمیت ہے، وہ تلوار کی بھی نہیں ۔ اگر آپ نے علم اور تعلیم حاصل نہیں کی، آپ کے ہاتھ میں قلم نہیں ہے تو آپ تلوار کو بھی کام میں نہیں لا سکتے ۔ اگر ہم نے علم حاصل کیا تو ہم دُنیا کی ہر قوم کا مقابلہ کر سکتے ہیں ۔ دُنیا کی ہر قوم سے برابری کر سکتے ہیں ۔ یہ ہے علم، یہ ہے تعلیم ۔

اس کے علاوہ پیٹ کے لیے بھی کچھ چاہیئے ۔ آپ کو روپے کی ضرورت ہے ۔ صرف لائل پور ہی میں نہیں، اس ضلع ہی میں نہیں، جہاں جایئے مسلمان غریب ہیں ۔ میں آج کل دورہ کر رہا ہوں ۔ آج یہاں، کل وہاں ۔ میں جہاں بھی گیا، مسلمانوں کی اقتصادی حالت گری ہوئی پائی ۔ اس کا ایک سبب ہے ؟ اس کا سبب یہ ہے کہ ہم نے اس کی طرف توجہ نہیں کی، دوسری قومیں آگے بڑھ گئیں اور ہم پیچھے رہ گئے ۔ کانگرس ایک بڑا ادارہ ہے ۔ سوچیے، انہیں پیسے کہاں سے ملتے ہیں ؟ غریب دیتے ہیں ؟ غریب نہیں دیتے ۔ ارے بھائی ! غریب کہاں سے دیں ؟ اُن کے پاس تو پیسے ہی نہیں ۔ میں نے اپیل کی، غریبوں نے پیسے بھیجے ۔ کسی نے آٹھ آنے، کسی نے چار آنے ۔ اُنہوں نے کہا ہمارے پاس پیسے کہاں ہیں ؟ ہم غریب ہیں، ہماری جانیں حاضر ہیں ۔ پیسے کون دیتا ہے ؟؟ بڑے بڑے سرمایہ دار، کارخانے دار، نواب، زمیندار اور سب سے

بڑھ کر جنہیں ہم انگریزی میں کامرس اور انڈسٹری کے سردار کہتے ہیں۔ وہ پیسے دیتے ہیں، وہ دے سکتے ہیں اور کوئی نہیں دیتا اور کوئی نہیں دے سکتا۔ کانگرس کو چھپے چھپے پیسے آتے ہیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ کون دیتا ہے اور کیسے خرچ ہوتے ہیں؟ لاکھوں کروڑوں آتے ہیں، اس لیے کہ اُن میں ہزاروں برلا، ہزاروں ڈلمیا ہیں۔ ہم میں ایک بھی نظر نہیں آتا۔ آپ کی قوم کی دوسری ضرورت اقتصادی ہے۔ تیسری ضرورت تلوار کی ہے یہ بھی آپ کی قوم کی ضرورت ہے۔ قوم کی تعمیر کے لیے یہ ضروری ہے، اپنی حفاظت کے لیے۔ یہ ہیں آپ کی تین ضرورتیں: علم، تجارت اور تلوار، یہ ہے قوم کی بُنیاد!

اب دوسری طرف آیئے۔ میں نے آپ سے کہا ہے کہ زمانہ نازک ہے۔ ہمیں خوب سوچ کر قدم اُٹھانا چاہیئے۔ غور کر کے مشورہ کر کے ایسا قدم اٹھاؤ کہ پھر پیچھے نہ ہٹنا پڑے۔ ایسا مت کرو کہ تم نے دس قدم اُٹھانے کا فیصلہ کیا اور نتیجہ یہ ہُوا کہ دس قدم آگے بڑھنے کے بجائے آپ کو دس قدم پیچھے ہٹنا پڑا۔ ایسا فیصلہ کرو کہ ہم ایک قدم آگے بڑھیں گے مگر یہ یقین ہونا چاہیئے کہ اب یہ قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے۔ پانچ سال سے لیگ کی یہی پالیسی ہے۔ پانچ سال سے ہم نے کوئی قدم ایسا نہیں اُٹھایا جس سے ہم پیچھے ہٹے ہوں۔

قائدِاعظم نے فرمایا: اب پاکستان کے سوال کو لو۔ یہ سوال بالکل واضح ہے۔ بچہ بچہ جانتا ہے کہ پاکستان کیا ہے۔ میں آپ کو سی۔پی کا ایک قصہ سُناتا ہوں۔ بارہ سال کا بچہ پاکستان کا نعرہ لگا رہا تھا۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ پاکستان کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ ہماری حکومت۔ میں نے اُس سے

پوچھا کہ یہ حکومت کہاں قائم کرو گے ؟ اُس نے کہا بنگال ، پنجاب ، (سرحد) اور سندھ میں ۔ مَیں نے پھر پوچھا وہاں کیوں ؟ اپنے صوبے میں یہ حکومت قائم کیوں نہیں کرتے ؟ وہ کچھ گھبرا گیا ، مگر دو منٹ بعد اُس میں ہمت آگئی اور اُس نے کہا کہ اِس لیے کیونکہ وہاں ہماری اکثریت ہے ۔ مَیں کہتا ہوں جب بچے سمجھتے ہیں کہ پاکستان کیا ہے ، تو یہ بڑے بڑے ہندو اور یہ بڑے بڑے اخبار کیوں جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم نہیں سمجھتے کہ پاکستان کیا ہے ؟ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ مجھ سے بھی بہتر سمجھتے ہیں کہ پاکستان کیا ہے ؟ مگر وہ سمجھنا نہیں چاہتے ۔ وہ چال چلتے ہیں ۔ یہ فریب بازی اِس لیے ہے کہ مسلمانوں کو کسی طرح پھندے میں پھنسایا جا سکے ۔"

(انقلاب ، لاہور جلد ۱۷ ، نمبر ۲۴۰ ، ۲۱ ، نومبر ۱۹۴۲ء ، صفحہ ۱)

○

" لائل پور ، ۱۹ ، نومبر : (قائدِ اعظم نے مزید فرمایا) ایک اور بات مَیں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں ۔ اگر آپ نے مسلم لیگ کے ذریعے یہ دکھا دیا کہ یہ ملت ایک ہے تو وزارتیں ہم بنائیں گے ، وزارتیں ہمیں نہیں بنائیں گی ۔ وزیروں کو ہم نکال سکیں گے ، وزیر ہمیں نہیں نکالیں گے ۔ یہ مت سمجھ کو مسلم لیگ وزیروں کے لیے ہے ، وزیر مسلم لیگ کے لیے ہیں ۔ آپ کو سمجھ لینا چاہیئے اور وزیروں کو بھی کہ وہ وزیر نہیں بن سکتے ، سوائے ہمارے حکم کے ۔ اگر آپ نے مسلم لیگ کو مضبوط کر دیا تو ہم اِس صوبے میں سب کچھ کر سکتے ہیں ۔ اب اِس صوبے

میں جان آ رہی ہے۔ یہ سمجھیے کہ جادو ہو گیا ہے۔ اب اس پیغام کو سارے صوبے میں لے کر پھرو۔ ہر مسلمان کو مسلم لیگ کا ممبر بناؤ، ارادہ کر لو جو ہم سے ہو سکے گا کریں گے۔ سچے دل سے، ایمان داری سے قوم کے لیے جو کوشش ہو سکتی ہے کرو۔ مجھے کوئی شبہ نہیں کہ ان شاء اللہ پاکستان بن کر رہے گا:

اس کے بعد قائدِ اعظم نے خاکساروں کے متعلق کہا کہ: میری ہمدردی ہمیشہ اُن کے ساتھ رہی ہے۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ ان پر سے پابندیاں اُٹھ جائیں۔ خیر، یہ قصہ بڑا لمبا ہے۔ مرکزی اسمبلی کی قرارداد کے بعد اور سر سکندر کے بیانوں کے اعلان کے بعد مجھے امید ہے کہ یہ پابندیاں اُٹھ جائیں گی اور خاکسار آزاد ہوں گے مگر میں خاکسار بھائیوں سے اپیل کروں گا کہ وقت نازک ہے۔ ایک پلیٹ فارم اور ایک جھنڈے تلے کام کرو۔ ہم میں صرف ایک پارٹی ہونی چاہیئے۔ یہ اعلان کرو کہ ہم اس ملک میں آزادی اور عزت سے رہنا چاہتے ہیں۔ ہم ایسی حکومت کبھی قبول نہ کریں گے جس کا مقصد ہماری غلامی اور ہندو کی آزادی ہو۔ آخر میں قائدِ اعظم نے پھر یہ اپیل کی کہ اس جوش کو ٹھنڈا نہ ہونے دو۔ (اورینٹ پریس)"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۴، ۲۱ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۴)

Speech at the Punjab Muslim League Conference.
Lyallpur, Novmber 19, 1942.

Befor the conference concluded, Mr. Jinnah addressed in Urdu, congratulating the Muslims of Lyallpur on the success of the conference and their enthusiasm, which he hoped would not subside after his departure. He stressed the necessity of educational and economic uplift of the Muslim community and referred to financial handicaps of the League ow'ng to the absence of Birlas and Dalmias in the Muslim community.

He declared that they might stand in need of sword to prevent any aggression on their rights and emphasized the importance of gradual advance so that it might not be necessary to retract any step taken by them. He advised them to unite, for if they became sufficiently powerful they would be able to make and unmake ministries.

"Ministers," he declared, "must understand that they cannot remain in office w ithout our consent." Mr. Jinnah was glad that there had been an awakening in the punjab and advised them to carry the League message to every corner of the province and organise primary Leagues in villages. If they acted on his advice he was confident that they would succeed in establishing Pakistan.

Mr. Jinnah expressed his full sympathy with Khaksars and recalled the efforts made by the League for the removal of the ban on Khaksar organisation, culminating in Sir Sikander's announcement in the open session of the conference that the Punjab Government had no objection to the removal of the ban. He expected the ban would be removed and Allama Mashriqi would be a free man shortly. He hoped that the Khaksars would come under the League flag and work in co-ordination with it, as they were passing through critical times and unity among Muslims was essential.

Concluding he declared, "We want to live honourably in this country and will never tolerate any government in which we are reduced to serfdom."

[SPEECHES AND WRITINGS OF MR. JINNAJ, Edited by Jamil-ud-Din Ahmad, Lahore 1968, Vol. I, p. 470-71]

○

"لائل پور، ۱۰ر نومبر: جناب خواجہ ناظم الدین رکن مجلسِ عاملہ مسلم لیگ نے پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کے اجلاس منعقدہ لائل پور میں بتاریخ ۱۰ر نومبر مندرجہ ذیل خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا۔ اس میں آپ نے ابتداً اس بات پر کانفرنس کے کارکنان کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے صدارت کے لیے خواجہ صاحب

کو چُنا۔ اس کے بعد کانفرنس کی اہمیت کو واضح کرنے کے بعد نواب سرشاہنواز مرحوم کی وفات پر اظہارِ تعزیت اور اُن کے جواں سال بیٹے کی اسلامی خدمات کو سراہا، پھر مُسلم لیگ کی طاقت و قوت کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ مسلم لیگ نے گزشتہ پانچ چھ سال میں کتنا کام کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ اگرچہ ابھی تک ہم میں جعفر اور صادق موجود ہیں لیکن ہمیں اُن کی سرگرمیوں سے بے نیاز رہ کر اپنا کام جاری رکھنا چاہیئے۔ ازاں بعد آپ نے کہا: ہماری خوش نصیبی ہے کہ تمام مسلم وزرائے پنجاب، لیگ کے ارکان ہیں اور آپ کے وزیرِ اعظم تو ماشاءاللہ مسلم لیگ کے زبردست حامی اور پورے پورے مؤید ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ مُسلم لیگ کی تنظیم کو مکمل اور طاقتور بنانے کے لیے آپ کے وزیرِ اعظم کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھیں گے۔

اس کے بعد آپ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ کی طاقت کو بڑھائیں اور محلہ محلہ، شہر شہر اور گاؤں گاؤں دفاعی کمیٹیاں قائم کریں۔ آپ نے علامہ اقبال مرحوم کی روحِ پاک کو فاتحہ پہنچانے کے بعد فرمایا کہ پاکستان کا تخیل انہوں نے ہی پیش کیا۔ مسلمان اُن کے اس احسانِ عظیم کو ہرگز فراموش نہ کریں گے۔ اس کے بعد آپ نے پاکستان اور عارضی قومی حکومت کے قیام کا مسئلہ زیرِ بحث لانے کے بعد پاکستان اور غیر مسلموں کا بھی ذکر کیا اور اور بیان کیا کہ ہمیں غیر مسلم جماعتوں کو یقین دلانا چاہیئے کہ پاکستان کی اسکیم من حیث الکل تمام ہندوستان کی بہتری اور بہبودی کے لیے ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر ہمارے غیر مسلم بھائی ٹھنڈے دل سے اس مسئلے پر غور

فرمائیں تو اُن پر حقیقتِ حال روشن ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر پنجاب کے سکھ بھائیوں کا مسئلہ ہی لیجئے۔

اس سال سکھ حضرات کا ایک نمائندہ گورنمنٹ آف انڈیا میں لیا گیا ہے، لیکن اس سے پہلے تو کبھی ایسا نہیں نہیں کیا گیا۔ آل انڈیا کانگرس کی ورکنگ کمیٹی میں بھی اُن کی کوئی آواز نہیں، انہیں کوئی خاص اثر حاصل نہیں، یعنی آل انڈیا اداروں میں اُنہیں مؤثر نیابت نہیں مل سکتی، لیکن اپنے صوبے پنجاب میں گذشتہ بیس سال سے کابینہ وزارت میں نہ صرف یہ کہ اُن کا نمائندہ ہی موجود نہیں رہا ہے، بلکہ اس کابینہ کی پالیسی وضع کرنے میں انہیں مؤثر اقتدار حاصل رہا ہے۔ اب تمام ہندوستان کے لیے ایک مرکزی حکومت بنے تو ہمارے سکھ بھائیوں کو وہ اثر و رسوخ کبھی بھی حاصل نہ ہو سکے گا جو اپنے صوبے میں حاصل ہے اور حاصل رہے گا۔ شمال مغربی پاکستان کی فیڈرل (وفاقی) حکومت میں سکھ بھائیوں کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہی بات سندھ اور شمال مغربی سرحدی صوبے کے ہندو بھائیوں کی خدمت میں پیش کی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ بات کہیں زیادہ اثر و طاقت سے اُن کے معاملے پر بھی حاوی ہے۔

پاکستان کی اسکیم کے ماتحت غیر مسلموں میں سے بنگال کے ہندو بھائیوں کو سب سے زیادہ فلاح و بہبود حاصل ہوں گے۔ اگر ہندوستان میں ایک آزاد خود مختار حکومت قائم ہو جائے تو یہ امر محلِ نظر رہ جاتا ہے کہ ہندوستان کی مسلح افواج میں بنگال کے ہندوؤں کو مؤثر تعداد میں بھرتی بھی کیا جائے گا یا

نہیں ہ تجارت وصنعت پر تو بمبئی کا صوبہ چھایا ہوا ہے اور آئندہ بھی وہی چھایا رہے گا۔ اب اگر بنگال آزاد اور خود مختار ہو جائے تو بنگال کی تمام مسلح افواج کے ہر شعبے اور ہر محکمے میں ہندو نوجوان کو آزادانہ بھرتی کیا جائے گا۔ ان پر کسی قسم کی پابندی یا رکاوٹ نہیں ہوگی، پھر صنعت و حرفت اور تجارت میں بھی بنگال کے ہندوؤں کو بے اندازہ مواقع حاصل رہیں گے، ان کے ارتقاء کا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے۔ صوبے کے تعمیری ارتقاء کا ہر میدان پورا کا پورا ان کے لیے کھلا ہوگا۔ اُن کے ارتقاء کا اندازہ ناممکن اور ان کی ثروت و امارت کا حساب دشوار ہے۔ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے دوش بدوش کام کریں گے اور اپنی قسمت کے آپ مالک ہوں گے۔ انہیں جوٹ (پٹ سن) کی فصل خریدنے یا نمک کی صنعت کو ترقی دینے کے لیے مالیات حاصل کرنے میں دوسروں کا دست نگر نہیں ہونا پڑے گا۔ بنگال میں لوہا ہے، بنگال میں کوئلہ ہے، بنگال میں چائے ہے۔ بنگال میں جوٹ ہے۔ بنگال کا مستقبل تو وہ شاندار مستقبل ہے جو ہندوستان کے چند صوبوں کو ہی نصیب ہو سکے گا۔

پھر ہمارے غیر مسلم بھائیوں کو اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ ہم ان صوبوں میں جہاں ہندو بھائیوں کی اکثریت ہے، مسلمانوں کے لیے کچھ تحفظات مانگتے ہیں اور وہی تحفظات ہم اپنے غیر مسلم بھائیوں کو مسلم اکثریت والے صوبوں میں دے رہے ہیں۔ چونکہ ہم پورے غور و فکر اور کامل تدبر سے یہ انتظام کر رہے ہیں کہ مسلم اقلیت والے صوبوں میں مسلمانوں کے حقوق محفوظ رہیں اور انہیں کوئی بھی گزند نہ آنے پائے، اس لیے قدرتی

طور پر مُسلم اکثریت والے صوبوں میں غیر مسلم اقلیتوں کو وہی تحفظات اور حقوق دیے جائیں گے جو مسلمانوں کیلیے ہم حاصل کریں گے ، لیکن ان تمام باتوں سے جو میں نے اب تک عرض کی ہیں ، ایک بات بہت زیادہ اہم ہے ۔

ہم ہندوستانیوں کے دل میں ، ہم اس سے کہ وہ کسی مذہب کا پیرو ہو یا کوئی ذات پات رکھتا ہو ، ہندوستان کی آزادی کی لگن سب سے زیادہ اہم اور سب سے بالا ہے ۔ یہ بدنصیبی نہیں تو اور کیا ہے کہ اگرچہ ہمارا مقصد ایک ہی ہے لیکن ہم ہندوستان کی آزادی کے لیے ایک مشترکہ مطالبہ اب تک نہیں پیش کر سکے ہیں ۔ تیس چالیس برس سے سیاسی آزادی کے لیے جد و جہد جاری ہے لیکن نتائج ، مساعی کے مساوی نہیں ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ واقعاتِ حالیہ نے اکثر و بیشتر ہندوستانیوں کو پورے طور پر یقین دلایا ہو گا کہ جب تک ہندو اور مسلمان متحد اور متفق نہیں ہوں گے ، اُس وقت تک ہم اپنے سیاسی مقصد کے حصول میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے ۔

گذشتہ پانچ برس میں مسلم ہندوستان نے نہایت غیر مشتبہ اور قطعاً واضح طور پر یہ کہہ دیا ہے کہ جب تک مسلمانوں کو اُن کی اپنی آزادی اور خود مختاری کا یقین نہیں دلایا جائے گا ، ان کی تائید اور اُن کا اشتراکِ عمل حاصل نہیں ہو سکے گا ۔ ہر دیانت دار غیر مسلم پورے وثوق اور دل سے جانتا ہے کہ تمام مسلم ہندوستان اس اَمر پر متفق اور متحد الخیال ہے اور مُسلم ہندوستان کا مطالبہ نہایت واضح اور حتمی ہے ۔ آل انڈیا مُسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے بمبئی میں جو قرار داد منظور کی ہے ، وہ بالکل واضح اور صاف ہے ، اس میں کسی شبے اور

ابہام کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

کانگرس نے ہندوستان کی آزادی حاصل کرنے کے لیے تقریباً تمام ذرائع استعمال کر ڈالے ہیں۔ اب کانگرس اتنا اور کر دیکھے کہ وہ مسلمانوں کے مطالبے کو تسلیم کرلے اور ہندو اور مسلمان متحد ہو کر ایک متحدہ کوشش کر دکھائیں۔ میں کانگرس اور ہندو مہاسبھا کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمان نہ صرف اپنے ہندو بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑے نظر آئیں گے بلکہ وہ سعی و جدوجہد میں پیش پیش ہوں گے اور حصولِ مقصد کے لیے ہر ممکن قربانی میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے بلکہ ان شاء اللہ بہت آگے نظر آئیں گے۔

آپ مسلم ہندوستان سے یہ کس طرح توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ شریک سعی و جہد تو ہو لیکن اُس کے سامنے وہ چیز نہ ہو جس کے حصول کے لیے سعی و جہد میں جان اور روح پیدا ہو سکے۔ مسلمان ہندوؤں کو آزاد اور خود مختار بنانے اور ان کی آزادی کے بعد خود ہندو اثر و اقتدار کا غلام بنا رہنے کے لیے مصروفِ عمل نہیں ہو سکتا۔ مسلمان اپنی آزادی اور خود مختاری کا مطالبہ کرتا ہے اور اس کے حصول کے لیے وہ ہندوؤں کا ساتھ دے سکتا ہے اور ہر ممکن قربانی کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب حصولِ پاکستان، مسلمانوں کا اسلامی لائحہ عمل بن چکا ہے۔"

(انقلاب، لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۷، ۲۰ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۴)

لائل پور میں قائداعظم کا ورود

تاریخی جلوس ... ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کانفرنس

اطلاع

"لائل پور ۱۹ر نومبر: آج پراونشل مسلم لیگ کا آخری اجلاس ختم ہوگیا ہے۔
۱۸ر نومبر ۱۹۴۲ء کو قائدِ اعظم، کانفرنس کے صدر منتخب خواجہ سر ناظم الدین اور دوسرے
اکابر لائل پور ریلوے اسٹیشن پر پہنچے۔ اسٹیشن پر ہزار ہا مسلمانوں نے قائدِ اعظم
کا فلک شگاف نعروں سے استقبال کیا۔ قائدِ اعظم اور صدرِ منتخب کا ڈیڑھ میل
لمبا جلوس نکالا گیا جلوس ریلوے اسٹیشن سے ریل بازار اور بھوانہ بازار میں سے
گزرتے ہوئے عید باغ میں ختم ہوا۔ اکیاون دروازے تھے جو اکابرینِ
اسلام کے نام پر موسوم تھے۔ راستے میں چھتوں سے بے پناہ ہجوم نے پھولوں
کی بارش کی۔ قائدِ اعظم پر پھولوں کی بارش کرنے والوں میں ہندو، سکھ مرد و زن
بھی تھے۔ "کشمیر ہاؤس" کے سامنے قائدِ اعظم کی تواضع مٹھائی سے کی گئی۔ طشتری
پر دس دس روپے کے نوٹوں کا رومال تھا۔ بازار اور جلوس کی گزرگاہیں
عوام سے بھری ہوئی تھیں۔ آخر ساڑھے پانچ بجے یہ شاہانہ جلوس ختم ہوا
اور عید باغ میں قائدِ اعظم نے عَلَمِ اسلامی لہرایا۔ اس موقع پر آپ نے مختصر
تقریر میں مسلمانوں کو ایک جھنڈے کے نیچے مجتمع ہونے کی تلقین فرمائی۔

رات کے ساڑھے نو بجے کانفرنس کا کھلا اجلاس شروع ہوا۔ میونسپل کمیٹی،
کرسچین ایسوسی ایشن، اچھوت ایسوسی ایشن، مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن اور دوسرے
اداروں کی طرف سے قائدِ اعظم کی خدمت میں سپاسنامے پیش کیے گئے، جن
کا جواب دیتے ہوئے آپ نے پاکستان کی غرض و غایت بیان کی۔ میاں
عبدالباری صدر مجلسِ استقبالیہ اور خواجہ سر ناظم الدین صدر کانفرنس نے اپنے
طویل مگر پُر از معلومات خطبے پڑھے۔ خلیق قریشی صاحب نے قائدِ اعظم کا

خیر مقدم کرتے ہوئے ایک نظم پڑھی جو بہت پسند کی گئی۔ اخیر میں آنریبل سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب نے تقریر ارشاد فرمائی۔ آپ نے کہا:

"مسلم لیگ کا لاہور ریزولیوشن واضح اور غیر مبہم ہے۔ مسلم اکثریت کے صوبوں میں اقلیتوں کے ساتھ بہتر ہی نہیں، روادارانہ سلوک کیا جائے گا۔" آپ نے قائد اعظم کی ذاتِ گرامی سے اپنی وابستگی ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ قائد اعظم کے سپاہی اور مسلم لیگ کے وفادار رہیں گے۔ آپ نے کانفرنس کے منتظمین کو مبارکباد دیتے ہوئے چودھری رحمت علی صاحب کی علالت پر افسوس کا اظہار کیا اور چودھری صاحب نے مسلم لیگ کی جو خدمات سرانجام دی ہیں، انہیں سراہا۔

۱۸ر نومبر کو دس بجے پنڈال میں مسلم لیگ ڈیفنس کمیٹی کا اجلاس زیر صدارت سید ذاکر علی صاحب منعقد ہوا۔ بعد دوپہر مستورات کا جلسہ زیر صدارت ہمشیرہ محترمہ قائد اعظم منعقد ہوا۔ شام کے پانچ بجے معززین ضلع لائل پور کی طرف سے قائد اعظم کو قیصری باغ میں شاندار دعوتِ چائے دی گئی جس میں ہر مذہب و ملت کے عمائد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ سردار بہادر دلباغ سنگھ نے باشندگانِ ضلع لائل پور کی طرف سے قائد اعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ دعوت بڑی شاندار تھی۔ پروفیسر غلام رسول نے مسمریزم، شعبدہ بازی سے حاضرین کو دنگ کیا۔ رات کو کانفرنس کا کھلا اجلاس ہوا۔

آخری اجلاس ۱۹ر نومبر کو ۱۰ بجے صبح منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں چودھری منظور احمد سیکرٹری میونسپل کمیٹی نے اپنی شاندار نظم پڑھی۔ اجلاس

میں متعدد قرار دادیں منظور کی گئیں اور اخیر میں قائدِ اعظم نے اُردو زبان میں مفصل تقریر فرمائی۔ آپ نے حالاتِ حاضرہ پر بحث کرتے ہوئے عوام کو ایک دوسرے کے قریب ہونے کی تلقین کی اور حاضرین کو یقین دلایا کہ پاکستان ہی ہماری سیاسی اُلجھنوں کا واحد حل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قوم کی تعمیر کے لیے علم، تجارت اور تلوار حاصل کرو۔

کانفرنس ہر لحاظ سے غیر معمولی طور پر کامیاب رہی۔ جلوس میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ کانفرنس کے وسیع پنڈال میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ قائدِ اعظم کی خدمت میں گیارہ ہزار روپے کی تھیلیاں باشندگانِ ضلع کی طرف سے پیش کی گئیں۔ آپ نے جالندھر اور لائل پور کی کانفرنسوں پر اظہارِ مسرت فرمایا۔ اس کانفرنس سے ضلع لائل پور کے مسلمانوں میں زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی ہے اور اس عظیم الشان کامیابی کے لیے لائل پور اور مسلم لیگ کے ارکان ہزار مبارک باد کے مستحق ہیں۔"

(لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۴۸، ۲۲ر نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۲)

"لائل پور، ۱۹ر نومبر: پنجاب مسلم لیگ کا سہ روزہ سالانہ اجلاس آج ختم ہو گیا۔ خواجہ سر ناظم الدین کی صدارت میں ایک قرارداد، پاکستان پر یقین اور مبنی قراردادِ لاہور کی تصدیق کے طور پر مسٹر ابو سعید انور نے پیش کی۔ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی۔ مولانا عبدالحامد، مولانا جمال میاں اور دوسرے مقررین نے اس کی تصدیق کی۔

آج کے اجلاس میں ایک قرار داد خاکساروں کے متعلق تھی، دوسری جھٹکے کے متعلق۔ ملازمتوں میں مسلمانوں سے بے انصافی کے متعلق بھی ایک قرار داد منظور ہوئی۔ کشمیر سے متعلق قرار داد میاں بشیر احمد نے پیش کی۔ ایک قرار داد عراق، ایران اور شام و فلسطین کے متعلق تھی۔ ان قرار دادوں کے حق میں شیخ کرامت علی ایم۔ ایل۔ اے، میاں بشیر احمد ممبر مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی، خواجہ صمد ایم۔ ایل۔ اے، پیر ذکاء اللہ، مسٹر عظمت علی واسطی، مرزا منیر اللہ، چودھری عظمت اللہ نے تقریریں کیں۔ (ا۔پ)"

(انقلاب لاہور جلد ۱۷، نمبر ۲۲۸، ۲۱ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶)

○

"سول" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ بدھ کے دن پراونشل لیگ کانفرنس (لائلپور) کے اجلاس میں خان بہادر شیخ کرامت علی نے فرمایا کہ پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی موجود ہے تو حاضرین کے ایک حصے نے اس کے خلاف شور مچایا۔ اگر یہ خبر درست ہے تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ شور مچانے والے اصحاب کون تھے لیکن اُن کی بےخبری یا تجاہل یقیناً موجبِ حیرت ہے۔ خان بہادر شیخ کرامت علی خود اسمبلی کے ممبر ہیں وہ اسمبلی کے حالات کو اُن اصحاب سے یقیناً بہتر جانتے ہیں، جنہوں نے بقول نامہ نگار "سول" شور مچایا۔ مع ہٰذا آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلسِ عاملہ کے رکن بھی ہیں۔ پنجاب اسمبلی کے کل مسلمان ممبر ۸۹ ہیں۔ ان میں سے اگر اسپیکر صاحب کو الگ کر دیا جائے جن کے عہدے کا تقاضا یہ ہے کہ کسی پارٹی سے تعلق نہ رکھیں تو بقیہ ممبروں میں سے چند افراد کے سوا سب کے سب لکھنؤ کانفرنس

کے بعد بھی لیگ کے حلف نامے پر دستخط کر چکے ہیں۔ لہذا کوئی وجہ نہیں کہ انہیں لیگ پارٹی کے ارکان نہ سمجھا جائے۔ یہ حقیقت بھی سب پر واضح ہے کہ خالص اسلامی معاملات کے متعلق مشوروں کے سلسلے میں یہ ممبر اپنے علاحدہ جلسے کرتے رہے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ خان بہادر شیخ کرامت علی کے محولہ بالا بیان کو چیلنج کرنے والے اصحاب کی غرض کیا تھی؟......"

(مولانا غلام رسول مہر، شذرہ، انقلاب لاہور، جلد ۱۷، نمبر ۲۴۹، ۲۲ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۳)

○

"چک جھمرہ، ۲۰ نومبر: آج جامع مسجد چک جھمرہ میں جلسۂ تعزیت منعقد ہوا جس میں قصبے کے علاوہ مضافات کے مسلمانوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جلسے میں میاں فیض محمد صاحب گورہ[1] کی بے وقت وفات پر اظہارِ افسوس کیا گیا اور مرحوم کے خاندان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ (حکیم جمال الدین، چک جھمرہ)"

(لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۲۹، یکم دسمبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۱۰)

---

[1] میاں فیض محمد صاحب گورہ، مسلم لیگ کانفرنس کے سلسلے میں لائل پور تشریف لائے ہوئے تھے اور یہیں اُن کا انتقال (حرکت قلب بند ہونے) سے ہوا۔ مرحوم غریبوں کے ہمدرد اور قومی اور ملی کاموں میں سرگرم کارکن تھے۔ ہمیں اس صدمۂ جانکاہ میں مرحوم کے لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔" (ادارہ)
(لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۲۹، یکم دسمبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۱۰)

"لاہور، ۲۰؍ نومبر: آج رات کے نو بجے پاکستان پارک بیرون دہلی دروازے میں ایک لاکھ مسلمانوں کے مجمع میں قائدِ اعظم نے ایک تقریر کی جس میں آپ نے فرمایا کہ "ایک آواز سے ایک پلیٹ فارم پر ایک جھنڈے تلے جمع ہو جائیے۔ آپ بہت کم عرصے میں پاکستان حاصل کر لیں گے۔ پانچ سال پہلے مسلمانوں کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا مگر آج ساری دنیا میں مسلمانوں اور مسلم لیگ کا نام بلند ہے۔ ہندو مسلمانوں کو غلام بنا کر ان پر حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ مگر ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔"

(تہذیبِ نسواں، لاہور، جلد ۴۵، نمبر ۴۸، ۲۸؍ نومبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۸۰)

○

"لاہور، ۲۰؍ نومبر: آج رات کے ۹ بجے پاکستان پارک بیرون دہلی دروازہ میں ایک وسیع شامیانے میں سٹی مسلم لیگ کے زیرِ اہتمام مسلمانانِ لاہور کا ایک عدیم النظیر پبلک جلسہ منعقد ہوا...... قائدِ اعظم کی تقریر سننے کے لیے عوام کے اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ لوگ مقررہ وقت سے بہت پہلے ہی جلسہ گاہ میں پہنچ چکے تھے۔ جلسہ گاہ سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ لوگوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ ہزاروں سامعین شامیانے کے باہر باغ میں اور سینکڑوں سڑک پر کھڑے تھے۔ اسٹیج کے پیچھے مستورات کے لیے پردے کا انتظام تھا اور خواتین کافی تعداد میں موجود تھیں۔ اندازہ ہے کہ حاضرین کی تعداد ایک لاکھ سے بہت متجاوز تھی۔ دس بجے کے قریب قائدِ اعظم تشریف لائے تو عوام میں جوش و ہیجان کی لہر دوڑ گئی۔ قائدِ اعظم نے اردو

میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی طرف سے جس جوش و محبت کا مظاہرہ ہو رہا ہے، وہ آپ کی زندگی کا ثبوت ہے۔ گزشتہ سات آٹھ روز سے میں نے آپ کے اتحاد و تنظیم کے جو مظاہرے دیکھے ہیں، وہ اس بات کے آئینہ دار ہیں کہ پنجاب کے مسلمانوں میں جان آ گئی ہے۔"

(انقلاب، لاہور جلد ۱۱، نمبر ۲۴۹، ۲۲ نومبر، صفحہ ۱)

چشم و گوش کی شہادتیں، یادیں اور رودادیں

۱	جناب ظہور عالم شہید	۱۳۳
۲	چاچا اصغر	۱۳۵
۳	حکیم آفتاب احمد قریشی	۱۴۳
۴	پروفیسر ظفر اقبال	۱۵۴
۵	حاجی واحد بخش پروفیسر عصمت اللہ خاں	۱۶۴
۶	نواب غلام علی خاں آف کمالیہ	۱۶۶
۷	خلیق قریشی مرحوم	۱۷۱
۸	شیخ فیروز الدین کاشمیری پروفیسر خالد شبیر	۱۸۰
۹	عرفان چغتائی مرحوم	۱۸۷
۱۰	میاں فاروق احمد شیخ	۱۹۱
۱۱	سید غلام مصطفٰے شاہ گیلانی	۲۰۰
۱۲	جناب برکت دارا پوری	۲۰۶
۱۳	جناب ناسخ سیفی	۲۱۳
۱۴	میاں اکرام اللہ مرحوم	۲۲۴
۱۵	بیادِ شیخ فیروز الدین کاشمیری مرحوم	۲۲۸

(۱)

جناب ظہور عالم شہید

"لائل پور، رفتہ رفتہ لاہور کے بعد مسلم لیگ کا سب سے بڑا گڑھ بن رہا تھا، چنانچہ نومبر ۱۹۴۲ء میں پنجاب مسلم لیگ کا سالانہ سیشن لائل پور میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کانفرنس کی صدارت کے لیے قائدِ اعظم کو مدعو کیا گیا۔ قائد ٹرین میں لاہور سے لائل پور روانہ ہوئے۔ یہ ٹرین جس پلیٹ فارم پر بھی ٹھہرتی، ہزاروں مسلمان اپنے محبوب رہنما کے استقبال کے لیے موجود ہوتے۔ راستے میں قائدِ اعظم نے بعض مقامات پر استقبال کرنے والوں سے مختصر خطاب بھی فرمایا اور دیہاتیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اب دیہاتی مسلمان جس جوش اور جذبے کے ساتھ مجھے ملنے آئے ہیں" اس کے پیشِ نظر میں پورے یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کا قیام روک نہیں سکتی۔ قائدِ اعظم کو لائل پور ریلوے اسٹیشن سے شاندار جلوس کی صورت میں اُن کی قیام گاہ تک لایا گیا۔ ریل بازار میں الٰہ آباد بنک کے پاس کئی ہندو کانگرسی لیڈروں نے بھی ہاتھ ہلا کر قائد کو خراج ادا کیا۔ یہاں شیخ اقبال احمد نے "فاتح کانگرس" کا نعرہ لگایا جس کا جواب "زندہ باد" سے دیا گیا، لیکن قائدِ اعظم نے انگلی سے اشارہ کر کے ایسے نعرے لگانے کی ممانعت

کر دی ۔ ایک سال پہلے لاہور میں پاکستان اسپیشل کانفرنس کے موقع پر بھی قائد اعظم نے ریلوے اسٹیشن پر ایک پُرجوش اسٹوڈنٹس لیڈر مسٹر اشرف کو ایسے نعرے لگانے سے روک دیا تھا ، جس سے معلوم ہوتا تھا کہ قائد اعظم اپنے اُن سیاسی مخالفین کی بھی دل آزاری نہیں چاہتے تھے جنہوں نے قائد کے راستے میں زبردست رکاوٹیں پیدا کیں ۔"

قائدِ اعظم لائل پور میں غالباً کرنل حیات مرحوم کی کوٹھی میں ٹھہرے تھے۔ لائل پور میں ابھی ایسے بہت سے بزرگ ہوں گے جو یقین کے ساتھ اس بارے میں کچھ بتا سکیں[۱]....

---

[۱] شیخ فرزند الدین (ولادت ۱۸۹۱ء) کے علاوہ حکیم ملک محمد شریف (جولائی ۱۹۰۲ء) نے بھی جو ۱۹۴۲ء میں لائل پور مسلم لیگ کی شہری تنظیم کے سیکرٹری تھے اور ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۵ء تک صدر رہے بالیقین تصدیق فرمائی کہ قائدِ اعظم کرنل حیات ہی کے ہاں ٹھہرے تھے ۔ میاں فاروق احمد شیخ (۲۰ مئی ۱۹۲۴ء) اور میاں معین الدین باری (۱۹۲۱ء) نے بھی قائدِ اعظم کے ہمراہ جن کی تصویر اس کتاب کی زینت ہے کامل وثوق کے ساتھ راقم الحروف سے یہی فرمایا۔ (سید معین الرحمٰن)

(۲)

چاچا اصغرؒ

فون پر نہ تو بات ہو سکی، نہ مفصل بات ہو سکتی تھی۲۔ جہاں تک میرا حافظہ ساتھ دے رہا ہے۔ قائدِ اعظم مرحوم ۱۷ر نومبر ۱۹۴۲ء کے دن لائلپور تشریف لائے تھے۔ اُن کی تشریف آوری پنجاب مُسلم لیگ کے سالانہ جلسے کے سلسلے میں تھی جہاں عبدالباری مرحوم صدر مجلسِ استقبالیہ تھے اور اُن کے ارشاد کے مُطابق میں ایک دن پہلے لاہور چلا گیا تھا۔ قائدِ اعظم کے سیلون کا چارج میرے سُپرد تھا۔ قائدِ اعظم کا سیلون لاہور سے صبح ساڑھے نو بجے چلنے والی گاڑی کے ساتھ لگا دیا گیا۔ سوا نو بجے قائدِ اعظم، محترمہ مس فاطمہ جناح اور نواب افتخار حسین ممدوٹ مرحوم کے ہمراہ اسٹیشن پر

---

۱ چاچا اصغر، لائل پور کی معروف سماجی شخصیت۔ کارپوریشن لائبریری، لائل پور سے ایک چوتھائی صدی سے زیادہ کی وابستگی کے بعد ریٹائر ہوئے۔ ساٹھ پینسٹھ سال کے قریب عمر، ان دنوں کراچی میں ہیں۔ چاچا اصغر کے والد چاچا اکبر لائل پور شہر کے مسلم عائدین میں ایک خاص شہرت اور عزت کے مالک تھے۔

۲ لائل پور سے راقم الحروف اور پروفیسر افتخار احمد چشتی صاحب نے فون پر چاچا اصغر سے کراچی بات چیت کی تھی جہاں وہ آج کل مقیم ہیں۔ (سید معین الرحمٰن)

پہنچ گئے تھے۔ لاہور اسٹیشن پر خواجہ ناظم الدین مرحوم کا جو اس جلسے کے صدر منتخب تھے، انتظار تھا اور وہ فرنٹیر میل سے نوابزادہ لیاقت علی خاں مرحوم کے ہمراہ آنے والے تھے۔ چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر نوابزادہ لیاقت علی خاں نہ آسکے اور خواجہ ناظم الدین آگئے۔

سر حیات سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب کو بھی قائد اعظم کے ہمراہ لاہور سے (لائلپور) سیلون میں ہی آنا تھا لیکن وہ بھی نہ آئے۔ شیخ کرامت علی جو تقسیم کے بعد کابینہ میں شامل رہے اور میاں محمد انور یا میاں انور علی (مجھے صحیح نام یاد نہیں آرہا) جو بعد میں گورنر کے سینئر منسٹر بھی رہے (یہ اُن دنوں کی بات ہے۔ جب مغربی پاکستان میں گورنر راج قائم ہوا تھا) اور چند اور اصحاب بھی سیلون میں تھے۔ غالباً شاہدرہ کے اسٹیشن پر مشہور صحافی میاں محمد شفیع (م۔ش) بھی سیلون میں آگئے اور انہوں نے اُس دن کے اخبارات قائد اعظم کو دیے۔ "ٹریبیون" کی شہ سرخی تھی:

"SIKANDAR BALDEV PACT ANNOUNCED"

اخبار کی یہ سُرخی دیکھتے ہی قائد اعظم نے وہ اخبار نواب ممدوٹ کی طرف پھینک کر کہا:

"THAT'S WHY SIKANDAR HAS NOT COME"

اُس وقت سیلون میں سفر کرنے والوں کی تعداد پندرہ کے قریب ہو چکی تھی۔ اخبار دیکھنے کے بعد قائد اعظم کے چہرے پر کچھ عرصہ غصہ صاف نظر آتا رہا، لیکن جلد ہی وہ نارمل ہو گئے۔

لاہور سے لائل پور تک ہر اسٹیشن پر لوگوں کا ہجوم تھا اور ہر اسٹیشن پر لوگوں نے قائدِ اعظم کے ارشادات سننے کے لیے ضد کی اور ہر اسٹیشن پر قائدِ اعظم نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔ شیخوپورہ اسٹیشن پر کم از کم چار یا پانچ ہزار کا اجتماع تھا اور والنٹیرز (رضاکاروں) نے سروں پر A MPLIFIER اور SPEAKER باندھے ہوئے تھے، اور اس خیال سے کہ کہیں ایمپلی فائر کا رابطہ، بیٹری یا سپیکر سے منقطع نہ ہو جائے والنٹیرز نے اپنی کمروں میں بجلی کے تاروں سے نسبتاً چھوٹے رسے باندھ رکھے تھے۔ یہاں قائدِ اعظم کی خدمت میں باقاعدہ سپاسنامہ پیش کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی تین ہزار روپے کی تھیلی بھی پیش کی گئی۔ قائدِ اعظم نے کم از کم پندرہ منٹ لوگوں سے خطاب کیا۔

قائد کی تمام تقریروں کا لبِّ لباب یہ تھا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اور اس کا مقابلہ گاندھی، نہرو، پٹیل اور مالوی جیسے عیار سیاستدانوں سے ہے، لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ مسلم لیگ کو مضبوط سے مضبوط تر بنائے۔

گاڑی پر سانگلہ ہل اسٹیشن کے بعد رش ہوا، یہاں تک کہ جب گاڑی لائل پور پہنچی تو لوگ کھڑکیوں، دروازوں کے ڈنڈوں کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے۔ کچھ منچلے لوگوں نے تو گاڑی کے ڈبوں کے اوپر سے بڑے بڑے رسے دونوں طرف لٹکا دیے اور خود اُن کے ساتھ لٹک گئے۔ ۱۹۴۷ء میں گاڑیوں پر مہاجرین کا رش اس روز کے رش کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔

اسٹیشن سے قائدِ اعظم کے جلوس کا نظارہ قابلِ دید تھا۔ سڑک پر دونوں طرف ہجوم کی انتہا نہیں تھی۔ جلوس اسٹیشن سے روانہ ہو کر ریل بازار اور بھوانہ بازار سے ہوتا ہوا عید باغ (موجودہ "اقبال پارک") پہنچا۔ جہاں قائدِ اعظم نے پرچم کشائی کی اور وہاں سے (کوٹھی کرنیل صاحب) میاں حیات مرحوم کی کوٹھی بھی پہنچ گئے لیکن جلوس کا آخری سرا ابھی اسٹیشن پر ہی تھا۔

رات کو کھانا خالصہ کالج سے آگے سردار سمپورن سنگھ بیرسٹر کی کوٹھی پر تھا اور وہاں سے قائدِ اعظم سیدھے پنڈال میں پہنچے۔ میں نے اپنی زندگی میں لائل پور میں اس سے بڑا اجتماع آج تک نہیں دیکھا اور یہ اُس زمانے کی بات ہے جب لائل پور شہر کی آبادی ساٹھ ہزار کے قریب اور ضلع کی آبادی چھ یا سات لاکھ تھی۔

OPEN SESSION (کھُلے اجلاس) میں پہلے میاں عبد الباری نے خُطبۂ استقبالیہ پڑھا اور خواجہ ناظم الدین صاحب نے خُطبۂ صدارت پیش کیا۔ اس کے بعد مسلم لیگ کے علاوہ مختلف ORGANIZATIONS کی طرف سے جن میں ہندو، سکھ، عیسائی اور آدھرمی بھی شامل تھے، قائدِ اعظم کی خدمت میں سپاس نامے پیش کیے گئے اور آخر میں قائدِ اعظم نے ان کا جواب دیا۔

عام خیال تھا اور اصولاً ہونا بھی یہی چاہیے تھا کہ اس وقت SESSION ختم ہو گیا ہے۔ اور لوگ اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے ہونا شروع ہوئے ہی تھے کہ یکدم اسٹیج سے اعلان کیا گیا کہ اب سردار سکندر حیات وزیرِ اعظم پنجاب حاضرین سے خطاب فرمائیں گے اور بیشتر اس کے کہ کوئی اس

قائدِ اعظم کی ایک یادگار تصویر بمکان کرنل محمد حیات خاں مرحوم
۱۔ لیاقت روڈ ۔ لائل پور۔ ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء

بیٹھے ہوئے : میاں عبد الباری مرحوم کے صاحبزادے میاں معین الدین باری
پہلی قطار (دائیں سے بائیں) : احمد نواز باشا مرحوم، قائدِ اعظم، محمد سرفراز خاں آف کمالیہ مرحوم
دوسری قطار (دائیں سے) : پہلے دو صاحب نامعلوم، میاں فاروق احمد شیخ، نوابزادہ انور حسین، میاں اکرام اللہ مرحو

تصویر بشکریہ : مسٹر میجر (ریٹائرڈ) معین الدین باری

کوٹھی کرنل محمد حیات خاں مرحوم، لائل پور

برآمدے کا وہ حصہ جہاں نومبر ۱۹۴۲ء میں قائدِ اعظم نے اپنے حفاظتی دستے کے ساتھ تصویر اُتروائی

تصویر بشکریہ: جناب لیاقت حیات خاں — عکاس: جناب اعجاز عزیز

پر اعتراض کرتا کہ قائدِ اعظم کی تقریر کے بعد کوئی تقریر نہیں ہونی چاہیے۔ سردار سکندر حیات مرحوم مائیکروفون پر نہ جانے کہاں سے آگئے (کیوں کہ اس سے پہلے کسی نے غور نہیں کیا تھا کہ وہ اسٹیج پر سب سے پچھلی قطار میں دبکے ہوئے تھے) اور انہوں نے اپنی تقریر میں قائدِ اعظم کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا اور آخر میں اپنی گزشتہ کوتاہیوں یا غلط فہمیوں کی، اگر کوئی تھیں، غیر مشروط معافی مانگی اور فوراً اسٹیج سے پچھلی طرف اُتر کر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر لاہور چلے گئے۔ اگلے دن اخبارات سے پتہ چلا کہ وہ گورداسپور کے دورے پر چلے گئے ہیں اور جب تک قائدِ اعظم لاہور میں قیام پذیر رہے وہ لاہور واپس نہیں آئے۔ یہ اُن کی آخری BUBLIC SPEECH تھی کیوں کہ اس کے ایک ماہ چھ دن کے بعد اُن کا انتقال ہو گیا۔[1]

---

[1] سر سکندر حیات (ولادت ۵؍ جون ۱۸۹۲ء) ۲۶، ۲۷؍ دسمبر ۱۹۴۲ء کی رات ایک بجے انتقال کر گئے۔ (لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۳۳، ۸؍ جنوری ۱۹۴۳ء، صفحہ ۱، ۵)

"مجھے سر سکندر حیات خاں وزیرِ اعظم پنجاب کی اچانک موت کی خبر سُن کر بے حد رنج و الم ہُوا۔ اس جانکاہ حادثے میں مجھے مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ (قائدِ اعظم)"

(لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۳۳، ۸؍ جنوری ۱۹۴۳ء، ص ۲)

اگلے دن ۸ ار نومبر ۱۹۴۲ء کو کمپنی باغ میں غیر مسلموں کی طرف سے قائدِ اعظم کے اعزاز میں عصرانہ دیا گیا، جہاں آپ کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا گیا اور انہوں نے اس کا جواب بھی دیا۔ اُس زمانے میں لائل پور میں ایک فوٹو گرافر جیون داس یا جیون لال تھا، اُس نے قائدِ اعظم کے دو تین گروپ فوٹو ضرور لیے تھے۔ کچہری بازار میں آسکو میوزیم کے سامنے اب اُس کی دکان کا نام غالباً کریسنٹ اسٹوڈیو ہے۔

جب قائدِ اعظم لائل پور آئے تو مسلم لیگ گارڈز نوجوان کے ہمراہ رہے، اُن میں ایک تو میاں عزیز احمد (کالونی ملز) کے چھوٹے بھائی میاں فاروق احمد تھے۔ ایک نواب زادہ غلام علی خاں (کمالیہ ہاؤس) کے لڑکے انور تھے اور دوسرے دو تین رضاکاروں کے علاوہ میاں عبدالباری کے بڑے لڑکے معین الدین باری بھی تھے۔ میں نے وہ فوٹو کریسنٹ اسٹوڈیو کے فرموں میں دیکھی تھی اور اس کی نقل میاں فاروق احمد کو بھجوائی تھی[1]۔ باقی بات تو آپ سے فون پر ہو گئی.....؛

کراچی، ۱۱ جنوری ۱۹۷۷ء (مکتوب بنام پروفیسر افتخار احمد چشتی[2])

---

[1] یہ تصویر میجر (ریٹائرڈ) معین الدین باری صاحب کے ہاں سے میسر آئی اور زیبِ کتاب ہے۔

[2] پروفیسر افتخار احمد چشتی، حضرت صوفی محمد حسین قیس چشتیؒ (۱۳ر اپریل ۱۸۹۶ء — ۸ ر نومبر ۱۹۵۱ء) کے صاحبزادے۔ ۱۵ر اپریل ۱۹۱۰ء کو دینا نگر ضلع گورداس پور میں پیدا ہوئے۔ ۲ر اکتوبر ۱۹۵۲ء کو محکمہ تعلیم حکومتِ پنجاب سے وابستہ ہوئے اور ۱۴ر اپریل ۱۹۷۵ء کو گورنمنٹ کالج لائل پور سے صدر شعبہ علوم اسلامیہ کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ تفصیل کے لیے رجوع کیجئے: "نذرِ افتخار" مرتبہ: سید معین الرحمٰن، ۱۹۷۵ء، پیش کش: شعبۂ اُردو، گورنمنٹ کالج، لائل پور

حکیم آفتاب احمد قرشی[1]

"لائل پور میں ۱۹۴۲ء میں پنجاب مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ ہوا۔ قائدِ اعظم جس ٹرین میں تشریف لے گئے، اسی ٹرین میں جناب ظہور عالم شہید اور راقم الحروف سوار تھے۔ راستے بھر تمام اسٹیشنوں پر دیہاتیوں نے جس خلوص و محبت اور ذوق و شوق سے قائدِ اعظم کا خیر مقدم کیا، عقیدت و نیازمندی کے جذبات کا اظہار کیا، اس سے معلوم ہوتا تھا کہ پنجاب کا مسلمان جاگ اٹھا ہے، شیر نے انگڑائی لی ہے۔ لائل پور میں لاکھوں فرزندانِ توحید کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ قائدِ اعظم اس جذبے اور تحریک سے بے حد متأثر ہوئے اور انہوں نے فرمایا کہ اب کوئی طاقت پاکستان بننے سے روک نہیں سکتی۔"

(تعارف: پنجاب کی کہانی، قائدِ اعظم کی زبانی (۱۹۳۶ء تا ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء)
مرتبہ: محمد حنیف شاہد، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۷۶ء، صفحہ ۲۰۰،۱۹)

---

[1] تحریکِ پاکستان کے نامور کارکن حکیم آفتاب احمد قرشی (ولادت: یکم جنوری ۱۹۲۵ء) تقسیمِ ملک سے پہلے کے ممتاز طالب علم رہنما ہیں۔ ۱۹۴۲ء میں وہ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن، اسلامیہ کالج، لاہور کے صدر تھے۔ ۱۹۴۴ء کے بعد سے وہ اولاً مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن لاہور کے ڈسٹرکٹ سیکرٹری اور پھر صوبہ پنجاب کے صدر رہے۔ ۱۹۵۱ء میں حکیم صاحب نے پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج سے عربی میں ایم اے کیا۔ حکیم صاحب ان دنوں دوسری مصروفیات کے علاوہ موتمر عالم اسلامی پنجاب کے صدر ہیں اور اسی حیثیت سے انہوں نے اسلامی سربراہی کانفرنس (۱۹۷۴ء) میں شرکت فرمائی۔

نومبر ۱۹۴۲ء میں لائل پور میں پنجاب مسلم لیگ کی پہلی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قائدِ اعظم نے فرمایا کہ:

"پنجاب کے مسلمان بیدار ہو چکے ہیں اور اب انہیں کوئی طاقت پاکستان کے حصول سے نہیں روک سکتی۔ ہم انشاء اللہ پاکستان حاصل کر کے رہیں گے۔"

قائدِ اعظم جب یہ الفاظ کہہ رہے تھے تو لاکھوں فرزندانِ توحید فلک شگاف نعروں سے فضا کو مرتعش کر رہے تھے۔

تحریکِ پاکستان میں بعض اجتماعات سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس جس میں ہم نے قراردادِ لاہور منظور کر کے آغازِ سفر کیا تھا۔ ۱۹۴۱ء میں لاہور میں پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی پاکستان کانفرنس، ۱۹۴۲ء میں جالندھر میں آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا سالانہ اجلاس، نومبر ۱۹۴۲ء میں لائل پور میں مسلم لیگ کانفرنس، ۱۹۴۴ء میں لاہور میں پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا سالانہ اجلاس اور ۱۹۴۴ء ہی میں سیالکوٹ میں مسلم لیگ کانفرنس، ان تمام اجتماعات میں قائدِ اعظم میرِ مجلس تھے اور انہوں نے ہر مرحلے پر مسلمانوں کی قیادت کی۔ اُن کی عہد آفریں قیادت میں مسلمانوں کا قافلہ رواں دواں رہا۔

۱۹۴۲ء میں لائل پور مسلم لیگ کانفرنس یگانہ حیثیت کی حامل تھی۔ لائل پور پنجاب کا سب سے زرخیز اور آباد ضلع، اور پنجاب کا دل ہے۔ لائل پور کا پنجاب کی سیاست میں بڑا مؤثر کردار رہا ہے۔ لائل پور میں اہلِ نظر نے تازہ بستیوں کو آباد

کیا۔ یہ مہم جو حضرات، نئے افکار اور خیالات کا خیر مقدم کرتے تھے اور سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود نہ تھے۔ لائل پور میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کا فیصلہ سیاسی حکمتِ عملی کا شاہکار تھا۔ لائل پور کو پنجاب میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہ قلعہ سر ہو جائے تو پنجاب میں تحریکِ پاکستان کے سیلِ رواں کو کوئی طاقت روک نہ سکتی تھی۔ لائل پور میں فضا سازگار تھی، صرف صدا بلند کرنے کی ضرورت تھی۔ قائدِ اعظم نے اس صدا کو بلند کیا اور اہلِ نظر دیوانہ وار لبیک کہتے ہوئے قائدِ اعظم پر پروانہ وار فدا ہوئے۔

لائل پور میں قائدِ اعظم کا ورودِ مسعود اور مسلم لیگ کانفرنس کی داستان بڑی دلآویز ہے۔ یہ ملی بیداری اور قومی تحریک کا درخشاں باب ہے۔ پنجاب کے مسلمانوں کے عزم و ہمت، جرأت و سربلندی کا نقشِ جمیل ہے۔ لائل پور کانفرنس اس حقیقت کی شاہد ہے کہ جب بھی مسلمانوں کو مخلص، مدبر اور ایثار پیشہ رہنما میسر ہوا قوم نے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ قوم نے مصلحت اور مفاد کی سنہری زنجیروں کو توڑ کر آزاد فضا میں پرواز کی۔

راقم کو یہ شرف حاصل ہوا کہ لائل پور کانفرنس میں شامل ہوا، لاہور سے لائل پور تک قائدِ اعظم کا شریکِ سفر رہا۔ مسلمانوں کے جوش و خروش اور خلوص و ایثار کے جو روح پرور نظارے دیکھے ان کی یاد آج بھی تازہ ہے۔ یہ میری زندگی کے یادگار لمحات ہیں اور میری زندگی کی متاعِ عزیز ہیں۔

لائل پور میں مسلم لیگ کانفرنس کا اعلان ہوا تو عوام میں خوشی اور

مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی لائلپور کے عوام کے دیدہ و دل قائدِ اعظم کے لیے فرشِ راہ تھے۔ لائل پور کے نوجوانوں نے اس سے قبل پاکستان کانفرنس کا انعقاد کیا تھا اور پاکستان دشمن قوتوں کی دعوتِ مبارزت دی تھی۔ یہ نوجوان مسرور و شادماں تھے کہ ملتِ اسلامیہ کے قائد نوجوانوں کے محبوب رہنما، قائدِ اعظم لائل پور آ رہے تھے۔ کانفرنس کے انعقاد اور انتظامات کے سلسلے میں مجلس استقبالیہ کی تشکیل ضروری تھی۔ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں تحریکِ آزادی کے نامور کارکن میاں عبدالباری کو صدر اور مخلص کارکن چوہدری عزیز الدین کو اتفاقِ رائے سے سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ میاں عبد الباری مشہور سیاسی رہنما تھے۔ انہوں نے ۱۹۱۵ء میں لاہور سے افغانستان ہجرت کی تھی اور برطانوی حکومت کے خلاف تحریک منظم کی تھی۔ قیامِ پاکستان کے بعد وہ پنجاب مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ قومی اسمبلی کے رکن بھی رہے۔ چوہدری عزیز الدین نے بھی سیاسیات میں اہم مقام حاصل کیا وہ صوبائی اور قومی اسمبلی کے رکن رہے۔ مجلسِ استقبالیہ نے ولولہ انگیز فیصلہ کیا کہ قائدِ اعظم کے شایانِ شان جلسہ کیا جائے اور شاندار پنڈال تعمیر کیا جائے۔ عید باغ دھوبی گھاٹ کے وسیع میدان کو پنڈال کے لیے چُنا گیا۔

قائدِ اعظم ۱۷ نومبر ۱۹۴۲ء کو صبح دس بجے لاہور سے ریل کے ذریعے لائل پور روانہ ہوئے۔ تحریکِ پاکستان کے نامور کارکن اور مشہور صحافی ظہور عالم شہید اور راقم بھی مسلم لیگ کانفرنس میں شرکت کے لیے اسی

گاڑی سے سفر کر رہے تھے۔ لاہور سے لائل پور تک ہر اسٹیشن پر قائدِ اعظم کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ ہزاروں مخلص اور جفاکش دیہاتی اپنے قائد کی زیارت کے لیے ہر اسٹیشن پر جمع تھے۔ قائدِ اعظم زندہ باد، پاکستان زندہ باد، مسلم لیگ زندہ باد کے نعروں سے فضا معمور تھی۔ قائدِ اعظم ہر اسٹیشن پر باہر تشریف لاتے تو عوام بے چین ہو جاتے۔ قائدِ اعظم عوام کے خلوص اور محبت سے بے حد متاثر ہوئے۔ انہوں نے مختلف مقامات پر عوام کو خطاب کیا اور کہا کہ پنجاب کے دیہاتی عوام بیدار ہو چکے ہیں اور اب کوئی قوت ہمیں ہمارے جائز حقوق سے محروم نہیں رکھ سکتی۔ قائدِ اعظم جب یہ الفاظ کہہ رہے تھے تو اُن کے چہرے کی عجب کیفیت تھی۔ وہ مسرور تھے کہ ان کا پیام دیہاتیوں تک پہنچ چکا ہے اور پنجاب کا سویا ہوا شیر بیدار ہو چکا ہے۔ قائدِ اعظم کے اس استقبال کا انتظام مشہور مسلم لیگی کارکن اور شاعر الحاج ظہیر نیاز بیگی نے کیا تھا۔ وہ ہفتوں دیہاتوں کا دورہ کرتے رہے۔ اور اپنی آتش فشانی سے عوام کے دلوں کو گرماتے رہے۔ انہیں قائدِ اعظم کی عظمت اور تحریکِ پاکستان کی افادیت سے آگاہ کرتے رہے۔ گاڑی ضلع لائل پور کی حدود میں داخل ہوئی تو عوام کے جوش و خروش میں اضافہ ہو چکا تھا۔ ہزاروں مسلمان قافلہ در قافلہ اجلاس میں شرکت کے لیے رواں دواں تھے۔ گاڑی میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

لائل پور کی تاریخ میں ۱۷، نومبر ۱۹۴۲ء مبارک اور مسعود دن تھا جب سہ پہر قائدِ اعظم ریل کے ذریعے لائل پور پہنچے تو اسٹیشن پر جشن کا سماں

تھا۔ حدِ نگاہ تک انسان ہی انسان تھے۔ قائدِ اعظم گاڑی سے اُترے تو ہر شخص اُن کی زیارت کے لیے بے تاب تھا۔ یہ نظارہ دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح واقعی مسلمانوں کے بے تاج بادشاہ اور ایشیا کی اہم ترین شخصیت ہیں۔

اسٹیشن سے قائدِ اعظم کے جلوس کا آغاز ہوا۔ اس شان و شوکت کا جلوس چشمِ فلک نے لائل پور کی سرزمین میں نہیں دیکھا ہوگا۔ دو ہزار سے زیادہ گھوڑے جلوس میں تھے۔ بانکے سواروں نے دیدہ زیب رنگوں کے لباس زیب تن کر رکھے تھے۔ صحت مند اور منتخب گھوڑے مسرور و شادماں تھے گویا وہ بھی قائدِ اعظم کا استقبال کر رہے تھے۔ جلوس میں پچاس ہزار سے زیادہ افراد شامل تھے۔ جلوس کے راستے کے دونوں جانب لاکھوں عوام کھڑے تھے۔ جلوس پر پھول کی پتیوں کی بارش ہو رہی تھی۔ لائل پور کے نوجوان قائدِ اعظم کے باڈی گارڈ کے فرائض دے رہے تھے۔ فاروق شیخ باڈی گارڈز کے سالار تھے۔ جلوس کے دوران لائل پور کے نوجوان رہنما اقبال شیخ نے فاتح کانگرس محمد علی جناح کا نعرہ بلند کیا۔ قائدِ اعظم نے اشارہ سے اقبال شیخ کو یہ نعرہ بلند کرنے سے منع کیا۔ راستہ آرائشی محرابوں اور شاندار دروازوں سے سجا ہوا تھا۔ شہر میں اکاون دروازے آراستہ تھے۔ لائل پور میں تحریکِ پاکستان کے فدائی شیخ فیروز الدین ہیں۔ اُن کے شب و روز تحریکِ پاکستان کے لیے وقف تھے شیخ فیروز الدین نے قائدِ اعظم کا شایانِ شان استقبال کرنے کے لیے ریل بازار میں بڑا خوبصورت دروازہ تیار کیا۔ قائدِ اعظم اس دروازے سے گزرے تو شیخ فیروز الدین نہال ہو گئے۔ انہوں نے گل پاشی کی۔ قائدِ اعظم کی خدمت

میں کئی خوان مٹھائی پیش کی۔ مٹھائی کے خوان نوٹوں سے سجائے گئے تھے قائدِ اعظم کا جلوس رواں دواں تھا۔ مسلمانوں کے علاوہ ہزاروں غیر مسلم بھی جلوس کا نظارہ کر رہے تھے۔ جلوس میں پنجاب کے ہر ضلع سے نمائندے شریک تھے اور اتحادِ ملی کا بڑا ہی دلکش نظارہ تھا۔ اس قدر عظیم تعداد میں ہونے کے باوجود جلوس میں بڑا نظم و ضبط تھا۔ یہ جلوس قائدِ اعظم کے زریں قول اتحاد۔ ایمان اور نظم و ضبط کی عملی تفسیر تھا۔ ایسا شان و شوکت والا جلوس کسی تاجدار کو بھی نصیب نہیں ہوا ہوگا۔ عوام فرطِ مسرت سے اشکبار تھے۔ خوشی کے آنسو ان کی آنکھوں میں چمک رہے تھے۔ قائدِ اعظم کی بلند و بالا شخصیت سکون و اطمینان سے تشریف فرما تھی۔ جلوس لائل پور کی مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا پنڈال میں پہنچا۔ یہاں بھی ہزاروں عوام قائدِ اعظم کے منتظر تھے۔

جلسہ گاہ میں قائدِ اعظم تشریف لائے تو نعرۂ تکبیر سے فضا گونج اٹھی۔ قائدِ اعظم نے عید گاہ کے وسیع میدان میں پرچم کشائی کی رسم ادا کی۔ جب انہوں نے مسلم لیگ کا پرچم لہرایا تو حاضرین کو اسلامی پرچم کی عظیم روایات کی یاد تازہ ہوگئی۔ قائدِ اعظم نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مسلمان منتشر تھے مگر آج خدا کے فضل و کرم سے وہ متحد ہیں اور ایک مرکز پر قائم ہیں۔ مسلم لیگ نے آپ کو ایک قومی نصب العین، ایک پلیٹ فارم اور ایک قومی جھنڈا دیا ہے، اس جھنڈے کو بلند رکھنا آپ کا فرض ہے۔ قائدِ اعظم کی تقریر کے بعد یہ تقریب ختم ہوگئی۔ عید میدان میں عالیشان پنڈال کے علاوہ خیموں کا ایک شہر تھا، جس میں ہزاروں مندوبین مقیم تھے۔

پرچم کشائی کی رسم سے فارغ ہو کر میں شہر کی جانب نکلا شہر بھر میں جشن کا سماں تھا۔ ہر فردِ دلبشر سرور و شاداں تھا۔ ہر گلی اور کوچہ سجا ہوا تھا۔ پنجاب بھر کے ہزاروں مسلمان بازاروں میں پھر رہے تھے۔ لائل پور کے عوام نے ان مہمانوں کے لیے دیدہ و دل فرش راہ کیے ہوئے تھے۔ ہر گھر میں کوئی نہ کوئی مہمان تھا اور لائل پور کے احباب انواع و اقسام کے لذیذ کھانوں سے مہمانوں کے کام و دہن کی تواضع کر رہے تھے۔ غرضیکہ تین دن تک لائل پور میں جشن کی کیفیت رہی، ایسا جشن کہ لائل پور کی سرزمین کو دوبارہ نصیب نہ ہوا۔ لائل پور کی سرزمین اپنے اس بخت پہ نازاں تھی کہ اس کا مہمان محمد علی جناح تھا۔ قائدِ اعظم ایسے با اقبال تھے کہ ان کے استقبال میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی شریک تھے۔ لائل پور کے احباب کو آج بھی قائد اعظم کی آمد اور اس جشن کی یاد تازہ ہے۔ لائل پور کی تاریخ میں یہ جشن سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے، بلکہ لائل پور کی تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے۔

۱۷ نومبر کی رات عیدگاہ کے عالی شان پنڈال میں مسلم لیگ کانفرنس کا آغاز ہوا۔ پنڈال بڑا ہی شاندار تھا۔ میں برادرم ظہور عالم شہید کے ہمراہ مندوب کی حیثیت سے اسٹیج کے قریب تھا۔ صدر جلسہ خواجہ ناظم الدین تھے اسٹیج پر مسلم لیگ کے دیگر اکابر بھی تھے۔ مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے سالار ڈاکٹر فرید بخش اپنی مخصوص وردی میں ملبوس اسٹیج پر تھے۔ سفید ڈاڑھی مگر آواز میں جوانوں کا سا کرارہ پن۔ تلوار ان کے جسم کی زینت تھی۔

اسٹیج پر پنجاب کے وزیر اعظم سر سکندر حیات بھی نظر آئے۔ پنڈال میں داخلہ ٹکٹ سے تھا مگر ایک لاکھ سے زیادہ افراد پنڈال میں موجود تھے۔ جب قائدِ اعظم تشریف لائے تو فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی جلسہ گاہ کو "پاکستان پارک" سے موسوم کیا گیا۔ تلاوتِ کلام پاک سے جلسے کا آغاز ہوا، قائدِ اعظم کی خدمت میں مختلف سپاسنامے پیش کیے گئے۔ مجلسِ استقبالیہ کے صدر میاں عبدالباری نے مندوبین اور قائدِ اعظم کا خیر مقدم کیا۔ اجلاس میں پنجاب کے وزیر اعظم سر سکندر حیات نے بھی تقریر کی، اپنی تقریر میں سر سکندر حیات نے یہ بھی کہا کہ جب پانچ سال قبل قائدِ اعظم تنہا تھے اور دشمن قوتیں مسلم لیگ کو گھیرے ہوئے تھیں ہم حیات فوج کی طرح قائدِ اعظم کی مدد کے لیے آئے اور دشمنوں کا محاصرہ توڑ دیا۔

قائدِ اعظم، کانفرنس کے افتتاح کے لیے کھڑے ہوئے تو فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ قائدِ اعظم نے اپنی افتتاحی تقریر میں اپنے شاندار استقبال اور جلسے کے عمدہ انتظامات کے لیے لائل پور کے مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ قائدِ اعظم نے فرمایا کہ اب پنجاب کے مسلمانوں میں بیداری کی نئی لہر دوڑ گئی ہے اور اب کوئی قوت ہمیں پاکستان کے حصول سے نہیں روک سکتی۔ اجلاس کے صدر خواجہ ناظم الدین نے اپنی صدارتی تقریر میں کانفرنس کے کارکنان کا شکریہ ادا کیا اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ کی طاقت کو بڑھائیں، انہوں نے ہندوؤں سے اپیل کی کہ مسلمانوں کے جائز مطالبات کو تسلیم کر لیں۔

کانفرنس میں مندوبین کے مختلف اجلاس ہوتے رہے جن میں مختلف امور پر غور و خوض ہوا۔ مختلف قراردادیں مرتب کی گئیں۔ ان اجتماعات میں ایک بات نمایاں تھی کہ نوجوان ارکان اکثریت میں تھے اور وہ مسلم لیگ کے عملی پروگرام کے خواہش مند تھے۔

قائداعظم کے اعزاز میں مختلف تقریبات میں سے کمپنی باغ کی ایک تقریب میں قائداعظم نے تقریر کرتے ہوئے کہ وزیراعظم پنجاب نے ذکر کیا ہے کہ وہ چھاتہ فوج کی طرح ہماری مدد کے لیے آئے مگر کبھی ہوا کے طوفان سے چھاتہ فوج اُڑ کر دشمنوں کے ہاتھ بھی آجاتی ہے۔ اِس تقریب میں لائل پور کی دلنواز شخصیت بابا غلام رسول نے اپنے کرتب دکھائے۔ بابا غلام رسول لائل پور کی جانی پہچانی شخصیت تھے۔ اُنہوں نے قائداعظم کی جیب سے رومال نکالا، مگر قائداعظم کو خبر تک نہ ہوئی۔ جب یہ رومال قائداعظم کو پیش کیا تو قائداعظم نے بھی داد دی۔ اسی طرح بابا نے تھالی میں سے کیک نکالا۔ قائداعظم بابا کے ان کمالات سے بے حد محظوظ ہوئے۔

لائل پور کی اس تاریخی کانفرنس سے پنجاب میں نئے دور کا آغاز ہوا۔ تحریک پاکستان کا کارواں رواں دواں ہوا۔ پنجاب کے دیہاتی مسلمان بھی نظریۂ پاکستان کی حقیقت سے آشنا ہوئے۔ دیہاتی مسلمان (یقین محکم) اور نوجوان (شباب) کے ملاپ سے ملی زندگی میں ایسا جوش و خروش پیدا ہوا کہ اس سیلِ رواں نے برطانوی سامراج کے سنگین قلعۂ پنجاب میں غلامی کے نشانات کو خس و خاشاک کی طرح بہا دیا — جاگیرداروں اور افسر شاہی نے

پنجاب کو برطانوی سامراج کا ناقابلِ تسخیر قلعہ بنا رکھا تھا۔ قائدِ اعظم نے اس سامراجی قلعے کے مورچوں کی خاک تک اُڑا دی اور اس طرح برِعظیم پاک و ہند کی آزادی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ دُور ہو گئی۔

لائل پور کانفرنس اُس دور کی یادگار ہے جب مُسلمان قوم ایثار و خلوص کے جذبات سے بہرہ مند تھی۔ ہمارا گوشہ گوشہ رشکِ چمن تھا۔ قائدِ اعظم کی شیریں آواز عوام کے لیے فردوس گوش تھی اور اُن کی دل نواز شخصیت جنت نگاہ تھی۔ یہ دور پنجاب کی تاریخ کا اہم ترین زمانہ تھا۔ اس دور میں پنجاب کے مُسلمان عوام نے جو کارنامے انجام دیے وہ ناقابلِ فراموش ہیں۔

پروفیسر ظفر اقبال احمدؒ

زمان و مکان کی قید کا فلسفہ انسانی عزم کے راستے میں ہمیشہ سے سنگلاخ رکاوٹیں کھڑی کرتا رہا ہے اور انسان نے اپنی مجبوریوں کی وضاحت کے لیے ہر بار اس کا سہارا لیا ہے اور یہ وضاحت اس لیے قابلِ قبول رہی ہے کہ انسان بلاشبہ زمان و مکان کی قید میں ہے لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ کبھی کبھی کوئی ایسا انسان اِس دُنیا میں آجاتا ہے جو ان قیود کو خاطر میں نہیں لاتا اور ان سے ماورٰی رہ کر کوئی ایسا کارنامہ انجام دیتا ہے جس کے اثرات کئی زمانوں اور کائنات کے دُور دراز گوشوں تک پھیل جاتے ہیں۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح ایسے ہی یکتا انسان تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی عظمت کی مہک آج بھی تروتازہ ہے اور ہمارے لیے روح کی بالیدگی کا سبب :

ؒ سٹی مسلم اسکول، لائل پور کے ممتاز اور معروف اُستاد عزیز الدین مرحوم (وفات: یکم جولائی ۱۹۶۵ء) کے صاحبزادے، پروفیسر ظفر اقبال احمد صاحب (ولادت: ۱۰ مارچ ۱۹۲۹ء) ۱۹۴۲ء میں مسلم ہائی اسکول، طارق آباد، لائل پور میں میٹرک کے طالب علم تھے۔ ظفر صاحب ۹ ستمبر ۱۹۵۱ء کو محکمۂ تعلیم سے وابستہ ہوئے اور اِن دنوں گورنمنٹ کالج، لائل پور میں شعبۂ انگریزی کے سربراہ ہیں۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

قائدِ محترم کا ذکر آتے ہی یادیں، ایمان افروز اور دل نشین یادیں، کارواں در کارواں لوٹ آتی ہیں، زندگی نئے سرے سے مقصد آشنا معلوم دیتی ہے۔ ٹوٹے ہوئے تارے کا مہِ کامل بننے کی طرف سفر، آرزوؤں اور امنگوں کا سفرِ بے باک، انتھک اور کبھی نہ ٹوٹنے والے ارادے کا سفر۔۔۔ مگر یہاں میں صرف اُس سفر کا ذکر کروں گا جو قائدِ اعظم نے بمبئی سے لاہور پہنچنے کے بعد لائل پور تک کیا اور جو اس شہر کے ہی نہیں ضلع بھر کے مسلمانوں کے لیے بے پایاں مسرت کا باعث بنا۔

۱۹۶۰ء کے قریب کا ایک واقعہ بہت عرصہ میرے لیے سوہانِ روح بنا رہا۔ لائل پور کے کالجوں کے اساتذہ نے ایک پروفیسرز اکیڈمی بنائی ہوئی تھی[1] جو غیر ممالک سے آئے ہوئے اساتذہ، فن کاروں اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے نمایاں کارکردگی کے حامل افراد کو مدعو کرتی رہتی تھی۔ اکیڈمی کی ایک میٹنگ اس لیے بلائی گئی کہ ایک امریکن سکالر ڈاکٹر ولکاکس کے خیالات سے آگاہی حاصل کی جائے۔ موصوف ایک نوجوان اُستاد تھا اور اُس نے پاکستان میں کئی سال اس مقصد کے لیے رہائش اختیار کیے رکھی تھی کہ وہ تحریکِ پاکستان

---

[1] اس زمانے میں پروفیسر سیّد کرامت حسین جعفری اس اکیڈمی کے صدر تھے۔ جعفری صاحب ۲۹ر نومبر ۱۹۵۹ء سے ۲۲ر اپریل ۱۹۶۸ء تک گورنمنٹ کالج، لائل پور کے پرنسپل رہے۔ افسوس کہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۷۶ء کی صبح لاہور میں انتقال فرما گئے۔

کو اس کے سیاق و سباق کے ساتھ سمجھے اور اُن عوامل کی پہچان بین کرے جو اس تحریک کا باعث بنے تھے۔ چھ سال کے عرصے میں اُس نے جو مواد جمع کیا اُس کے نتیجے میں اس نے THESIS لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور اُس روز جس کا میں ذکر کر رہا ہوں اُس نے لائل پور آ کر یہاں کے اساتذہ کے سامنے اپنی کاوشوں کا جو نچوڑ پیش کیا وہ نہ صرف مایوس کن تھا بلکہ بعید سطحی اور اہلِ مغرب کے تعصبات کا آئینہ دار بھی تھا۔ امریکن ڈاکٹر کی رائے یہ تھی کہ پاکستان بمبئی کے مسلمان تاجروں اور یوپی کے مسلمان جاگیرداروں نے اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے بنایا ہے اور مسلمان عوام اس تحریک میں شامل نہیں تھے۔ بہر حال ڈاکٹر کو تو حقائق سے روشناس کرا دیا گیا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس نے جو کتاب اپنے ہموطنوں کی علمیت میں اضافے کے لیے لکھی تھی وہ چھپ کر بک چکی تھی اور اس میں اس نوجوان ڈاکٹر نے بعد میں بھی کوئی تبدیلی نہ کی۔ لیکن دکھ اس بات کا تھا کہ لوگ سچائی اور حقائق کی باتیں تو کرتے ہیں مگر اپنے پہلے سے طے شدہ نقطہ ہائے نظر کی صداقت کا یقین دلانے کے لیے حقائق کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور سچائی سے پہلو تہی کرتے ہوئے انہیں ذرہ بھر احساس نہیں ہوتا کہ وہ دراصل منافقت کے سوداگر ہیں۔

اگر ڈاکٹر دلکاکس نے وہ جلوس دیکھا ہوتا جو لائل پور میں قائدِ اعظم کی آمد پر نکالا گیا تھا اور اُس عالمِ سرشاری کا مشاہدہ کیا ہوتا جس میں ضلع بھر کے مسلمان ڈوبے ہوئے تھے تو وہ کبھی بھی اُوپر بیان کیے گئے نتائج

اخذ کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ مگر ڈاکٹر ڈلکاس تو اپنے اور بہت سے ہموطنوں کی طرح اِس خطۂ پاک میں محض علمی سطح پر کام کرنے کے لیے نہیں آیا تھا۔ مقاصد عیاں تھے اور کچھ ایسے نیک بھی نہیں تھے۔

۱۹۴۲ء کے اواخر میں نومبر کے مہینے میں قائدِ اعظم لائل پور تشریف لائے۔ اُنہوں نے لاہور سے لائل پور تک کا سفر بذریعہ ریل گاڑی کیا۔ راستہ بھر دُور دراز سے آئے ہوئے دیہاتی جن میں امیر کم اور غریب زیادہ تھے، اپنی عقیدت کا اظہار والہانہ طور پر کرتے رہے، مگر لائل پور میں کیفیت ہی کچھ اور تھی۔

لائل پور اُن دنوں ایک چھوٹا سا شہر تھا، جس کی آبادی پچاس ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اس وقت بھی اس کی تجارتی اہمیت مسلم تھی کیونکہ یہ شہر ایک ایسے ضلع کا ہیڈکوارٹر تھا جس کی زمینیں اپنی پیداواری صلاحیت کی وجہ سے ملک بھر میں شہرت رکھتی تھیں۔ شہر میں اکثریت ہندو اور سکھ آبادی کی تھی۔ سارا کاروبار اُن کے ہاتھ میں تھا۔ اپنی اکثریت اور دولت کی وجہ سے شہر کی سیاسی اور ثقافتی زندگی پر وہ لوگ چھائے ہوئے تھے۔ شہر کے مرکزی علاقے میں مسلمان صرف دو محلوں میں آباد تھے جن کے نام تھے منشی محلہ اور دھوبی گھاٹ۔ باقی سارا شہر ہندوؤں اور سکھوں کا رہائشی علاقہ تھا۔ اس علاقہ میں بکھری ہوئی مساجد اس بات کی گواہی دیتی تھیں کہ کبھی اردگرد کے مکانات مسلمانوں کی ملکیت رہے ہوں گے مگر آہستہ آہستہ کاروباری غیر مسلموں کے روپے نے مسلمانوں کو ان علاقوں سے

بے دخل کر دیا۔ تھوڑی سی زیادہ قیمت کے لالچ میں مسلمان اپنے شہر کے مرکز میں واقع مکانوں کو بیچ کر شہر سے باہر جا کر سستے مکان بنا لیتے۔ اس طرح وقتی طور پر تو انہیں تھوڑا سا مالی فائدہ ہو جاتا مگر بالآخر یہ سودا گھاٹے کا سودا ہی ثابت ہوتا کیونکہ اس طرح وہ کاروباری مرکز سے دور ہو کر کاروبار سے بھی بے دخل ہو جاتے۔ اور اُن کی غربت میں کمی کی بجائے اضافہ ہوتا چلا جاتا۔

جب قائدِ اعظم لائل پور تشریف لائے تو یہاں کے مسلمانوں کے لیے یہ دن ناقابلِ بیان مسرت لے کر آیا۔ قائدؒ کی آمد سے کئی دن پہلے سے ایک تاریخی استقبال کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ ایک انجانا جذبہ ہر سینے میں اس طرح موجزن تھا کہ اس کی توانائی سے ہر چہرہ گلنار ہو گیا اور ہر آنکھ میں خود اعتمادی کی وہ چمک پیدا ہو گئی جو اغیار کے سروں پر بجلی کا کوندا بن کر لپکی مرد و زن، بچے بوڑھے، سب کے سب قائدؒ کے استقبال کے لیے بیقرار تھے اور حسبِ استطاعت عملی مدد کے لیے کوشاں۔ اور جب یہ خبر دیہات میں پہنچی تو وہاں کے مسلمانوں نے قائدؒ کے جلوس اور جلسوں میں شامل ہونے کی اپنے طور پر تیاریاں شروع کر دیں۔ وہ اپنے شہری بھائیوں سے پیچھے رہنے کے لیے تیار نہ تھے اور نہ ہی وہ پیچھے رہے۔

میں ان دنوں مسلم ہائی سکول طارق آباد میں دسویں جماعت کا طالبعلم تھا۔ ہمارا اسکول تین دن کے لیے بند کر دیا گیا کیونکہ قائدؒ کے ساتھ آنیوالے اکثر مہمانوں کو وہیں ٹھہرنا تھا۔ ہم نے اپنے ہاتھوں سے کمروں کی صفائی

کی اور مہمانوں کی سہولت کے لیے ہر قسم کے انتظامات کیے۔ تمام لڑکوں میں ایک خاموش مگر پُرعزم مقابلہ جاری تھا کہ کون زیادہ کام کرتا ہے۔ سچ پوچھیے تو سب کچھ کرتے ہوئے ایک عجیب راحت کا احساس ہوتا تھا۔ قائدِ اعظم نے مسلمانانِ ہند کے لیے جس روشن منزل کی نشاندہی کر دی تھی، یہ سب کچھ اس منزل کی طرف ایک اگلا قدم تھا۔ اُس دور کے مسلمان نوجوانوں میں یہ شعور پیدا ہو چلا تھا کہ اُنہیں بہر قیمت منزل تک پہنچنا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ ناکامی کی صورت میں اپنے ہی ملک میں دوسرے درجہ کے شہری بن کر رہنا پڑے گا۔ اور یہ بات انہیں گوارا نہ تھی۔ ہندوؤں کے ساتھ رہتے ہوئے وہ ان کی فطرت کی پیچیدگیوں سے آگاہ تھے اور اُن کی فریب کاریوں سے پوری طرح آشنا۔ قائدِ اعظم نے قوم کے نوجوانوں میں ولولۂ تازہ پیدا کر دیا تھا اور وہ اب اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے موت کی وادی سے ہو کر گزرتی ہوئی راہ پر چلنے کے لیے پوری طرح تیار تھے۔

نومبر ۱۹۴۲ء کے تیسرے ہفتے کی ایک سہ پہر قائدِ اعظم کی ٹرین لائل پور اسٹیشن پر آ کر رکی۔ اسٹیشن کے سامنے کھلے میدان میں انسانوں کا ایک عظیم اجتماع قائد کے استقبال کے لیے موجود تھا۔ شہر میں مسلمانوں کی آبادی ۲۰ فیصد سے زیادہ نہ تھی اور شہر کی کل آبادی صرف پچاس ہزار کے قریب تھی۔ ہندو قائدِ اعظم کے اس دورے کی اہمیت سے واقف تھے۔ اس لیے آج کے دن وہ ذرا زیادہ ہی اپنے کاروبار میں مصروف تھے۔ وہ جلوس کی تعداد میں اضافہ کا موجب نہیں بننا چاہتے تھے۔ اس لیے وہ تماشائی

کی حیثیت سے بھی اسٹیشن کے قریب نہ گئے۔ تو پھر یہ اتنا بڑا جلوس کہاں سے آگیا،
یہ تو سارے شہر کی آبادی سے بھی بڑا جلوس تھا۔ اس کا جواب کلف لگی ہوئی پگڑیاں
کندھوں پر لہراتے ہوئے صافے بھنگڑا ڈالتے ہوئے اور ڈھول بجاتے آگے
لوگوں کے گروہ، چمکتے ہوئے سینگوں اور خوشنما رنگوں والے بیلوں کی جوڑیاں جو
مختلف قسم کی گاڑیاں کھینچ کرے جا رہی تھیں اور مضبوط ہاتھوں اور توانا
جسموں والے کسان پیش کر رہے تھے، جو ضلع بھر کے گوشے گوشے سے اپنے
قائد کے استقبال کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ جب یہ جلوس شہر میں سے
گزرتا ہوا دھوبی گھاٹ کے قریب وسیع جلسہ گاہ کی طرف گیا تو اتنے بڑے
ہجوم کو اتنا منظم دیکھ کر غیر مسلموں کے دلوں میں اندیشوں کے سائے گہرے
ہوتے گئے اور جس مطالبہ کو وہ مجذوب کی بڑ کہتے تھے اب حقیقت میں
بدلتا نظر آیا۔ اہلِ جلوس کو علم تھا کہ اُن کا قائد نظم و ضبط کا کس حد تک
پابند ہے اِس لیے اس جلوس میں ایک والہانہ پن تو موجود تھا لیکن
کہیں بھی بدنظمی یا ہلکے پن کا معمولی سا مظاہرہ بھی نہ دیکھا گیا۔ فقط یہ ہوا تھا
کہ مسلمانوں نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔۔۔

قائدِ اعظم نے دھوبی گھاٹ کے میدان میں اپنی ملت کے افراد سے
خطاب کرتے ہوئے انتہائی مختصر سے الفاظ کہے: "اگر تم پاکستان مانگتے ہو
تو مجھ پر یقین رکھو۔ انشاء اللہ پاکستان مل کے رہے گا" الفاظ مختصر
مگر وہ لہجہ؟

اُس لہجے میں ایک ناقابلِ تسخیر عزم کی جھنکار تھی اور ایک ایسی خود اعتمادی

جو ہر دل میں سرایت کر گئی، اس طرح کر رگیں تن گئیں اور چہرے تمتما اُٹھے، اور ہر سننے والا یقین کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔ اُس وقت قائدؒ کے چہرے کی بیلاہٹ ایسے جگمگا رہی تھی جیسے چمن کا لمبا رسا ہوا انگور بارش میں دُھل کر سورج کی پہلی نرم کرنوں میں جگمگاتا ہے۔ قائدؒ کے قیام کے لیے منٹگمری بازار کے باہر واقع (کرنل) حیات کی کوٹھی منتخب کی گئی تھی۔ اس مختصر خطاب کے بعد قائدؒ اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

رات کے وقت دھوبی گھاٹ کے میدان میں ایک جلسۂ عام کا انتظام کیا گیا تھا۔ یہاں اہالیانِ لائل پور کی طرف سے قائدؒ کی خدمت میں ایک غیر مسلم نے سپاسنامہ پیش کیا۔ مقصد اپنی رواداری کا ثبوت دینا تھا۔ اس سپاسنامہ میں قائدؒ کی صلاحیتوں کی دل کھول کر تعریف کی گئی مگر ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ چونکہ قائدؒ کی انگریزی زبان پر عبور کی دھوم سارے ملک میں تھی، اس لیے اہالیانِ لائلپور کو بھی اس سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملنا چاہیے۔ قائدؒ نے اپنے مخالفین کی اس بظاہر معصوم خواہش کا احترام کرتے ہوئے انگریزی میں اس سپاسنامے کا جواب دیا۔ بات واضح تھی، مسلمان آبادی مجموعی طور پر انگریزی کی شُد بُد نہ رکھتی تھی اس طرح انگریزی کا استعمال قائدؒ اور ان کے معتقدین کے درمیان ایک پردہ کی طرح حائل ہو سکتا تھا، لیکن قائدؒ نے یہ بات سمجھتے ہوئے بھی تقاضا کرنے والوں کو مایوس نہیں کیا۔ اس کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ مسلمانوں کو اپنے قائدؒ پر اس حد تک اعتماد تھا کہ اکثریت نے ایک لفظ تک نہ سمجھنے کے باوجود ایسی عقیدت اور ایسے نظم و ضبط کا

مظاہرہ کیا جو غیر مسلموں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی تھا۔ قائدؒ کی تقریر کو پورے احترام کے ساتھ سنا گیا نہ کوئی آواز اُبھری اور نہ ہی کوئی شخص اپنی جگہ سے ہلا۔ یہ کامیابی کی طرف ایک اور قدم تھا۔

اگلے دن بعد از دوپہر مسلم لیگ نے جلسے کا انتظام کیا جگہ وہی تھی یعنی دھوبی گھاٹ کا میدان۔ قائدؒ نے لوگوں سے چندہ دینے کے لیے کہا۔ اس موقع پر لوگوں نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندہ دیا۔ خواتین کے شامیانے سے زیورات قائدؒ کے قدموں میں ڈال دیے گئے۔ یہ دو دن جو قائدِ اعظم نے لائل پور میں گزارے اس علاقے کے مسلمانوں کے لیے انتہائی مسرت کے دن تھے اور شہر بھر میں عید کا سماں تھا۔

انہیں دنوں ایک واقعہ کا ذکر ہر فرد تک پہنچا۔ قائدؒ نے اپنے ساتھیوں کی ایک میٹنگ بلائی، جس میں ایک بلند مرتبہ لیڈر دیر سے آئے جس پر قائدؒ نے سخت الفاظ میں انہیں سرزنش کی اور سب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو لوگ آزادی اور قومی بقا کے لیے جدوجہد کرتے ہیں اور اپنے مقصد میں پُرخلوص ہوتے ہیں، انہیں ذاتی آسائش اور آرام ترک کرنا پڑتا ہے۔ ساری قوم جانتی ہے کہ قائدؒ نے اپنے عظیم مقصد کی لگن میں ہر قسم کی ذاتی آسائش کا خیال تک چھوڑ دیا۔ انہوں نے اس طرح کام کیا کہ دن اور رات کی تمیز ختم کر دی دُور دراز کے سفر کیے۔ وقت

اور فاصلہ ان کے راستے کی رکاوٹ نہ بن سکے۔ زمان و مکان
کی پابندیاں مٹ گئیں۔ قائد نے جو کچھ اپنی قوم کے لیے حاصل
کیا وہ تاقیامت رہے گا۔ پاکستان پائندہ باد۔

روایت : حاجی واحد بخش[1]

نگارش : پروفیسر عصمت اللہ خاں[2]

پنجاب پراونشل مسلم لیگ کا پہلا سالانہ اجلاس ۱۷، ۱۸ اور ۱۹ نومبر ۱۹۴۲ء کو عید باغ (دھوبی گھاٹ)، لائل پور میں منعقد ہوا۔ اُس وقت مسلمان، اِس میدان کو "عید باغ" اور ہندو سکھ اسے "دسہرہ گراؤنڈ" کہتے تھے۔ عید کے روز یہاں انجمن ترقّی اسلام کی طرف سے مختلف کھیلوں کا انعقاد عمل میں آتا تھا اور دسہرے کے دن یہاں راون کا بُت بنا کر دسہرہ منایا جاتا تھا!

مسلم لیگ کے اس اجلاس یا کانفرنس کا پنڈال میاں عبد الباری مرحوم، میاں عبد الحمید اختر وکیل، بابو محمد حسین مرحوم ڈرافٹسمین زراعتی کالج کی شب و روز کی

---

[1] حاجی واحد بخش (ولادت ۹۔ فروری ۱۹۱۴ء)، ۱۹۴۱ء میں محکمۂ دیہات سُدھار سے وابستہ ہوئے۔ اٹھارہ برس انجمن اسلامیہ لائل پور کے سیکرٹری مالیات رہے۔ ۱۹۷۰ء میں بادس مجسٹریٹ کے طور پر کام کیا۔ پچھلے دو سال سے ہفت روزہ "لائل پور اخبار" کے منیجر کی حیثیت سے مصروفِ کار ہیں۔

[2] عصمت اللہ خاں (ولادت ۱۵۔ ستمبر ۱۹۳۰ء)، ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء سے گورنمنٹ کالج، لائلپور میں بحیثیت لیکچرار شعبۂ اردو خدمات انجام دے رہے ہیں۔

انتھک کاوشوں سے کوئی ہفتے بھر میں تیار ہوا..... اسٹیج، گراؤنڈ کی جنوب مشرق کی اُس سمت میں بنا، جہاں اب گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ ملّت کالج واقع ہے۔

قائدِ اعظم کو لائل پور ریلوے اسٹیشن سے شاندار اور بے نظیر جلوس کی شکل میں جلسہ گاہ تک لایا گیا یہاں انہوں نے پرچمِ اسلامی لہرایا اور مختصر سا خطاب کیا۔ اس کے بعد قائدِ اعظم کو چائے کیلئے لے جایا گیا۔ مرحوم رمضان خان سردر اور میرا مکان جلسہ گاہ سے نزدیک تھا۔ ہمارا مکان خالی کرا لیا گیا تھا اور مکان کے نچلے حصّے کی بیٹھک میں قائدِ اعظم کے لیے چائے کا انتظام اور اہتمام کیا گیا تھا۔

خان فتح محمد کلرک آف کورٹ سیشن جج لائل پور کے صاحبزادے محمد نواز پاشا مسلم لیگ گارڈ کے سالار تھے۔ نواز پاشا اور دوسرے ورکر ننگی تلواروں کے سائے میں قائدِ اعظم اور اُن کے رفقاء کو چائے کے لیے ہمارے مکان کی بیٹھک میں لے گئے۔ محمد نواز غالباً ۱۹۴۶ء کے آخر میں نامعلوم طور پر قتل کر دیے گئے[۱]۔ قائدِ اعظم کو رات کرنل صاحب میاں محمد حیات مرحوم[۲] کی کوٹھی پر ٹھہرایا گیا۔ میری ڈیوٹی جلسہ گاہ کے اسٹیج پر تھی......

---

[۱] میاں عبد الباری مرحوم کے بڑے صاحبزادے ریٹائرڈ میجر میاں معین الدین باری (ولادت: ۱۹۳۱ء) بتاتے ہیں کہ محمد نواز کی لاش لاہور سے ملی۔ مرحوم کے بدن پر اکاسی زخم پائے گئے۔

[۲] کرنل محمد حیات خاں (ولادت ۱۸۹۵ء، وصال ۱۲ر جولائی ۱۹۷۵ء) بہت نیک نفس بزرگ قائدِ اعظم کے معتمد رفیق اور پُرجوش مسلم لیگی تھے۔ اُن کی کوٹھی چنیوٹ بازار سے باہر (ا۔ لیاقت روڈ، لائل پور) واقع ہے۔ کرنل صاحب کی اہلیہ کا انتقال ۲۰ر فروری ۱۹۷۶ء کو ہوا۔ اب جناب لیاقت حیات، اپنے مرحوم والدین کی یادگار، اس تاریخی کوٹھی میں فروکش ہیں۔

(۶)

نواب غلام علی خاں آف کمالیہ

"۱۸ رنومبر ۱۹۴۲ء کو پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس میں شرکت کے لیے قائداعظم لائل پور تشریف لائے تو ریلوے اسٹیشن پر استقبال کے لیے سارا شہر امڈ آیا۔ ان دنوں لائل پور میں خواجہ عبدالرحیم[۱] ڈپٹی کمشنر تھے۔ پروگرام کے مطابق قائداعظم نے ریلوے اسٹیشن سے ہماری رہائش گاہ، کمالیہ ہاؤس جانا تھا، وہیں ان کا قیام تھا[۲]۔

---

[۱] خواجہ عبدالرحیم آئی سی ایس نے ۱۲ رنومبر کو لائل پور کے ڈپٹی کمشنر کی حیثیت سے اپنے عہدے کا چارج لیا۔ (لائل پور اخبار، لائل پور، جلد ۱۰، نمبر ۲۷، ۱۵ رنومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۳) آخر آخر مرکزیہ مجلس اقبال لاہور سے وابستہ رہے۔

[۲] کمالیہ ہاؤس میں قائداعظم کے قیام کی یہ روایت درست نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم چنیوٹ بازار لائل پور سے باہر کی جانب، کرنل حیات مرحوم کی کوٹھی میں ٹھہرے تھے۔ کرنل حیات، نامور ماہر تعلیم سابق سیکرٹری ایجوکیشن، حکومت پنجاب، پروفیسر میاں نامدار خاں کے ماموں تھے۔ میاں نامدار خاں دو مواقع پر گورنمنٹ کالج، لائل پور کے پرنسپل رہے، اولاً یکم جولائی ۱۹۵۴ء سے ۳۱ جولائی ۱۹۵۶ء تک اور دوسری بار یکم جون ۱۹۵۹ء سے ۲۸ رنومبر ۱۹۵۹ء تک۔

لائل پور میں قائدِ اعظم کے قیام کی ایک یادگار تصویر

قائدِ اعظم کے دائیں جانب: محمد سرفراز خاں آف کمالیہ مرحوم بائیں جانب: احمد نواز پاشا مرحوم

پیچھے دائیں طرف: میاں اکرام اللہ مرحوم بائیں جانب: نواب غلام علی خاں، انور حسین خاں، اور میاں فاروق احمد شیخ

لائل پور میں ایک دعوت کے موقع پر

قائداعظم کے ہمراہ میجر مبارک علی شاہ ، نواب ممدوٹ ، نواب سعادت علی خاں ، شیخ کرامت علی ، میاں امیرالدین ، محمد سرفراز خاں ، انور حسین خاں ، نواب غلام علی خاں اور بعض دوسرے اصحاب۔

قائدِ اعظم جہاں بھی جاتے وہاں کی مقامی مسلم لیگ ان کے لیے حفاظتی گارڈز کا انتظام کرتی۔ لائل پور کے دورے پر میرا کزن محمد سرفراز خاں، بیٹا انور حسین خاں قائدِ اعظم کے محافظ دستے کے طور پر متعیّن ہوئے۔

ہمارے خاندان میں رواج چلا آ رہا ہے کہ جب بھی کوئی بزرگ باہر سے تشریف لائیں، یا کسی نوجوان نے باہر جانا ہو تو وہ بزرگ کے پاؤں چھوتا ہے۔ قائدِ اعظم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے لائل پور کی سرزمین کو نوازا۔ میرے بیٹے اور کزن دونوں نے ان کے پاؤں چھونا چاہے، قائد نے انہیں روکتے ہوئے کہا: "صرف باری تعالیٰ کی ذات کے آگے جھکا جاتا ہے" قائدِ اعظم دوسروں کو عزتِ نفس کی پہچان کرا رہے تھے۔

پنجاب کے فنانشل کمشنر جے۔ ڈی۔ بینی بھی ان دنوں لائل پور میں تھے۔ قائدِ اعظم کی آمد کا سُنا تو والدِ مرحوم نواب سعادت علی خاں کے پاس آئے کہ وہ اُنہیں قائدِ اعظم سے متعارف کرائیں۔ قائدِ اعظم کے اِس دورہ لائل پور میں کمالیہ ہاؤس میں لنچ ہو رہا تھا۔ میاں امیر الدین، شیخ کرامت علی، میجر مبارک علی شاہ، حیدر شاہ، غلام قادر خان، انور حسین خان، محمد سرفراز خاں اور میں بھی اس لنچ میں شریک تھا۔ والد صاحب نے چونکہ بینی سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ انہیں قائدِ اعظم سے متعارف کرائیں گے۔ والد صاحب، قائدِ اعظم کے دائیں ہاتھ بیٹھے تھے، وہ اُٹھے۔ مسٹر بینی اُن کے ساتھ تھا۔ قائدِ اعظم کے قریب ہو کر انہوں نے قائدِ اعظم سے کہا: "یہ فنانشل کمشنر مسٹر بینی ہیں" قائدِ اعظم نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ والد صاحب نے دوسری بار، پھر تیسری بار یہی جُملہ دہرایا۔ قائد کی طرف سے کوئی

جواب نہیں ملا تو میں اپنی نشست پر سے اٹھا۔ والد صاحب کو بازو سے پکڑ کر اُن کی سیٹ پر لے آیا اور ان سے عرض کی:

"باباجی یہ قائدِ اعظم ہیں"۔

ہندوستانیوں کا اُن دنوں یہ حال تھا کہ وہ سفید چمڑی والے سے خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو، بہت مرعوب ہوتے۔ اگر کوئی فرنگی اُن سے کلام کرتا تو اُسے اپنے لیے اعزاز سمجھتے۔ قائدِ اعظم نے جے ڈی پینی کا نوٹس نہ لے کر ہمیں یہ بتانا چاہا کہ اُن کی نظر میں انگریز کی کوئی قدر نہیں۔ وہ مسلمان قوم کو اپنے افعال و کردار سے ہر وقت عظمتِ رفتہ کا درس دیا کرتے۔ اللہ اللہ! کتنا بڑا آدمی تھا میرا قائد!!

(پندرہ روزہ "آتش فشاں"[1] لاہور، جلد ۴، شمارہ ۲۳، ۱۰ تا ۲۴ دسمبر ۱۹۷۶ء، ص ۵۸-۵۹)

○

---

[1] حاجی محمد یوسف پندرہ روزہ "آتش فشاں" کے بانی ہیں۔ رسالے کا موجودہ شمارہ "قائدِ اعظم نمبر" ہے اور بہت قیمتی مواد کا حامل (صفحات ۳۳۰)۔ یہ خاص نمبر لیڈر پبلی کیشنز، ۲ رسول چیمبرز، ایبک روڈ، لاہور کی پیش کش ہے اور اُسے مرزا محمد منیر نے محنت اور سلیقے سے مرتب کیا ہے۔

(۷)

خلیق قریشی مرحوم

لائل پور میں ایک بار صرف ایک بار قائدِ اعظم تشریف لائے۔ آج جب کتاب کے اُن اوراق کو اُلٹا جاتا ہے تو بے اختیار پلکیں بھیگ جاتی ہیں اور دل سے آہوں کے شعلے اُٹھتے ہیں۔

تحریکِ پاکستان حقیقتاً کسی ایک نقطۂ مستقر سے شروع نہیں ہوئی، بلکہ یہ احساس کا احیاء تھا کہ اللہ تعالےٰ اور انسان کے درمیان عبد و معبود کا رشتہ قائم اور استوار رہنا چاہیئے۔ نبی آخرالزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس رشتۂ عزیز کو مکمل فرمایا اور اس طرح آنے والی دنیا کے لیے ایک صحیح لائحۂ عمل حضورؐ نے

ٹ الحاج میاں غلام رسول خلیق قریشی (ولادت: ۱۹۱۳ء، وصال: ۱۰ جنوری ۱۹۷۴ء) تحریکِ پاکستان کے سرگرم کارکن، اقبال اور فکرِ اقبال کے شیدائی، شعلہ بیان مقرر اور خطیب، معروف صحافی اور شاعر پبلسٹی آفیسر محکمہ تعلقاتِ عامہ لائل پور، ۱۹۴۷ء میں محکمہ آبادی کے ہاؤسنگ مجسٹریٹ کے طور پر کام کیا۔ مدتوں 'لائل پور اخبار' سے مختلف حیثیتوں سے منسلک رہے، پھر لائل پور سے اپنا اخبار 'عوام' نکالا اور ۱۹۴۸ء سے ۱۹۶۲ء تک اس کے ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۶۲ء میں سرکاری دورے پر برطانیہ گئے اور بی بی سی سے اُن کی پُرجوش تقریر نشر ہوئی۔

معین فرمایا۔ جس طرح کعبۃ اللہ میں بے شمار بت رکھے ہوئے تھے اور سید الکونین
نے بتوں سے خدا کے گھر کو پاک اور صاف فرمایا، اسی طرح یہ اُسوۂ جمیل امتِ محمدیؐ
کے لیے نظیر بنا اور جب حرص و آز، ہوس و اقتدار اور مال و جاہ کے بت اللہ کی
زمین کے کسی حصّے میں چھا جائیں، اُس کو ان بتوں سے پاک و صاف کرنا عین
اسلام ہے۔ برِصغیر ایک ہمہ گونہ بت کدہ تھا۔ افرنگی استعمار اور ہندو عیاری کے
گٹھ جوڑ نے اس بت کدۂ نو کو اللہ کے نام اور اللہ کے دین کے لیے خطرناک بنا دیا
تھا، ہر وقت اور ہر دور میں اس صنم خانے کی تطہیر کی کوشش کی گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ
کی دین ہے کہ اس عظیم کام کا ایک جامع حصہ قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کے ہاتھوں
سرانجام ہوا۔ یہی محمد علی جناحؒ جو بابائے ملت اور قائدِ اعظمؒ تھے، لائل پور تشریف
لائے۔ تحریکِ پاکستان کے کسی مرحلے کسی، کسی سلسلے یا کسی مقام کو افراد یا جماعتوں
کے ہاتھ قطعی مخصوص نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ضرور تھا کہ پاکستان کا چرچا بہت عام
ہونے سے پہلے لائل پور میں اس کا شہرہ بڑا عام تھا۔ یہ حسنِ اتفاق کہیئے یا
ہماری خوش بختی کہ پاکستان کو موضوع بنا کر جس نوجوان طبقے نے طلباء کی باقاعدہ
تنظیم سے پہلے کام شروع کیا ہوا تھا، اُس میں لائل پور کے طلباء کا ایک گروہ
موجود تھا۔ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن جس کی تاریخ جہادِ پاکستان میں بہت
نمایاں حیثیت رکھتی ہے، ابھی موثر طریقے سے منظم اور فعال نہیں بنی تھی کہ
اہلِ علم حضرات کا ایک بہت بڑا گروہ جو ویسے مختلف کلبوں پر منتشر تھا، تحریکِ
پاکستان کو اپنا مطمحِ نظر بنا چکا تھا۔ اس گروہ کو لاہور کے موقر روزناموں "احسان"
"زمیندار" اور دوسرے مسلم اخبارات کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع مل رہا تھا۔

حقیقت میں ملتِ اسلامیہ کی خوش بختی تھی کہ قائدِ اعظمؒ کے باقاعدہ اس تحریک کو اپنی سربراہی میں لینے سے پہلے شاعرِ مشرق حضرت علامہ اقبالؒ نے بہت وسیع انداز میں اور مولانا ظفر علی خانؒ نے ان کے ساتھ ساتھ قوم کو ذہنی اور قلبی طور پر قیامِ پاکستان کے لیے جدوجہد کرنے کے واسطے تیار کر دیا تھا۔ طلباء اور نوجوانوں نے اپنے مکرم قائدین سے فکری رہنمائی حاصل کرکے پاکستان کو موضوعِ بیان وکلام بنایا اور بہت اہم مقالے اور مضامین لکھے جو مؤقر مسلمان روزناموں میں شائع ہوتے رہے[۱]۔ ان لکھنے والوں میں بہت سے حضرات تھے۔ ان سب کے نام تو

۱؎ "تحریکِ پاکستان کے پروپیگنڈے کا کام جناب خلیق قریشی کے ذمے تھا۔ وہ 'انقلاب' اور 'احسان' کو مضامین بھجوایا کرتے تھے، پھر انھوں نے دوسرے اخباروں میں بھی نظریۂ پاکستان کے بارے میں لکھنا شروع کیا۔ مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے جب خلیق قریشی صاحب خوشی میں جھومتے میرے پاس آئے اور مجھے مبارک باد دی۔ میں نے وجہ دریافت کی تو بولے "اب بات چل نکلی ہے۔ تصورِ پاکستان کی مخالفت شروع ہوگئی ہے، اب ہم اپنا موقف زیادہ شدت سے پیش کر سکیں گے۔ خلیق صاحب نے ایک ہندو اخبار کا تراشہ دکھایا۔ اس میں ایک ریٹائرڈ سیشن جج (دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ) کا مضمون تھا جس میں پاکستان کے تصور کے خلاف بعض دلیلیں دی گئی تھیں۔ خلیق قریشی کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔ اعتراضات کا جواب دیا گیا تو یہ سلسلہ چل نکلا۔ ہندو پریس زور و شور سے مخالفت پر اتر آیا۔ جوں جوں مخالفت بڑھتی گئی ہم تیز ہوتے گئے ...."

ــــ روایت: شیخ فیروز الدین، ــــ تحریر: عرفان چغتائی
(روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۳ مارچ ۱۹۶۳ء، صفحہ ۶)

سامنے نہیں۔ اے پی پی کے احمد بشیر آج کے "سیارہ ڈائجسٹ" کے خورشید عالم اور اور راقم الحروف تھے۔ خورشید عالم صاحب جہاں گرد کے نام سے لکھتے۔ میں اختر شمار، مومن، مکی کئی نام استعمال کرتا اور بھی کئی احباب اس قلمی جہاد میں شامل تھے۔ میں اسلامیہ کالج لاہور کے طالب علم کی حیثیت سے یہ فیض حاصل کر رہا تھا لائل پور میں جب میں واپس آیا تو یہاں میرے ایک نہایت پیارے اور عزیز بھائی اور ہم سبق چودھری محمد شفیع علی گڑھ سے مجلا ہو کر لائل پور پہنچے ہوئے تھے اُن کی راہنمائی میں پہلے بھی کافی لکھتا رہا تھا اور پھر اس تحریک کو زیادہ زور دار بنایا گیا، پاکستان کی جغرافیائی۔ تاریخی۔ اقتصادی اور عمرانی حیثیت پر بے شمار مضامین لکھے گئے۔ لائل پور میں ۱۹۳۷ء کے درمیانی مہینوں میں مجلس پاکستان کی تشکیل۔ کی گئی۔ غالباً اس وقت تک مجلس پاکستان کہیں تشکیل نہیں کی گئی تھی۔ مگر پاکستان کا احساس اور تحریک ہر جگہ موجود تھی اور ہم یہ قطعی دعوی نہیں کر سکتے کہ ایک وقت میں ہم چند دوست پہلے مل بیٹھے تھے یا ہم نے کسی جلسے میں ایک نعرہ بلند کر دیا تھا' اس سے پاکستان کے اوّلین داعی ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہو گیا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب ہر محاذ پر مسلمان اپنی قومی حیثیت کو منوانے کے لیے برسرِ پیکار تھے۔ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی باقاعدہ تنظیم اور اس کا قیام ایک بہت بڑا عمل تھا اور مسلمان پہلی دفعہ ایک آزادی سے ہم کنار ہو رہے تھے۔ یہ آزادی انہیں اسٹوڈنٹس یونین کی پُر۔ پیچ اور پُر فریب زنجیروں سے مل رہی تھی۔ فیڈریشن کے لیے پہلا کام اُس پاکستان کا قیام تھا، جو طلباء اور تعلیمی اداروں میں قائم ہونے والا تھا اور جسے خدائے قدوس نے مستقبلِ قریب میں ہی ملّت کے لیے "سیف اللہ"

بنتا تھا۔ ان طلباء میں حمید نظامی مغفور، میاں محمد شفیع، مولانا عبدالستار خاں نیازی، چودہری نصراللہ خاں مرحوم۔ سید محمد قاسم رضوی، ڈاکٹر الیاس مسعود، شیخ انوار الحق (جسٹس)، عبدالسلام خورشید، قاضی مسعود افضل، سلیم طاہر جسٹس اور دوسرے بے شمار پُرجوش نوجوان موجود تھے۔ یہ صرف ایک دن کی بات نہیں طلباء کو اس تحریک میں وقت کے ساتھ ساتھ نیا خون شامل ہوتا رہا اور اوپر جو نام دیے گئے ہیں مختلف اوقات کے حضرات میں سے صرف چند نام ہیں۔ لائل پور میں فیڈریشن سے پہلے جو تقریباً طلباء کی ہی جماعت بنی تھی، وہ مجلسِ پاکستان تھی۔ اس میں چودھری محمد شفیع، میاں ریاض الدین احمد، راقم الحروف، چودہری ممتاز احمد، ایم اے ممتاز جو بعد میں طلباء کے پُرجوش رہنما بنے، شامل تھے۔ اس جماعت کو خوش قسمتی سے یہاں کے پُرجوش قومی کارکن شیخ فیروز الدین مالک کشمیر ہاؤس کی ہمدردانہ اعانت حاصل ہوگئی۔ آج بھی قومی درد سے اُسی طرح ان کا سینہ معمور ہے، گھنٹہ گھر لائل پور کا اہم مرکزی چوک ہے۔ یہاں اپنی ملکیتی ایک بہت بڑی اور اونچی دیوار پر شیخ فیروز الدین صاحب نے پاکستان کا نقشہ بنوا دیا اور اسی طرح پاکستان کے تصور کو یہ عملی اور پہلی سربلندی حاصل ہوئی۔ اس پاکستان میں جس کا نقشہ ہمارے دلوں میں محفوظ ہے اور جس کے لیے ابھی ہمیں یا ہماری آئندہ نسلوں کو طویل جد وجہد کرنا ہوگی، اس نقشے میں دہلی تک پورا پنجاب، جوناگڑھ، مناودر، مانگرول، راجپوتانہ کا ایک حصہ، سالم بنگال اور آسام اور جنوبی ہند سے سلطنتِ عثمانیہ شامل تھے۔

یہ نقشہ جہاں ہمارے لیے سرورِ دل وجاں تھا وہاں پاکستان کے مخالفین

کے لیے جو صرف ہندو سکھ ہی نہیں تھے، نام نہاد قوم پرست مسلمان بھی تھے، سخت اشتعال انگیز ثابت ہو رہا تھا۔ اور شیخ فیروزالدین صاحب سے کبھی بھائی چارے کی بنا پر اور کبھی در پردہ اختیارات کا رعب دکھا کر یہ درخواست کی گئی کہ اس دیوار سے نقشہ ہٹا دیا جائے، مگر شیخ صاحب نے پروا نہ کی۔ پاکستان اب ایک عام موضوعِ سخن بن چکا تھا اور نوجوان کارکن اس سلسلے میں بڑی خود اعتمادی سے کام کر رہے تھے۔ انہیں دنوں ہمیں صاحبزادہ سید محمود الحسن کی رہنمائی بھی حاصل ہو گئی۔ یہ درویش صفت عالم دین شعلہ افشاں خطیب اور با اثر روحانی پیشوا ایسے وقت میں پاکستان کے لیے آواز بلند کر رہے تھے، جب ابھی ان معروف حلقوں کی تائید تحریکِ پاکستان کو حاصل نہیں ہوئی تھی۔

لے چودھری رحمت علی کے تصور نے ہمیں راہ دکھائی۔ انہوں نے پاکستان کا تقاضا کیا تھا۔ اسے برِ عظیم کے ایک نقشے میں دکھایا گیا تھا۔ میں نے وہ پمفلٹ لیا اور علیم پینٹر سے بات کی۔ جھنگ بازار میں گھنٹہ گھر کے سامنے جاری ایک دکان کی دیوار خالی تھی۔ میں نے وہاں دس فٹ چوڑا، بیس فٹ لمبا ایک نقشہ بنوایا۔ برِ صغیر کے اس نقشے میں پاکستان سبز رنگ میں دکھایا گیا تھا۔ یہ نقشہ لائلپور میں پاکستان کے نظریے کی نشر و اشاعت کے لیے پہلا نعرہ تھا۔ ۱۹۳۸ء میں اسے دیوار پر نقش کروایا اور قیامِ پاکستان کے بعد تک اسے وہاں سے محو نہیں کیا گیا۔۔۔۔ اس طرح لائل پور نے پاکستان کا مطالبہ اس نقشے کے ذریعے (قیامِ پاکستان) سے (نو دس) برس قبل کر دیا تھا۔ میرا اس میں معمولی سا رول تھا اور مجھے اس پر فخر ہے۔"

(روایت: شیخ فیروز الدین، نوائے وقت لاہور ۱۴ مارچ ۱۹۶۳ء، ص۷)

۱۹۴۰ء میں قرار دادِ لاہور منظور ہوئی اور قائدِ اعظم نے اگلے سال دورے کا پروگرام بنایا تو اُس میں خوش قسمتی سے لائل پور کو بھی حصّہ مل گیا۔ لائل پور کا پورا ماحول اب مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان سے گونج رہا تھا۔ انھیں دنوں خواجہ عبدالرحیم میاں، ڈپٹی کمشنر کی حیثیت سے تشریف لائے۔ خواجہ عبدالرحیم صحیح معنوں میں اقبالؒ کے شاہین تھے۔ اُن کے آنے سے ذہنوں کی کایا پلٹ گئی وہ صرف ڈپٹی کمشنر نہیں تھے، مُفکّر اور مُقرّر بھی تھے۔ انھوں نے اپنے سرکاری فرائض کو پوری تندہی سے سرانجام دیا تاہم پاکستان کے نظریے کے لیے ایک دوستانہ ماحول پیدا ہو گیا اور آنجہانی سرچھوٹو رام کی جاٹ کانفرنس اور کانگرسیوں کی کسان کانفرنس سب ایک ایک کر کے دم توڑ گئیں۔

قائدِ اعظم علیہ الرحمۃ کے استقبال کے لیے سرگرمی سے تیاریاں شروع ہو گئیں۔ نوجوان طلباء میں محمد نواز پاشا (مرحوم)، ظہور عالم شہید، چوہدری ایم اے مختار ملک ریاض الرحمٰن بیرسٹر عبدالحمید بی۔اے (جو بعد میں صوبائی وزیر بھی رہے) اور مسلم لیگ کے حلقوں میں میاں عبدالباری، چودھری عزیز الدین مرحوم، میاں عبدالحمید اختر، میاں فضل احمد، حکیم ملک محمد شریف، شیخ بشیر احمد، راجہ نادر خاں، چودھری عطا محمود مرحوم، خان سرفراز خاں بلوچ مرحوم اور بے شمار مسلم لیگی کارکن میدان میں موجود تھے۔ خان رمضان سرور مرحوم اور راقم الحروف انھیں صفوں میں شامل تھے۔ عید باغ کو جلسے کے لیے منتخب کیا گیا۔ الحاج خواجہ ناظم الدین اس کانفرنس کی صدارت کرنے والے تھے۔ انھیں نواب غلام علی آف کمالیہ کی کوٹھی پر ٹھہرایا گیا۔ یہ کوٹھی کمالیہ میں الحاج چودھری علی اکبر خاں مرحوم کی رہائش گاہ تھی۔ قائدِ اعظمؒ جھنگ بازار سے باہر میاں

محمد حیات خاں کی کوٹھی پر ٹھہرے۔ یہ کوٹھی کرنل صاحب والی کوٹھی کے نام سے موسوم ہے۔ سبز وردی میں ملبوس نوجوان سفید طرّے دار پگڑیاں باندھے ہوئے اور تلواروں سے مسلّح کمالیہ کے خان محمد سرفراز خاں کھرل کی قیادت میں قائدِ اعظمؒ کے پہرہ دار تھے۔ شہیدِ ملت خان لیاقت علی خاں مرحوم کے فرزندِ عزیز نوابزادہ ولایت علی خاں مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے سالار تھے۔ سید خلیل الرحمن صوبائی مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے۔ جماعت کے سرکردہ رہنما، قوم کے اکابر، علمائے کرام سب آئے ہوئے تھے۔

لائل پور کے پُرجوش فدائی شیخوپورہ پہنچ کر اسی گاڑی سے قائدِ اعظمؒ کے ہمراہ واپس آ رہے تھے۔ ریلوے سٹیشن سے عید باغ تک چار میل کا فاصلہ جلوس کی صورت میں طے ہوتا تھا۔ اتنا بڑا جلوس لائل پور کی نگاہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بڑے دل نشین مناظر تھے۔ جلوس قیصری دروازہ سے ریل بازار میں داخل ہوا۔ یہ بہت بڑا تجارتی بازار تھا اور خال خال مسلمان کی کوئی دکان تھی۔ قائدِ اعظمؒ بگھی میں تشریف فرما تھے۔ لائل پور میں کارکنوں کی انتھک ہمت سے یہ ماحول پیدا ہو چکا تھا کہ ریل بازار میں مکانوں کی بالائی منزلوں پر خواتین بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان میں غیر مسلم خواتین بہت زیادہ تعداد میں تھیں۔ جگہ جگہ ان خواتین نے بانسوں سے رومال باندھ کر بازاروں میں لٹکائے ہوئے تھے۔ جب قائدِ اعظم گزرتے تو رومال ڈوری سے کھول دیئے جاتے اور اس طرح جلوس پر گل افشانی ہوتی پھر اظہارِ عقیدت میں غیر مسلم خواتین زیادہ نمایاں تھیں۔ ریل بازار میں خال خال مسلمانوں کی دکانیں تھیں۔ ان میں بھی بعض مصلحت اندیش تھے۔ جب جلوس کشمیر بازار کے سامنے

پہنچا تو شیخ فیروز الدین کی استدعا پر جلوس رُکا انہوں نے ۱۰۰۰۱ روپے کے کرنسی نوٹوں کا ہار قائدِ اعظمؒ کی خدمت میں پیش کیا، جسے اُنہوں نے نہایت مسرت کے ساتھ قبول کیا۔ یہاں شیخ صاحب کی تحریک پر قائدِ اعظمؒ کے نام کے ساتھ شہنشاہِ سیاست قائدِ اعظمؒ زندہ باد کے نعرے بلند ہوئے۔ تمام راستہ اسی طرح محبت اور عقیدت کا مظاہرہ ہوا۔ جلوس کے اختتام پر قائدِ اعظمؒ نے جلسے کا پروگرام دیکھنا چاہا۔ یہاں سب سے دلچسپ بات ہوئی پروگرام کے مطابق سر سکندر حیات خاں مرحوم کو قائدِ اعظمؒ کی آمد پر استقبالیہ خطبہ پڑھنا تھا۔ قائدِ اعظمؒ نے فرمایا کہ سر سکندر نہ تو صوبہ یا ضلع مسلم لیگ کے صدر ہیں اور نہ مجلسِ استقبالیہ کے صدر ہیں، وہ کس حیثیت سے خطبۂ استقبالیہ پڑھیں گے؟ اس کا کوئی جواب نہیں تھا اور قائدِ اعظمؒ نے قطعی طور پر اس شق کو نامنظور فرما دیا۔ دوسری طرف یہ عالم تھا کہ سر سکندر مرحوم کا خُطبۂ استقبالیہ پڑھا جانا تسلیم شدہ تھا۔ منتظمین اور کارکنوں کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ اصرار و انکار کی منزلیں طے ہونے لگیں اور بالآخر یہ طے ہُوا کہ سر سکندر مرحوم اجلاس کے آخری مُقررین میں سے ہوں گے ــــ"

(روزنامہ نوائے وقت، لاہور ۲۲،۲۸ دسمبر ۱۹۷۶ء، صفحہ ۷)

روایت: شیخ فیروز الدین کاشمیری[1]

نگارش: پروفیسر خالد شبیر[2]

پروفیسر ڈاکٹر سید معین الرحمٰن صاحب نے مجھ سے یہ فرمائش کی کہ میں لائل پور کے معمر ترین سیاسی کارکن شیخ فیروز الدین کاشمیری سے قائداعظم کی لائل پور میں تشریف آوری کے حوالے سے ایک انٹرویو لوں۔ میں تعمیل ارشاد میں جب شیخ صاحب کے بیٹے اقبال فیروز کی معیت میں ان کے گھر پہنچا تو شیخ صاحب اپنے ڈرائنگ روم میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام عرض کیا تو اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اقبال فیروز نے اُن کی خدمت میں میری حاضری کی غرض و غایت بیان کی تو مسکراتے ہوئے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا۔ نہایت شفقت سے میری خیریت دریافت کی۔ میں نے ایک نظر کمرے پر دوڑائی تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ایک طرف دیوار پر قائداعظم

---

[1] شیخ فیروز الدین کاشمیری (ولادت: ۱۸۹۱ء) اپنے والد شیخ احمد دین مرحوم کے ہمراہ ۱۸۹۸ء میں لائل پور آئے اور جب سے یہیں آباد ہیں۔ ۱۹۴۲ء میں قائداعظم کی آمد پر وہ لائل پور مسلم لیگ کی شہری تنظیم کے خزانچی تھے۔

[2] پروفیسر خالد شبیر (ولادت: یکم اپریل ۱۹۳۴ء)، ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو محکمۂ تعلیم حکومت پنجاب سے وابستہ ہوئے۔ فروری ۱۹۷۳ء سے گورنمنٹ کالج، لائل پور میں سیاسیات کے لیکچرار ہیں اور سیاسیات کی کئی درسی کتابوں کے مصنف۔

کی قدِ آدم تصویر آویزاں تھی، دوسری دیوار پر مشاہیرِ اسلام کی تصویریں لگی ہوئی تھیں، جس سے شیخ صاحب کی اپنے اسلاف کے ساتھ دلی وابستگی اور ان کے ساتھ عقیدت و محبت جھلکتی تھی۔ پستہ قامت، سُرخ و سفید رنگ اور گول چہرہ ان کے بالوں کی سفیدی جسے مہندی کی سُرخی چھپانے کی کوشش کر رہی تھی کیا ہی بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ چہرے سے اگرچہ بڑھاپا جھلکتا تھا، تاہم نگاہوں میں جوانی کے آثار اب بھی موجود تھے۔ قائدِ اعظم کے بچاسی سالہ سیاسی کارکن شیخ فیروزالدین جب بڑے خلوص کے ساتھ مجھ سے ہمکلام ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا:

"کیا آپ قائدِ اعظم کے دورۂ لائل پور کے بارے میں کچھ فرمائیں گے؟"

شیخ صاحب نے میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: یہ ۱۹۴۲ء کا ذکر ہے قائدِ اعظم پنجاب کے سیاسی دورے پر لائل پور تشریف لائے۔ یہاں کے مسلمانوں کی حالت دیدنی تھی۔ ان کے چہرے روشن اور دل بلیّوں اچھل رہے تھے، جیسے گوہرِ مقصود ہاتھ آگیا ہو۔ ایک بے پناہ ہجوم تھا جو انہیں ایک نظر دیکھنے کو بے تاب تھا۔ مسلمان قائدِ اعظم کو اپنے درمیان پاکر پھولے نہیں سماتے تھے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا مسلمانوں کے بے تاج بادشاہ آج لائل پور کے مسلمانوں کے درمیان تھے۔ قائدِ اعظم جنہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو بے پناہ اعتماد سے ہمکنار کر دیا، جب لائل پور تشریف لائے تو یہاں کے مسلمان دل و نگاہ کے نذرانے لے کر دیوانہ وار گھروں سے باہر نکل آئے۔ ان لمحات کو میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ وہ میرا سرمایۂ حیات ہیں۔ اس جذبے اور

استقبال کی تیاری میں میری محنت بھی شامل تھی۔ میں نے دن رات ایک کر کے لائل پور کے مسلمانوں میں 'فکرِ قائد' کے لیے کام کیا تھا۔ زمانے نے اگرچہ میری راہ میں کانٹے بچھانے کی کوشش کی تھی لیکن میرے ارادے اٹل اور میرے عزائم بلند تھے۔ میں دیوانہ وار اپنے مشن کی تکمیل میں مصروفِ کار رہا، اور اُس روز میری محنت کا صلہ میرے سامنے تھا۔ ریل بازار میں مَیں نے اپنی دکان کے سامنے ایک استقبالیہ دروازہ نصب کیا تھا، جو میری اس عقیدت و محبت کا غماز تھا جو مجھے اپنے قائد کی ذاتِ ستودہ صفات سے تھی۔ میں نے اس دروازے کی تیاری پر اپنی پوری صلاحیت صرف کر دی تھی اور شاید یہی بات تھی کہ پورے لائل پور کی آبادی اس دروازے کو دیکھنے کے لیے چڑھ دوڑی تھی۔ پولیس لوگوں کو دھکیل کر دروازے سے الگ کرتی تو کوشش کر کے لوگ دوبارہ دروازے تک پہنچ جاتے۔ شاید آپ اس خوشی کا اندازہ نہ کر پائیں جو مجھے اُس وقت ہوئی جب میرے قائد کی سواری میرے بنائے ہوئے دروازے کے نیچے سے گزر رہی تھی جس کی تزئین و زیبائش کے لیے مَیں نے بے پناہ کوشش کی تھی اور جب میرے تیار کردہ پروگرام کے مطابق پانچ صد روپوں کا ہار دروازے کے اُوپر سے خود بخود قائدِ اعظم کے گلے میں گرا تو لوگوں نے عقیدت و محبت سے سرشار ہو کر نعرے بلند کیے۔ میں آج بھی ان نعروں کی گونج محسوس کرتا ہوں تو میرے بوڑھے چہرے پر جوانی کی رونق عود کر آتی ہے۔

شیخ فیروزالدین یہ واقعات بیان کر رہے تھے اور میں ان واقعات

کو بپردِ قرطاس کرتا جا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ قائدِ اعظم کے یہ جاں نثار
کارکن جو پینتیس سالہ پرانے واقعے کو سناتے ہوئے آج بھی اپنے آپ کو
جوان محسوس کرتے ہیں یقیناً یہ ان کے خلوص اور محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ
بقول شاعر ؎

حکایت از قدآں یار دل نواز کنیم
بہ ایں فسانہ مگر عمر خود دراز کنیم

شیخ صاحب آخر وہ کونسا جذبہ تھا جس نے آپ کو قائدِ اعظم کا گرویدہ بنا
دیا تھا؟

پروفیسر صاحب! یہ قائدِ اعظم کی مسلمانوں کی فلاح و بہبود، ان کی ملی عظمت
کی بحالی، اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے لئے قائدِ محترم کی تگ و دو تھی
جس نے مجھے اُن کا گرویدہ بنایا۔

شیخ صاحب! آپ اُس جلسے میں تو ضرور موجود ہوں گے جس سے حضرتِ
قائدِ اعظم نے یہاں لائل پور میں خطاب کیا تھا اُس جلسے کی کوئی خاص بات اگر
یاد ہو تو فرمائیے ۔۔؟

حضرت اُس جلسے کے انتظامات میں یہ ناچیز بھی شامل تھا' بلکہ مسلم لیگ
کے کارکن اور شہری تنظیم کے خزانچی کی حیثیت میں مَیں اسٹیج پر موجود تھا۔ یہ
اجتماع لائل پور کی تاریخ کا عظیم اجتماع تھا۔ دھوبی گھاٹ کے "اقبال پارک"
میں تاحدِ نگاہ انسان ہی انسان تھے۔ قائدِ اعظم اپنے پورے جاہ و جلال اور
تمکنت و وقار کے ساتھ کرسیٔ صدارت پر جلوہ افروز تھے۔ مَیں وہ منظر نہیں

بھول سکتا جب مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم نے قائدِ اعظم سے پہلے تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں سے مالی امانت کی اپیل کی تو یہ سعادت بھی میرے ہی حصے میں آئی کہ لاکھوں کے اس مجمع میں سب سے پہلے میری اہلیہ نے اپنے کانوں سے بالیاں اتاریں اور مولانا کے سپرد کردیں، جس پر آج بھی فخر و مباہات سے میرا سر اُونچا ہوجاتا ہے۔ پھر یہ منظر بھی دیدنی تھا کہ ہر عورت اور ہر مرد اس میدان میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانا چاہتا تھا۔ زیورات کی بارش ہورہی تھی میں کبھی لوگوں کے جذبے اور اُن کی عقیدت کا نظارہ کرتا تو کبھی اپنے قائد کے چہرے کی جانب دیکھتا۔ ایک عجیب و غریب کیفیت تھی جس کا بیان زبان کے بس کا روگ نہیں ہے ۔ اور ہاں ۔ اُسی روز مجھے قائدِ اعظم سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ میں اپنے قائد کو اپنے درمیان پاکر نہ جانے کتنا خوش تھا۔ میرے چہرے پر مسرت و انبساط رقص کررہی تھی اور میرے دل کی دھڑکنیں تیز سے تیز تر ہورہی تھیں وہ مجھ سے اتنی ہی دور بیٹھے لوگوں سے محوِ گفتگو تھے جتنی دور بیٹھے اس وقت آپ مجھ سے گفتگو کررہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے لیے اُن کا یہ قرب اتنا بڑا اعزاز ہے، جس پر جتنا بھی ناز کیا جائے کم ہے۔

شیخ صاحب، اس مسافت میں کیا کبھی ایسا لمحہ بھی آیا کہ آپ کے پاؤں ڈگمگا گئے ہوں یا پھر آپ نے تھکن محسوس کرنا شروع کردی ہو؟

نہیں پروفیسر صاحب! میں نے خدا کے فضل و کرم سے ایسا کبھی محسوس نہیں کیا۔ ایک جذبہ تھا جس سے سرشار ہوکر ہر وقت آگے بڑھنے کی دُھن

سر پر سوار رہتی تھی۔ میں نے ایک مرتبہ کچہری بازار کی دکان کی دیوار پر پاکستان کا بہت بڑا نقشہ تیار کروایا جس میں مَیں نے مسلم اکثریت کے سارے صوبے دکھائے تھے۔ یہ اُس وقت کے مخلوط معاشرے میں بہت بڑا اقدام تھا۔ پورے شہر میں اس سے ہلچل مچ گئی تھی۔ خود میرے اپنے ساتھی بھی مجھے نصیحتیں کرتے تھے کہ اس طرح مخالفت بڑھے گی۔ خلیق قریشی مرحوم جو میرے مخلص ساتھیوں میں سے تھے، مجھے ازراہِ ہمدردی سمجھاتے رہے لیکن میں نے ذرّہ بھر پروا نہ کی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے بعد شہر میں میری مخالفت میں شدید اضافہ بھی ہوا لیکن ہم ایسی باتوں کو خاطر میں لانے والے نہیں تھے۔

آپ نے مسلم لیگ میں کب شرکت کی؟ کیا آپ شروع سے ہی مسلم لیگ سے وابستہ تھے یا کسی دوسری جماعت کو چھوڑ کر مسلم لیگ میں شامل ہوئے تھے؟

مَیں مسلم لیگ میں ۱۹۳۸ء میں شامل ہوا تھا۔ اس سے پہلے مختلف سیاسی اور رفاہی تنظیموں میں فعّال کارکن کی حیثیت سے کام کر چکا تھا۔ مسلم لیگ میں شمولیت کے بعد میرے لیے دوسری جماعتوں میں کوئی کشش باقی نہ رہی، اس کی وجہ حضرت قائدِ اعظم کی شخصیت تھی۔ میں اُن سے صددرجہ متاثر ہوا۔ وہ ایک چٹان کی مصداق تھے کہ مخالفین اُن سے سر پھوڑتے رہے لیکن وہ اپنے موقف کی صداقت پر کامل یقین رکھتے ہوئے ڈٹے رہے۔ اُن کے اس استقلال نے خود اُن کے پیروکاروں میں

ایک غیر متزلزل اعتماد اور بے مثال استحکام پیدا کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم تحریکِ پاکستان کے ہر مرحلے میں اپنے قائد کے نقشِ قدم پر مضبوطی کے ساتھ منزل کی جانب رواں دواں رہے یہاں تک کہ وطنِ عزیز پاکستان وجود میں آگیا — اب اس کی بقا اور اس کے ارتقاء کا انحصار نوجوان نسل پر ہے جس سے میں مایوس نہیں ہوں[۱] — پاکستان پائندہ باد

○

---

[۱] افسوس کہ قائدِ اعظم کے یہ فدائی جناب شیخ نذیر الدین کاشمیری جمعرات ۱۰ فروری ۱۹۷۷ء کی صبح حرکتِ قلب بند ہو جانے سے لائل پور میں انتقال فرما گئے:

ع عمر بھر روئیں گے تجھ کو تیرے دیوانے بہت !

خدا مرحوم کی روح پر فتوح پر نور کی بارش کرے اور متعلقین کو صبرِ جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔

(۹)

عرفان چغتائی

گھنٹہ گھر لائل پور کے سائے میں 'کشمیر ہاؤس' کے مالک شیخ فیروزالدین صاحب سے ملے۔ پاکستان کے تصور کو ایک دیوار پر نقش کرنے میں انہوں نے شفقت اور عقیدت کا مظاہر کیا تھا۔ نئی پود اس کیف اور لذت کا شاید پوری طرح اندازہ نہیں کرسکتی۔ یہ آج (۱۹۶۳ء) سے کوئی ربع صدی پہلے کی بات ہے جب لائل پور کا ناک نقشہ تو سنور چکا ہے لیکن کارخانوں کی چمنیاں وہاں گردن اٹھائے دکھائی نہیں دیتی تھیں۔ شہر میں صنعت و تجارت پر ہندوؤں اور سکھوں کی پوری گرفت تھی۔ گرد و نواح کی زمین سونا اگلتی تھی مگر یہ سونا سکھ سرداروں کی جھولیوں میں تھا۔ قریبی اضلاع کے مسلمان زمیندار لائل کے

۱؎ عرفان چغتائی، پورا نام مرزا احمد انور بیگ، ولادت: جھنگ ۱۹۲۰ء، معروف صحافی، ۱۹۵۰ء میں حمید نظامی مرحوم کی تحریک پر روزنامہ 'نوائے وقت' (لاہور) سے بطور اسٹاف رپورٹر وابستہ ہوئے، پھر چیف رپورٹر رہے اور آخر آخر اس کے میگزین ایڈیٹر تھے کہ ۲۰ مئی ۱۹۶۵ء کو قاہرہ سے ۱۹ میل دور پی۔آئی۔اے جیٹ بوئنگ بی ۷۰۰ کے ایک المناک فضائی حادثے میں جاں بحق ہوئے۔
(نوائے وقت، لاہور، ۲۱ مئی ۱۹۶۵ء، صفحہ ۸)

مقروض تھے۔ اکا دکا مسلمان دوکاندار ہندو سکھوں کی مارکیٹ میں محصور ہو کر رہ گئے تھے۔ شیخ فیروزالدین نے گھٹن اور کرب کے اس ماحول میں اپنی دوکان کی بتی روشن کی تھی۔ وہ اقتصادی اور سیاسی طور پر حریف فضا میں تھے لیکن اس فضا سے مرعوب نہیں ہوئے تھے۔ اُنہوں نے خلافت کی تحریک کو پسند کیا، پھر احرار کی خطابت کے جادو نے اُنہیں متوجہ کر لیا، خاکساروں کی عسکری تنظیم سے وابستہ ہوئے لیکن آخرِکار مسلم لیگ کے سبز پرچم کو تھام لیا اور اپنی عقیدت کے پھول اسی جماعت پر نچھاور کر دیے، حتیٰ کہ ان کے بال سفید ہو گئے۔ شیخ صاحب سے پوچھا گیا جب قائدِاعظم محمد علی جناح ۱۹۴۲ء میں لائل پور آئے تھے اور دھوبی گھاٹ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ہوا تھا تو آپ جماعتی اعتبار سے کیا خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ شیخ صاحب یہ سوال سن کر جھوم گئے، ماضی کی یادوں نے انھیں لہرا دیا تھا۔ اپنی دوکان کی بڑی بڑی تصویروں کی جانب اشارہ کر کے بولے۔ قائدِاعظم کی ایک بہت بڑی تصویر میرے گھر میں ان دنوں آویزاں ہے۔ میں نے اس پر "شہنشاہِ سیاست" لکھوایا اور شہر کی آرائشی محرابوں میں سے اُس دروازے پر اسے نصب کرا دیا جو میری دوکان کے سامنے تھا۔ یہاں مَیں نے قائدِاعظمؒ کے حضور ناچیز ہدیے کے طور پر پانچ سو کے کرنسی نوٹوں کا ہار پیش کیا۔ قائدِاعظم میری دوکان کے سامنے رُک گئے تھے۔ اتنا بڑا جلوس میں نے نہیں دیکھا اور اتنی عظیم شخصیت کی اس شفقت کو تو کبھی نہیں بھلا سکتا۔ جی چاہتا تھا وہ ایک منٹ پھیل کر ایک صدی بن جائے اور میں اپنے محبوب رہنما کو دیکھتا اور خوشی سے نعرے لگاتا رہوں

"شہنشاہِ سیاست زندہ باد" کا یہی نعرہ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی کارروائی کے دوران میں وقفوں سے گونجتا رہا۔

قائدِ اعظمؒ کی لائل پور میں تشریف آوری پر کوچہ و بازار کی آرائش کا انچارج مجھے بنایا گیا تھا، جن راستوں سے جلوس کو گزرنا تھا انہیں خوب آراستہ کیا گیا، استقبال کے لیے دس من پھول اُس روز اکٹھے کیے گئے۔ یہ پھول قائدِ اعظم پر نچھاور کیے گئے۔ دھوبی گھاٹ میں پرچم کشائی قائدِ اعظمؒ کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی۔ جب سبز ہلالی پرچم کی ڈوری کھینچ کر بابائے ملت نے کانفرنس کا افتتاح کیا تو جھنڈے میں سے پھولوں کی پتیاں برسنے لگیں۔ وہ منظر بھی دیدنی تھا۔ گلاب کی نرم و نازک پتیوں نے قائدِ اعظمؒ کو ڈھانپ دیا تھا۔ "شہنشاہِ سیاست زندہ باد" "قائدِ اعظمؒ" زندہ باد، مسلم لیگ زندہ باد اور "لے کے رہیں گے پاکستان" کے فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے تھے۔ وہی سہ پہر تھی جب قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے سبز پرچم کی چھاؤں میں کھڑے یہ مختصر پیغام دیا تھا: "مجھے یقین ہے کہ پاکستان ضرور قائم ہو گا اور لائل پور پاکستان کا عظیم شہر بنے گا۔"

شیخ فیروز الدین جب یہ باتیں کہہ رہے تھے اُن کی نگاہیں دوکان میں آویزاں تصویروں پر گڑی تھیں، مسلم لیگ کے لیے دوسری قربانیوں کا ذکر آیا تو شیخ صاحب نے انکسار سے کام لیا پھر میرے اصرار پر بتایا کہ لائل پور میں جب مسلم لیگ کے لیے چندے کی اپیل کی گئی تو میری اہلیہ یہاں کی پہلی خاتون ہیں، جنہوں نے اڑھائی تولے کے طلائی کڑے اتار کر قائدِ اعظمؒ کے حضور میں پیش کر دیے تھے جب اسٹیج سے اس ایثار کا اعلان ہوا تو دوسری ہمدرد خواتین کو بھی ترغیب ہوئی،

چنانچہ انہوں نے حسب توفیق مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے لیے چندہ دیا۔

شیخ صاحب کے دل میں پاکستان کے لیے بے پناہ محبت ہے۔ انہوں نے اپنی بساط کے مطابق اس مملکت کے قیام کی جدوجہد میں خلوص سے حصہ لیا ہے اور اُن کی یادوں میں وہ ایک منٹ رچ بس گیا ہے، جب قائدِ اعظم محمد علی جناح لاکھوں عقیدت مندوں کے جلوس میں ریلوے اسٹیشن سے پنڈال کی جانب جاتے ہوئے شیخ صاحب کی دوکان کے سامنے رُک گئے تھے، ایک نگاہ آرائشی محراب پر ڈالی تھی، "شہنشاہِ سیاست" کا نعرہ سُن کر زیرِ لب مُسکرائے تھے اور پانچسو کے کرنسی نوٹوں کا ہار شیخ صاحب سے قبول کر لیا تھا ۔۔ "

(روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۲۳ مارچ ۱۹۶۲ء، صفحہ ۶)

(۱۰)

میاں فاروق احمد شیخ[1]

پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے سے پیشتر لائل پور[2]، ہندوستان کے معدودے چند صاف ستھرے شہروں میں سے ایک نسبتاً نیا اور خوب صورت شہر تھا۔ یہ شہر ایک ایسے علاقے کا ضلعی صدر مقام تھا، جہاں کی زمینیں قدرت کی فیاضی سے سونا اگلتی تھیں۔ اس پر مستزاد جدید ترین نہری نظام جس نے سونے پر سہاگے

---

[1] میاں فاروق احمد شیخ (ولادت: ۲۱ مئی ۱۹۲۴ء) قائدِ اعظم کے معتمد پیروکار اور ملک کے ممتاز اور معروف صنعت کار۔ پریذیڈنٹ، کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، نوشہرہ؛ چیئرمین، نوشہرہ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، نوشہرہ؛ چیئرمین، فاروق سپیل لمیٹڈ، راولپنڈی؛ چیئرمین پاک منرلز اینڈ انڈسٹریز لمیٹڈ، راولپنڈی؛ ڈائریکٹر، کیمیکلز لمیٹڈ، چارسدہ؛ ڈائریکٹر، اسمٰعیل ایوانِ سائنس فاؤنڈیشن، لاہور؛ ممبر لاہور فلائنگ کلب، لاہور؛ اساسی دوامی ممبر ملتان فلائنگ کلب، ملتان؛ ٹرسٹی پاکستان کالج آف ٹیکسٹائل ٹیکنولوجی، لائل پور؛ ممبر اسٹینفرڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کیلی فورنیا، امریکہ۔

[2] ۱۸۹۰ء میں سر جیمز لائل، لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے نام پر اس شہر کا قیام عمل میں آیا۔

کا کام کیا۔ نتیجتہً یہاں کی دو آتشہ زمینیں زرخیزی میں گویا رشکِ چمن تھیں۔

غیر منقسم ہندوستان میں زراعت کا یہ سب سے بڑا اور بے حد قیمتی اور ترقی پذیر علاقہ اگرچہ مسلمانوں کی اکثریت کا علاقہ تھا اور خاص لائل پور شہر معروف کاروباری منڈی اور زرعی مصنوعات کے مرکز کے طور پر ہندوستان گیر شہرت کا حامل تھا، لیکن اس شہر کی آبادی کا وہ حصہ جو صنعتی اور زراعتی کاروبار کا حساس مرکز تھا، کلیتہً ہندوؤں اور سکھوں کے قبضے میں تھا۔ اسی طرح شہر کے اسکولوں، کالجوں اور دیگر تمام سوشل اور ثقافتی اداروں پر بھی ہندوؤں اور سکھوں ہی کا غلبہ اور قبضہ تھا۔

ایسے میں بفضلِ تعالیٰ لائل پور میں صرف میرے والد حضرت شیخ محمد اسمٰعیل مرحوم اور اُن کے برادرانِ گرامی کا ایک واحد گھرانہ ایسا تھا جو صنعت اور منڈی کی تجارت میں ہندوؤں کے ہم پلّہ تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا کہ پنجاب کے دیگر بیندرہ مقامات پر بھی ہم صنعت اور تجارت میں ہندوؤں کے بالمقابل تھے۔ صنعت اور تجارت کے معاملات میں ہندوؤں کے دخل کی بنا پر میرا اُن کا بہت واسطہ رہا اور اس طرح مجھے اُن کی ذہنیت کو سمجھنے کا راست

لہ قائدِ اعظم کے مخلص ہم نوا اور کٹر مسلم لیگی، الحاج شیخ میاں محمد اسمٰعیل (ولادت: ۱۸۷۳ء، وصال: ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء) بانی کالونی گروپ آف انڈسٹریز، پاکستان۔ تفصیلی حالات کے لیے رجوع کیجئے: حیاتِ شیخ، مرتبہ: عبدالرب خاں برہم، مطبوعہ: قاسمی پریس، نسبت روڈ، لاہور، ۱۹۶۳ء، ضخامت: ۲۲۸ صفحات۔

تجربہ ہوا۔

مسلمان اقتصادی اعتبار سے کم مایہ تھے، تعلیم میں بھی وہ پسماندہ تھے، بالخصوص سائنس کی تعلیم سے تو بہت ہی بے بہرہ تھے۔ میں نے ۱۹۴۲ء میں گورنمنٹ کالج، لائل پور سے ایف۔ ایس سی اور ۱۹۴۵ء میں فزکس اور کیمسٹری کے ساتھ فورمین کرسچین کالج، لاہور سے بی۔ ایس سی کا امتحان پاس کیا[1]۔ لائل پور میں کالج کے پرنسپل ہندو تھے اور ایف سی کالج، لاہور میں عیسائی — اس طرح مجھے غیر مسلموں کے ماحول میں ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ کے خیالات کو جاننے اور ان کے کردار کو جانچنے کا موقع ملا۔ یہ تجربہ بڑا سبق آموز رہا۔

میری پرورش اور تربیت اسلام کے اُس باعمل شیدائی باپ کے زیر سایہ ہوئی۔ جس نے سودی کاروبار کے بغیر ہندوؤں کے مابین درجنوں کاٹن جیننگ فیکٹریاں آئل ملز اور فلور ملز چلائی تھیں۔ جذبۂ اسلامی مجھے ارثاً بدرجۂ وافر ملا، اسی جذبے کی بدولت مجھے تحریکِ پاکستان سے والہانہ لگاؤ کی دولتِ بیدار میسر آئی۔ نظریۂ پاکستان میرے لیے صرف خالی خولی نظریہ کبھی نہیں رہا، اس کی حیثیت ہمیشہ میرے لیے ایمان اور عقیدے کی رہی۔

میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے اُس تاریخ ساز جلسۂ لاہور میں شریک اور شامل

---

[1] اس کے بعد میاں فاروق احمد شیخ صاحب نے ویجیٹیبل آئل اینڈ ٹیکنولوجی میں ڈپلوما حاصل کیا (ایچ۔ بی۔ ٹی۔ آئی، کانپور، انڈیا)۔

تھا جس میں متفقہ طور پر "قرار دادِ پاکستان" منظور ہوئی۔ اب ایک مستقل نصب العین مسلمانوں کے سامنے تھا، منزل اور منہاج واضح تھی۔ ہم ایک بے پناہ سرشاری اور خوش اعتمادی کے ساتھ لاہور سے لوٹے اور یہ لگن لے کر آئے کہ کاش ہمارے شہر لائل پور میں بھی مسلم لیگ کے اسی نوع کے ایک یادگار اور عظیم الشان جلسے کا انعقاد روبہ عمل آ سکے۔ چنانچہ اپنے ایک بہت عزیز دوست شیخ مرغوب احمد ایڈووکیٹ کے صاحبزادے شیخ اقبال احمد کے ساتھ مل کر، جو آجکل لاہور میں مقیم ہیں اور جو اس وقت مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرگرم اور فعال رکن تھے، اپنی محدود کوشش اور کاوش میں مشغول رہے، تا آنکہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ آرزوئے دلی بھی بر آئی اور ہم اس قابل ہو سکے کہ قائدِ اعظم علیہ الرحمۃ کو لائل پور تشریف آوری کی زحمت دیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی اور طالع وری تھی کہ بالآخر نومبر ۱۹۴۲ء میں حضرتِ قائدِ اعظم لائل پور تشریف لانے کے لیے تیار ہو گئے۔

ہم نے اپنے طالب علمی کے دور میں مختلف مقامات پر علی العموم اور لائل پور میں بالخصوص کانگرس کے بہت عظیم جلسے اور جلوس دیکھے دیکھے تھے، اسی طرح جماعتِ احرار اور علمائے کرام کے وہ بڑے بڑے جلسے جلوس بھی ہماری نظر میں تھے جو اسلام کی آڑ میں کانگرس کی ہمنوائی میں ترتیب پاتے تھے ۔۔ ہمارے لیے ہندوؤں اور سکھوں کی تنظیمیں اور ہندو سکھ طالب علموں کی جمعیتیں، اور ان کے سرمائے کے بے پناہ وسائل حوصلہ شکن امور تھے لیکن ہمارا عزم راسخ تھا، ہم نے راہ کی ساری رکاوٹوں

برکسی نہ کسی طور قابو پایا اور قائدِ اعظم کے شایانِ شان استقبال اور قیام کا انتظام اور اہتمام کیا۔ قائدِ اعظم ۱۷ر نومبر ۴۲ ۱۹ء سے ۱۹ر نومبر ۴۲ ۱۹ء تک لائل پور میں فروکش رہے۔

اس یادگار موقع پر قائدِ اعظم کے حفاظتی دستے کے رُکن ہونے کی عزت اور سعادت میرے حصّے میں آئی۔ یہ میرے لیے ایک ایسا اعزاز اور افتخار ہے جسے مَیں کبھی فراموش نہیں کر سکتا اور اس پر میں جس قدر بھی فخر کروں، کم ہے — اُن تین دن اور تین راتوں میں ہمارا معمول یہ رہا کہ چوبیس گھنٹوں میں صرف چار گھنٹے آرام کرتے اور پھر تازہ دم ہو کر بقیہ سارا وقت قائدِ اعظم کی حفاظت اور خدمت میں صَرف کرتے اور سائے کی طرح اُن کے ساتھ رہتے، ہر دم چوکس اور ہر آن مُستعد۔

لائل پور کے ریلوے اسٹیشن پر ۱۷ر نومبر کے روز دوپہر کے قریب قائدِ اعظم کی گاڑی پہنچی۔ اسٹیشن پر ہمارے دستے نے گارڈ آف آنر پیش کیا اور ایک عظیم الشان جلوس کے ساتھ تجویز کردہ جلسہ گاہ سے ہوتے ہُوئے جہاں قائدِ اعظم نے پرچمِ اسلامی لہرایا اور مختصر خطاب کیا، جنیوٹ بازار سے باہر کرنل محمد حیات خاں (مرحوم) کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ یہاں قائدِ اعظم کے قیام کا اہتمام کیا گیا تھا۔

ہماری نظر میں کانگرس، احرار اور علماء کے بڑے بڑے جلسے تھے لیکن مُسلم لیگ کا یہ شاندار اجتماع لائل پور کی تاریخ میں بغیر کسی مبالغے کے اپنی مثال آپ تھا اور جن حضرات نے اسے دیکھا اور جن اصحاب نے اس میں

حصہ لیا، اُن کے لیے یہ محض ایک جلسہ نہ تھا، ایک پیامِ ابدی و سرمدی تھا۔ میں آج بھی اُن ایام کو اپنے لیے سرمایۂ حیات جانتا ہوں کانگرس احرار اور علماء کے سب اگلے پچھلے اجتماعات مسلم لیگ کی اس کانفرنس کے سامنے ماند پڑ گئے۔ یہ جلسہ لائل پور شہر اور ضلع کے مسلمانوں کے لیے بالخصوص اور قریب و دُور سب مسلمانوں کے لیے بالعموم ایک بڑی اُمید کا پیش خیمہ تھا۔

قائدِ اعظم کا یہ دورہ لائل پور کئی اعتبار سے اہم اور تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ یہ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کی پہلی سالانہ کانفرنس تھی، جس میں شمولیت کے لیے قائدِ اعظم کے ہمراہ برِعظیم ہند کے متعدد جلیل القدر رہبر اور رہنما لائل پور تشریف لائے ان میں خواجہ سر ناظم الدین اور محترمہ فاطمہ جناح کے اسماء خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ یہی وہ کانفرنس ہے جس میں پہلی بار سر سکندر حیات (وزیرِ اعظم پنجاب) نے کھل کر قائدِ اعظم کے حضور اپنی وفاداری کا اظہار کیا اور کہا کہ میں اُن کا ایک ادنیٰ کارکن ہوں اور اُن کے حکم سے کبھی انحراف نہیں کروں گا۔ اس تاریخی کانفرنس اور قائدِ اعظم کے تاریخی سفر نے پورے پنجاب کی سیاست پر اور اہلِ پنجاب کے طرزِ فکر پر گہرا اثر ڈالا۔ اس کے نتیجے میں مسلم لیگ کو بہت استحکام حاصل ہوا، جس کے آئندہ چل کر خوشگوار نتائج مرتب ہوئے۔

اِس حُسنِ اتفاق کو میں اپنی خوش نصیبی پر محمول کرتا ہوں کہ ۱۹۴۰ء اور اس کے بعد سے پنجاب میں قائدِ اعظم نے جن جلسوں میں خطاب کیا، مجھے

ان میں سے بیشتر میں شرکت کا موقع میسر آیا۔ لاکھوں آدمیوں کی موجودگی سب سراپا اشتیاق، مخلصانہ اور والہانہ جذباتِ محبت اور عقیدت کا مظاہرہ، بایں ہمہ نظم وضبط، ڈسپلن۔ جب قائدِ اعظم خطاب فرماتے تو یہاں سے وہاں تک انہماک کی کیفیت اور سکوت کا عالم ہوتا۔ قائدِ اعظم کی آواز نہایت بارعب، پُراعتماد، غیر متزلزل عزم کی جھنکار لیے ہوئے، شستہ انگریزی، الفاظ کی ادائی الگ الگ، ایک ٹھہراؤ کے ساتھ، جملے واضح اور مطالب متعین۔ گو وہ بالعموم انگریزی میں تقریر کرتے تھے، مگر انگریزی نہ جاننے اور سمجھنے والے بھی ایسے مسحور ہوتے، گویا اُن کی تقریر کا ایک ایک لفظ پورے مفاہیم اور معنوی دلالتوں کے ساتھ سامعین کے قلب میں اُتر رہا ہو، اور یہ اُن کی اپنی آواز ہو:

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

سامع جانتے تھے کہ ہمارا قائد سب سے پہلے نہ بکنے والا ہے اور جو کچھ کہہ رہا ہے سچ پر مبنی ہے اور وہ سرتاپا "ہمارے ہی لیے" ہے!

کانفرنس کے آخری دن میرے بھائی میاں نصیر احمد شیخ نے مسلمان شہریوں کی طرف سے قائدِ اعظم کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا، غالبا پندرہ ہزار روپے کی تھیلی تھی۔ اُسی روز قائدِ اعظم نے اپنے حفاظتی دستے کو، جس کا میں رکن تھا، اپنے کمرے میں چائے پر مدعو کیا۔ محترمہ فاطمہ جناح بھی وہاں موجود تھیں۔ میری گھریلو تربیت اور تعلیم یہ تھی کہ جب بھی کسی صاحبِ نظر

ہستی کی صحبت نصیب ہو تو نہایت ادب سے اُس ہستی سے راہنمائی حاصل کرنا ایک نعمت ہوتی ہے۔ چنانچہ میں نے قائدِ اعظم سے چائے کے دوران میں عرض کیا کہ ہم آپ کی ہدایت اور نصیحت کے طالب ہیں۔ جواب میں آپ نے فرمایا:

"YOUNG MEN, YOUR NATION NEEDS YOU WITH GOOD EDUCATION. NEVER BE AFRAID OF YOUR OPPONENT WHEN YOU ARE ON THE RIGHT—"

یہ الفاظ میں نے اپنی یادداشت سے لکھے ہیں، لیکن جو کچھ انہوں نے ارشاد فرمایا، اُس کا مفہوم یہی ہے۔

قائدِ اعظم کے ساتھ یہ EXCLUSIVE نشست میری زندگی میں ایک بہت بڑی یادگار کی حامل ہے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

الحاج شیخ محمد اسمٰعیل مرحوم

جن کے صاحبزادے

میاں نصیر احمد شیخ نے ۱۹۴۲ء

میں لائل پور کے شہریوں کی جانب سے

قائدِ اعظم

کی خدمت میں پندرہ ہزار روپے کی

تھیلی پیش کی ——— اور

جن کے دوسرے صاحبزادے

میاں فاروق احمد شیخ کو لائل پور

میں قائدِ اعظم کے حفاظتی دستے میں

شمولیت کا اعزاز حاصل ہوا۔

رمضان سرور مرحوم

جنہوں نے ایک اندازے کے مطابق

لائل پور میں قائدِ اعظم کی آمد کے

موقع پر مسلم لیگ کانفرنس

کی کامیابی کے لئے

پچاس ہزار روپے

چندہ فراہم کیا۔

۱۱

سیّد غلام مصطفیٰ شاہ گیلانی آف راولپنڈی

۲۴-نومبر ۱۹۴۲ء، لاہور: میں چند سطور میں قائدِ اعظم ملّتِ اسلامیۂ ہند کی اُن سرگرمیوں کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جو مَیں نے دہلی، جالندھر، لائل پور اور دارالسلطنت پنجاب لاہور میں بچشمِ خود دیکھیں۔ ان کا اظہار کرنا اس لئے ضروری خیال کرتا ہوں کہ لکھوکھا فرزندانِ توحید جو مذکورہ صدر تاریخی مقامات پر نہ پہنچ سکے، وہ اپنے محبوب قائدِ اعظم کی قابلِ تقلید سرگرمیوں کا احوال مُلاحظہ فرمائیں جو اُنھوں نے ۹ ر نومبر ۱۹۴۲ء سے ۲۲ ر نومبر ۱۹۴۲ء تک اسلامیانِ پنجاب کے بیدار کرنے کے سلسلے میں انجام دیں۔

اِس حقیقت سے انکار کرنا قطعی محال ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ اور قائدِ اعظم کی غیر معمولی شخصیت نے مُسلمانانِ ہند کے مستقبل کو شاندار بنا دیا ہے۔ اب بڑی سے بڑی شخصیت بھی یہ محسوس کرنے لگی ہے کہ اگر باوقار زندگی بسر کرنا ہے تو قائدِ اعظم اور آل انڈیا مسلم لیگ کی واحد سیاسی جماعت سے تعلّقات استوار کرنے لازمی اور لابدی ہیں ـــــ جو فرد یا افراد مسلمانانِ ہند کے اِس نظام سے کٹ جائیں گے، وہ اپنی ہستی اور وقار کو کھو بیٹھیں گے۔

حقائق ومشاہدات: دہلی کا رونیشن میں سابق شیرِ بنگال مولوی فضل الحق وزیرِ اعظم بنگال اور مولوی شمس الدین صاحب وزیر بنگال بھی براجمان تھے، اِسی ہوٹل میں مسٹر اللہ بخش سابق وزیرِ اعظم سندھ بھی قیام فرما تھے، ہوٹل کے یک صد کمروں میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اکابرین رونق افروز تھے۔ مذکورہ صدر باغیانِ مسلم لیگ آزاد بورڈ میں شریک ہونے کے لئے دہلی آئے ہوئے تھے۔

مُردہ باد کے نعرے: تھوڑی دیر کے بعد چند معصوم بچوں کی ٹولی چاندنی چوک کی طرف سے ہوٹل کے صحن میں آگئی اور اُنھوں نے فضل الحق مُردہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ مُردہ باد کے نعروں کی گونج سُن کر شمس الدین صاحب اور مسٹر اللہ بخش اور مسٹر فضل الحق اپنے اپنے کمروں کی طرف بھاگے۔ یہ منظر قابلِ دید تھا۔ اطراف کے کمروں سے ممبرانِ لیگ کونسل، اپنے کٹے ہوئے بھائیوں کا حشر دیکھ کر ہنس رہے ہیں۔ قائدِ اعظم کی غیر معمولی شخصیت نے باغیانِ مسلم لیگ کے اثر و رسوخ کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ میں یہ عبرت ناک حشر دیکھ کر حیران رہ گیا۔

مسلم لیگ کا بول بالا: دہلی کے تمام ہوٹلوں میں اس قدر گھما گھمی تھی کہ بیان نہیں کی جاتی۔ ہر طرف مسلم لیگ کا بول بالا نظر آتا تھا۔ ۹ نومبر ۱۹۴۲ء کی کونسل مسلم لیگ کا اجلاس بھی ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔

جالندھر: مورخہ ۱۴ ۱۱ نومبر ۱۹۴۲ء کی صبح کو قائدِ اعظم کا ورودِ مسعود (جالندھر) ہوا۔ ہزاروں فرزندانِ توحید کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر قائدِ اعظم

کا خیر مقدم کر رہا تھا۔ گولوں کی دھنا دھن اور بینڈ باجوں اور "پاکستان لے کے رہیں گے" ——— "پاکستان تمہیں دینا ہوگا" کے نعروں سے فلک گونج رہا تھا۔ پچاس ہزار مسلمانانِ جالندھر شریکِ جلوس تھے۔ شہر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ گلزارِ جناح کا منظر بھی قابلِ دید تھا۔ فلم اُتاری جارہی تھی۔ سرزمینِ جالندھر مسلم لیگ کے بول بالے کا صحیح نقشہ پیش کر رہی تھی۔

لائل پور : مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۴۲ء کو قائدِ اعظم عازم لائل پور ہوئے۔ پاکستان ٹرین کے انجن کے ساتھ دو سبز پرچم لہرا رہے تھے۔ دو سبز پرچم آخری بوگی پر لہرا رہے تھے جس میں قائدِ اعظم سوار تھے۔ باقی ٹرین میں اکابرینِ مسلم لیگ سوار تھے۔ نواب صاحب ممدوٹ، آغا محمد جان بیرسٹر، راولپنڈی؛ عبدالستار خان نیازی؛ سید بہاؤ الدین گیلانی، بٹالہ؛ خواجہ سر ناظم الدین، بنگال؛ مولانا عبدالحامد بدایونی؛ جمال میاں فرنگی محلی صاحب، میاں امیر الدین، میاں عبدالکریم صاحب سوداگر چرم اور خواجہ عبدالغنی صاحب وغیرہ اکابرینِ مسلم لیگ کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

شیخوپورہ و سانگلہ ہل : بادامی باغ (لاہور) سے لے کر لائل پور تک کے ہر ایک اسٹیشن پر دیہاتی مسلمان ہزاروں کی تعداد میں بینڈ باجوں، جھنڈوں اور گولوں کی غلغلہ آواز صداؤں سے دیوانہ وار قائدِ اعظم کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ خاص طور پر ملک محمد انور صاحب ایڈووکیٹ شیخوپورہ

اور ادیب شہیر ظہیر نیاز بیگی کا حُسنِ انتظام بے حد قابلِ ستائش تھا۔شیخوپورہ اسٹیشن کا پلیٹ فارم خوش نُما دریوں سے پوشیدہ تھا۔پلیٹ فارم کے دونوں طرف دروازے تھے۔ ریلوے کا پُل جسے عبور کرکے مسافر پلیٹ فارم نمبر۲ پر جاتے تھے، پھولوں سے آراستہ کیا ہوا تھا۔ہزاروں کی تعداد میں زائرین قائدِ اعظم کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔گولوں کی بلند صداؤں سے آسمان گونج رہا تھا۔تھیلی پیش کرنے کے علاوہ قائدِ اعظم کو لنچ بھی پیش کیا گیا۔ قائدِ اعظم نے لاؤڈ اسپیکر کی وساطت سے دیہاتی مُسلمانوں کو حیات آفرین پیغام دیا، جس پر قائدِ اعظم زندہ باد، پاکستان زندہ باد کے نعروں سے آسمان گونج اُٹھا۔

اِسی طرح ہر اسٹیشن پر تھیلیاں، آتشبازی اور غیر معمولی جوش و عقیدت کے ساتھ قائدِ اعظم کا شاندار استقبال کیا گیا۔عوام نے قائدِ اعظم پر ثابت کردیا کہ جمہور مُسلمان حقیقی دل سے قائدِ اعظم پر مکمل اعتماد رکھتے ہیں اور مُطالبۂ پاکستان پر اپنی عزیز ترین متاعِ حیات بھی قربان کرنے اور نچھاور کرنے کے لئے کمر بستہ ہیں۔

لائل پُور میں قائدِ اعظم کا ورودِ مسعود: لائل پور اسٹیشن اور شہر کو دُلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔لکھوکھا فرزندانِ توحید والہانہ انداز میں شریک جلوس تھے۔اسپ سواروں اور شُتر سواروں اور دیہاتی مسلمانوں کے رقص نے جلوس کی شان کو دو بالا کر رکھا تھا۔زندہ دلانِ لائل پور نے وہ منظر پیش کیا جس کی مثال تاریخ لائل پور کی سیاسی زندگی میں ناپید ہے۔پنڈال

بجلی کے قمقموں سے بُقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ دو لاکھ آدمی پنڈال میں آسانی سے سما گئے۔ مہمانوں کی مدارات کا انتظام قابلِ ستائش تھا۔ مولانا عبدالباری صاحب صدرِ مجلسِ استقبالیہ، چوہدری عزیزالدین سیکرٹری، دیگر خدام اور کارکنانِ لائل پور کی مساعی حسنہ نے مسلمانانِ پنجاب میں اپنا وقار پیدا کر لیا ہے۔ اِس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ لائل پور صوبہ مسلم لیگ کانفرنس کا اجلاس بے حد کامیاب تھا۔

لاہور کا تاریخی اجلاس : لاہور سے لائل پور، اور لائل پور سے لاہور تک زندہ دلانِ پنجاب نے اپنے محبوب قائدِ اعظم کی خدمت میں پچیس ہزار روپیہ نقد تھیلیوں کی شکل میں پیش کیا گیا۔ مورخہ ۲۰ر نومبر ۱۹۴۲ء کو پاکستان پارک، بیرون دہلی دروازہ میں مُسلمانانِ لاہور کا ایک عدیم النظیر تاریخی اجتماع زیرِ صدارت نواب زادہ رشید علی خاں صدر سٹی مسلم لیگ، لاہور منعقد ہوا، جس میں ڈیڑھ لاکھ اہلِ لاہور نے شرکت فرمائی اور اس اجلاس نے لائل پور اور جالندھر کے تاریخی اجلاسوں پر بھی فوقیت حاصل کر لی۔ ہجوم اِس قدر تھا کہ دیہی باغات کی سرزمین تنگ نظر آتی تھی۔

یہ عظیم الشّان مظاہرہ قائدِ اعظم کی عظمت و سربلندی، عزم و استقلال کا زندہ ثبوت تھا۔ مُسلمانانِ پنجاب کی والہانہ عقیدت کے علاوہ سکھ اکابر اور اچھوت رہنماؤں نے بھی قائدِ اعظم سے غیر معمولی عقیدت و اعتماد کا اظہار کیا۔ قائدِ اعظم کی ہفتہ عشرہ کی گرمیوں نے مُسلمانانِ پنجاب کی رگوں میں خون دوڑا دیا۔ مجلسِ احرارِ ہند کا اعلان اور دیہاتی

مسلمانوں کی سرگرمیاں اس امر کی وضاحت کرتی ہیں کہ مسلمانانِ پنجاب ایک پلیٹ فارم، ایک قائدِاعظم، ایک نصبُ العین اور جھنڈے تلے جمع ہیں اور یہ اجتماع ہمارے مُستقبل کا شاندار پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

(ہفتہ وار سعادت، کمالیہ، جلد ۶، نمبر ۲۷، ۲۸، یکم جنوری ۱۹۴۲ء[1]، صفحہ ۱ و ۴)

○

---

[1] اس شمارے پر سہواً ۱۹۴۳ء کے بجائے ۱۹۴۲ء چھپ گیا ہے۔

۱۲

برکت دارا پوری[1]

آج سے چونتیس سال پہلے ۱۹۴۲ء کی بات ہے کہ حضرت قائدِ اعظم محمد علی جناح نے لائل پور کی ایک تاریخی مسلم لیگ کانفرنس میں فرمایا تھا:

" پاکستان کو معرضِ وجود میں آتے ہوئے میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں"، پاکستان ایک ٹھوس حقیقت بن چکا ہے۔

سبز ہلالی پرچم لہرانے کے بعد قائدِ اعظم نے فرمایا:

یہ جھنڈا محض کپڑے کا ایک ٹکڑا نہیں، بلکہ پاکستان کا نقیب ہے، پاکستان بن کے رہے گا اور لائل پور اس کا عظیم شہر ہوگا۔

اس تاریخی کانفرنس کا تذکرہ کرنے سے پیشتر ایک اہم واقعہ کی نشاندہی کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس سے ثابت ہو جائے گا کہ لائل پور کے مسلم لیگی زعماء اور عوام نے تحریکِ پاکستان اور قیامِ پاکستان کی جدو

---

[1] برکت دارا پوری (ولادت: یکم ستمبر ۱۹۱۶ء) معروف اور معتبر صحافی، ۱۹۳۶ء سے عملی صحافت سے وابستہ ہیں۔ ہفت روزہ "لائل پور اخبار" کے مدیر رہے، پھر حمید نظامی مرحوم کے ایماء پر "نوائے وقت" سے وابستہ ہوئے۔ "ندائے ملت" اور "کوہستان" میں بھی رہے، آج کل روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کے نمائندۂ خصوصی کی حیثیت سے لائل پور میں برسرِ کار ہیں۔

مساعی میں تاریخی کردار اُدا کیا تھا۔ ایک زندہ دل مسلم لیگی[۵] نے چوک گھنٹہ گھر سے متصل ایک حکیم صاحب کے مطب کی بالائی دیوار پر بہت نمایاں طور پر ایک نقشہ بنایا تھا، جس میں کشمیر سمیت پاکستان میں مجوزہ شامل علاقے سبز رنگ میں دکھائے گئے تھے اس نقشے سے ہندو مہاشے بہت جز بز ہوئے۔ ان کی کوشش تھی کہ اس نقشہ کو کسی طرح مٹا دیا جائے، لیکن ان کی یہ کوشش بارآور نہ ہوئی اور اس طرح مجوزہ پاکستان کا نقش اہالیانِ لائل پور کے قلب وجگر میں سما گیا۔

۱۹۴۲ء کی بات ہے کہ مسلم لیگ کے ضلعی صدر میاں عبدالباری مرحوم اور جنرل سیکرٹری چوہدری عزیز دین مقصود نے قائدِ اعظم اور شہید ملت خان لیاقت علی خان سے مسلم لیگ صوبائی کانفرنس کے انعقاد کی اجازت چاہی۔ کانفرنس کی اجازت ملتے ہی شہر اور ضلع بھر میں ایک گونہ جوش و خروش کی لہر دوڑ گئی۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ایک مجلسِ استقبالیہ تشکیل دی گئی۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم کو اس تاریخی کانفرنس کی صدارت کی دعوت دی گئی۔ خواجہ صاحب نے یہ دعوت قبول فرمائی۔

میاں عبدالباری صدر استقبالیہ، چودھری عزیزالدین مرحوم، راجہ قادر خان، میاں نور اللہ (سابق ایم، پی، اے) میاں عبدالحمید اختر ایڈووکیٹ، خلیق قریشی اور خان ایوب سرور نے اس تاریخی کانفرنس کے انتظامات کا بیڑا اُٹھایا۔ جیالے مسلم لیگی کارکنوں اور مسلم لیگ نیشنل گارڈز کے رضاکار دن

۵۔ شیخ فیروزالدین کاشمیری، "کشمیر ہاؤس" ریل بازار، لائل پور، وفات: ۱۰ فروری ۱۹۷۰ء

نے ان کی بھرپور اعانت کی۔ کانفرنس کے مصارف سے عہدہ برآ ہونے کے لئے سرمایہ کی فراہمی ناگزیر تھی۔ یہ فرض خان رمضان خان سرور کو سونپا گیا مرحوم رمضان سرور ایک نیم سرکاری اخبار کے مدیر[1] تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے جس عرق ریزی اور جاں سوزی سے چندہ اکٹھا کیا، اس کا تذکرہ نہ کرنا ناسپاسی ہوگی، رمضان سرور مرحوم نے ڈپٹی کمشنر خواجہ عبدالرحیم اور افسر مال ملک عبدالقدوس کے فعال تعاون سے ۵۰ ہزار روپے کی رقم اکٹھی کرلی۔ یہ رقم آج کے ۵ لاکھ سے زائد تھی۔ اقبال پارک (دھوبی گھاٹ) کو جلسہ گاہ کے لئے منتخب کیا گیا۔ ہر مسلم لیگی کی تمنا تھی کہ وہ اپنے قائد کی آمد پر اپنا سب کچھ نچھاور کر دے۔ دھوبی گھاٹ کے وسیع میدان میں میاں عبدالحمید اختر نے بڑی نفاست سے خوبصورت پنڈال تیار کرایا، جلسہ گاہ میں ایک لاکھ سے زائد شرکاء کی نشستوں اور کرسیوں کا انتظام کیا گیا۔ پنڈال کا رُخ آج کل کی پختہ سٹیج کی جانب اور پُشت ملت کالج کی جانب تھی۔ جلسہ گاہ میں جھنڈا لہرانے کے لئے ایک چھوٹا سا چبوترہ تیار کیا گیا۔ بیرون جات سے آنے والے مسلم لیگی لیڈروں کے لئے چاروں اطراف میں خوشنما خیمے نصب کئے گئے۔ ریلوے اسٹیشن سے جلسہ گاہ تک ریلوے روڈ، ریل بازار، چوک بازار، چوک گھنٹہ گھر، بھوانہ بازار دھوبی گھاٹ میں نہایت خوبصورت آرائشی دروازے اور محرابیں ایستادہ کی گئی تھیں۔ تمام شہر دُلہن کی طرح سجایا گیا تھا، قائداعظم، خواجہ ناظم الدین

---

[1] ایڈیٹر ہفت روزہ "لائل پور اخبار" لائل پور۔ وفات: ۲۰ رجون ۱۹۴۹ء

محترمہ فاطمہ جناح اور شہید ملت کے قیام کے لئے چنیوٹ بازار سے باہر کرنل حیات[1] مرحوم کے بنگلہ میں انتظام کیا گیا تھا۔

۱۸، نومبر ۱۹۴۲ء کی تاریخ[2] تھی جب برصغیر کے مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن کا نباض منزلِ شوق کا قافلہ سالار اور مسلمانوں کا بے تاج بادشاہ بذریعہ ریل لائل پور کی جانب روانہ ہوا۔ ہر اسٹیشن پر قائدِ اعظم کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ ریلوے اسٹیشن بھی بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ گاڑی اگرچہ تین گھنٹے لیٹ تھی لیکن مشتاقانِ دید نے بڑے تحمل اور خوش اسلوبی سے اپنے محبوب کا انتظار کیا۔ گاڑی جب لائل پور آگر رکی تو فضا "اللہ اکبر، قائدِ اعظم زندہ باد، لے کے رہیں گے پاکستان" کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی، اسلامیانِ ہند کی آنکھوں کا تارا اور زیرک سیاستدان جب دروازے میں کھڑا ہاتھ ہلا ہلا کر نعروں کا جواب دے رہا تھا تو مجمع پر عجب مسرت و انبساط اور وقار و تحفظ کی کیفیت طاری تھی۔

قائدِ اعظم بے پناہ ہجوم میں گھرے ہوئے جب اسٹیشن سے آئے تو ۲۱ گولوں کی سلامی دی گئی۔ بعد ازیں انہیں مرصع دو گھوڑوں کی بگھی میں بٹھایا گیا، ان کے ایک جانب محترمہ فاطمہ جناح اور دوسری جانب خواجہ ناظم الدین تھے دوسرے اطراف میں رکھے گئے صوفوں پر خان لیاقت علی خان[3]

---

[1] کرنل میاں محمد حیات خاں مرحوم، وفات: ۱۲ر جولائی ۱۹۷۵ء

[2] قائدِ اعظم کی لائل پور تشریف آوری کی صحیح تاریخ ۱۷، نومبر ۱۹۴۲ء ہے۔

[3] یہ سہوِ قلم ہے یا حافظے کا مغالطہ۔ حقیقت یہ ہے کہ خان لیاقت علی خان بوجوہ لائل پور کی اس تاریخی کانفرنس میں قائدِ اعظم کے ہمراہ تشریف نہیں لا پائے تھے۔

میاں عبدالباری اور میر سید خلیل الرحمٰن بیٹھے ہوئے تھے، ان کے عقب میں نواب صدیق علی خان اور احمد نواز پاشا برہنہ تلواریں لئے کھڑے تھے، یہ قافلۂ شوق اس انداز سے جانب شہر روانہ ہوا کہ سینکڑوں نوجوان سبز رنگ کی پگڑیاں باندھے، طُرّے اُڑاتے ہاتھوں میں تلواریں اور نیزے لئے رنگ برنگ صحت مند اور توانا گھوڑوں پر سوار شاہی محافظوں کی مانند آگے آگے بڑے وقار اور شان سے چل رہے تھے۔ ان کے پیچھے اَن گِنت سائیکل سوار اور ان کے عقب میں مسلم نیشنل گارڈز سبز وردی میں ملبوس، نہایت چاق وچوبند مُنظّم طریقہ سے مارچ کر رہے تھے۔ ان کے پیچھے قائدِ اعظم کی سواری، ان کے چاروں جانب مسلح نیشنل گارڈز اور قائد کے پیچھے کاروں میں دوسرے مسلم لیگی زعماء تھے۔ ان میں سردار عبدالرب نشتر، راجہ غضنفر علی خاں، راجہ صاحب محمود آباد، نواب سر محمد اسماعیل خاں، مسٹر آئی آئی چندریگر، نواب سر محمد یامین خان، سردار اورنگ زیب خان، عبداللہ ہارون، یوسف ہارون، جمال میاں فرنگی محلی اور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے رہنما مولانا عبدالستار نیازی، شیخ خورشید احمد، معروف صحافی جناب حمید نظامی، مسٹر ڈیڈ اے سُلیری، میاں محمد شفیع (م.ش)، قابلِ ذکر ہیں ہجوم اس قدر زیادہ تھا کہ تاحدِ نگاہ سر ہی سر نظر آتے تھے۔ فلک شگاف نعروں کی گونج میں یہ قافلہ آہستہ آہستہ ریل بازار کی جانب روانہ ہوا۔ مکانوں کی بالائی منزلوں سے مسلم خواتین نے اپنے قائد پر گُل پاشی کی۔ لائل پور کی معروف شخصیت لالہ بھگت رام چالنا

نے قائدِاعظم کو ہار پہنایا ۔ ریل بازار کے سرے پر "کشمیر ہاؤس" کے مالک شیخ فیروزالدین نے قائدِاعظم پر پھول نچھاور کئے اور پانچ سو روپے کا ہار پیش کیا۔ متعدد ہندو اور سکھ شہریوں نے نہ صرف قائدِاعظم کا پُرجوش استقبال کیا، آرائشی دروازے بنائے بلکہ ان پر پھول بھی برسائے یہ قافلۂ شوق کوئی دو گھنٹے کے بعد جلسہ گاہ میں پہنچا۔ قائدِاعظم سفید اچکن شلوار اور جناح کیپ زیبِ تن کئے تھے۔ سواری سے اُتر کر قائدِاعظم پرچم کشائی کی رسم اَدا کرنے کے لئے باوقار اسلوب سے چبوترے پر آئے اور مسلم لیگ کا پرچم آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہوتا گیا۔ مجمع پر سکوت طاری تھا، کئی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چھلک رہے تھے، پرچم کشائی ہو چکی تو ایک دفعہ پھر "اللہ اکبر، قائدِاعظم زندہ باد، لے کے رہیں گے پاکستان" کے نعرے فضا میں گونج اُٹھے۔

اس تاریخی کانفرنس میں قائدِاعظم کو جو سپاسنامہ پیش کیا گیا اس میں بجا طور پر اس اعتماد کا اظہار کیا گیا تھا کہ قائدِاعظم مسلم قوم کی کشتی کو گردابِ بلا سے بچا کر ساحلِ مراد تک لے جانے میں کامیاب ہوں گے۔

قائدِاعظم نے مسلمانانِ لائل پور کے جذبہ اور ولولے کی تعریف کی اور کہا:

"مجھے اہلِ دیہات کی غربت اور مفلوک الحالی دیکھ کر بہت رنج ہوتا ہے۔ میں نے سفر کے دوران جب ریلوے اسٹیشنوں پر پنجاب کے دیہاتی مسلمانوں کے گروہ دیکھے تو مجھے ان

کے افلاس سے سخت دُکھ ہوا، پاکستان کی حکومت کا سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ ان لوگوں کا معیارِ زندگی بلند کرے اور زندگی بلکہ بہتر زندگی سے شاد کام ہونے کا سامان بہم پہنچائے۔"

انھوں نے مزید کہا:

"میں اب پاکستان کو معرضِ وجود میں آتے ہوئے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پاکستان اب ایک ٹھوس حقیقت بن چکا ہے۔ یہ پرچم سبز ٹکڑے کا ہی نہیں بلکہ پاکستان کی اُمنگوں اور تمناؤں کا نقیب ہے۔ پاکستان بن کر رہے گا اور لائل پور اس کا عظیم شہر ہوگا۔"

قائدِ اعظم نے دو ایک کلمات اُردو میں بھی کہے مگر اُردو پر دسترس نہ رکھنے کے باعث اپنی تقریر انگریزی میں مکمل کی۔ مجمع پر گہرا سکوت طاری تھا اور اپنے قائد کے ارشادات کا مفہوم عام دیہاتی بھی سمجھ رہے تھے۔

پاکستان بن گیا، اور قائد کی یہ پیش گوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی، کہ لائل پور پاکستان کا عظیم شہر ہوگا۔ یہ شہر جو ۱۹۴۲ء میں ۶۵ ہزار نفوس کو اپنے دامن میں لپیٹے ہوئے تھا، اب دس لاکھ سے زائد آبادی کا شہر بن گیا ہے اور اہم زرعی، صنعتی، سیاسی اور تجارتی مرکز ہے۔

(نوائے وقت لاہور ۲۵۔ دسمبر ۷۶ ۱۹ء صفحہ ۴)

(۱۳)

جناب ناسخ سیفی

ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

لائل پور کے بزرگ صحافیوں میں ملک امام بخش ناسخ کمالوی المعروف بہ ناسخ سیفی (ولادت: ۱۹، مارچ ۱۹۱۸ء) ایک جانا پہچانا اور معتبر نام ہے۔ اُنھوں نے کم عمری میں صحافت کی وادی میں قدم رکھا، آج وہ عملی صحافت کے چالیس سالہ تجربے کی دولت سے بہرہ ور ہیں۔ وہ ابھی بیس برس کے بھی نہیں تھے کہ اُنھوں نے کمالیہ (ضلع لائل پور) سے ایک علمی، ادبی، معاشرتی اور اصلاحی ہفتہ وار اخبار "سعادت" جاری کیا۔ یہ ہر جمعے کو کمالیہ سے شائع ہوتا تھا۔ آٹھ صفحات پر مشتمل اس کا پہلا شمارہ ۲۷، اگست ۱۹۳۷ء کو کارونیشن الیکٹرک پریس میں باہتمام امام بخش ناسخ ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر چھپ کر دفتر اخبار "سعادت" کمالیہ سے شائع ہوا۔ کمالیہ کے نواب سعادت علی خاں اس اخبار کے ابتدائی سرپرستوں میں تھے۔ "انتساب" کے زیرِ عنوان شمارۂ اوّل کے صفحہ ۶ پر جو کھٹے میں یہ عبارت ملتی ہے:

"میں اس اخبار کو عالی جناب خاں صاحب محمد سعادت علی

خاں صاحب ایم۔ایل۔اے کے نامِ نامی اور اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں اور اُن کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ اُنہوں نے اخبار کی سرپرستی منظور فرمائی ہے:

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

"لائحہ عمل" کے تحت ناسخ سیفی صاحب نے اخبار کے پہلے اداریے میں اخبار کی پالیسی کا تعین اِن لفظوں میں کیا ہے:

"ہمارا مسلک صلح کُل رہے گا لیکن باعزت طور پر۔ اگر کوئی کسی کی حق تلفی کرے گا تو ہمیں اس کی مخالفت کرنی پڑے گی کیونکہ صلح اور محبت بغیر انصاف کے کبھی قائم نہیں رہ سکتی اور چونکہ ہم اتفاقِ عامّہ کے علمبردار ہیں، اس لئے ہمیں وہی طریقِ عمل اختیار کرنا پڑے گا جس سے اِتّفاق اور محبّت کی بُنیادیں استوار ہوں اور اس نیک مقصد کو حاصل کرنے میں اعلائے کلمۃ الحق میں کسی قسم کا باک نہیں ہوگا[۱]۔"

اخبار کا لائحہ عمل برابر یہی رہا" باعزّت صلح کُل" کے مسلک کی بنا پر یہ اخبار جلد ہی دور و نزدیک قدر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ "سعادت" کے پہلے شمارے کی لوح علّامہ اقبالؔ کے ایک شعر سے یوں مزیّن ہے:

غُلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ عمل پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

۱؎ سعادت، کمالیہ، جلد۱، نمبر۱، ۲۷۔ اگست ۱۹۴۷ء، صفحہ ۲

اِس اخبار نے لائل پور اور اس کے مضافات میں "ذوقِ عمل" پیدا کرنے "غلامی کی زنجیروں" کو کاٹنے اور اہلِ ہند کو بہرۂ آزادی سے ہم کنار کرنے اور کرانے میں ایک اہم اور یادگار کردار ادا کیا۔ ناسخ سیفی صاحب کے مُسلم لیگی ذہن اور مزاج کی بنا پر یہ اخبار اس علاقے میں مُسلم لیگ کا داعی اور ترجمان رہا، ۱۹۴۲ء میں "سعادت" کی لوح پر یہ الفاظ ثبت نظر آتے ہیں: "ہندوستان میں اِسلامی سلطنت کے احیاء کا علمبردار"۔

نومبر ۱۹۴۲ء میں قائدِ اعظم لائل پور کے تاریخی دورے پر تشریف لائے تو یہ اس علاقے کا واحد مُسلمان اُردو اخبار تھا۔ ناسخ سیفی صاحب نے "شذرات" کے تحت یکم نومبر ۱۹۴۲ء کے شمارے میں لائل پور ضلع کے مُسلمانوں کو مُتوجہ کرتے ہوئے لکھا کہ:

"۱۷، ۱۸۔ نومبر کو اسلامیانِ ہند کے مُخلص اور محبوب لیڈر مسٹر محمد علی جناح ہمارے ضلع کے صدر مقام لائل پور میں تشریف لا رہے ہیں اور شاید اُن کی معیت میں سر ناظم الدین اور نواب زادہ رشید علی خاں صاحب کے علاوہ پنجاب کے دیگر لیگی مُقتدر حضرات بھی تشریف لائیں گے۔ اس لئے ضلع کے تمام مُسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ ہندوستانی مُسلمانوں کے حقوق کے محافظ اور قائد کا نہایت جوش و خروش سے شایانِ شان استقبال کریں، کیونکہ ایسے مواقع زندگی میں کم میسر آتے ہیں۔

اُمید ہے، ہر اہلِ درد مُسلمان مسٹر جناح اور دیگر اکابرین کے حقیقت افروز پیغامات سے مُستفید ہو گا۔"

(ہفتہ وار سعادت، کمالیہ جلد ۶ نمبر ۳۶ یکم نومبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۲)

لائل پور میں قائدِ اعظم کی آمد کے حوالے سے ناسخ سیفی صاحب نے "سعادت" کا مسلم لیگ نمبر شائع کیا[۵]۔ ناسخ سیفی صاحب نے اھلاً وسہلاً مرحبا کے تحت اداری کالم میں قائدِ اعظم اور ان کے رُفقاء کا خیر مقدم کرتے ہوئے لکھا کہ:

"سرزمینِ لائل پور کی خوش قسمتی ہے کہ اس کو قائدِ اعظم محمد علی جناح اور مُسلم لیگ کے دیگر اکابر کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ ان میں سے ہر ایک ملّتِ اسلامیہ کا پُرخلوص خادم ہے اور اس لئے ہماری انتہائی عزّت و تکریم کا مُستحق ہے۔ پراونشل لیگ کے محترم صدر اور صوبے کے عمائدین اور وزرائے مکرّم کی تشریف آوری اُس بے پناہ جذبۂ عقیدت وارادت مندی کی مظہر ہے جو مُسلمانوں کو، ہر کہ و مہ کو قائدِ اعظم کی ذاتِ بابرکات سے ہے۔ اطراف و اکنافِ ہند سے اسلامی شوکت کو ازسرِ نو قائم کرنے کا ولولہ رکھنے والے جاں نثاروں کی آمد صاف ظاہر کر رہی ہے کہ

---

[۵] چھٹی جلد کا پینتالیسواں شمارہ ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء کو پرتاپ الیکٹرک پریس لائل پور میں باہتمام امام بخش ناسخ سیفی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر کے چھپا اور دفتر اخبار "سعادت" کمالیہ سے شائع ہوا قیمت فی پرچہ ایک آنہ۔

مسلمانوں کی تنظیم کس اعلیٰ نہج پر قائم ہو چکی ہے اور ان کی صحیح نمائندہ جماعت کون سی ہے اور جماعتی سرگرمیوں کا صحیح مرکز کون سا ہے۔ ضلع لائل پور کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے ہم پراونشل لیگ کو اِس جلسے کے انعقاد پر مُبارک باد عرض کرتے ہیں اور اپنے محترم مہمانوں کو نہایت پُرخلوص خوش آمدید کہتے ہیں:"

(سعادت، کمالیہ، مسلم لیگ نمبر، جلد ۹، نمبر ۲۷، ۱۵، نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۵)

پنجاب پراونشل مُسلم لیگ کانفرنس کے موقع پر ناسخ سیفی صاحب کمالیہ سے رضا کاروں کی ایک فوج کی فوج لے کر لائل پور آئے اور بڑی مُستعدی اور جاں فشانی سے اجلاس کی کامیابی کے لیے بساط بھر خدمات انجام دیں۔ اُن کے جوشِ عمل اور تنظیمِ کار سے متاثر ہو کر میاں عبدالباری، نواب غضنفر علی خاں اور نواب ممدوٹ نے انہیں مستقلاً لائل پور چلے آنے کی دعوت دی، چنانچہ ۱۹۴۳ء میں وہ اپنے اخبار "سعادت" کو کمالیہ سے لائل پور لے آئے۔ ابتداً وہ چوہدری عزیزالدین ایڈووکیٹ کے ہاں ٹھہرے لیکن جلد ہی اُنھوں نے اپنا الگ ٹھکانا بنا لیا۔ حکیم ملک محمد شریف صاحب کا مَطب بھی اُن کے زیرِ تصرف رہا۔ لائل پور میں وہ "مجلس پاکستان" کے سرگرم رُکن رہے۔ اِس زمانے کے تحریکی رُفقاء میں سے وہ خلیق قریشی مرحوم، محمد رمضان خاں سرور مرحوم، جناب خورشید عالم (جہاں گرد)، جناب اختر سدیدی، انور نظامی اور حکیم ظفر علی گوندل کا بڑی محبت سے ذکر کرتے ہیں۔

لائل پور میں قائدِ اعظم کے قیام کے بارے میں میرے ایک استفسار کے جواب میں اُنھوں نے بتایا کہ قائدِ اعظم کے قیام کا انتظام کرنل میاں محمد حیات خاں مرحوم کی کوٹھی پر کیا گیا تھا۔ یہ روایت صحیح نہیں کہ وہ "کمالیہ ہاؤس" میں ٹھہرے تھے۔ ماڈل ٹاؤن لائل پور میں واقع "کمالیہ ہاؤس" تو تقسیمِ ہند کے بہت بعد کی تعمیر شدہ عمارت ہے۔ ۱۹۴۲ء میں اس کا وجود بھی نہیں تھا۔

نواب محمد سعادت علی خاں کے بیٹے نوابزادہ غلام علی خاں آف کمالیہ اُس زمانے میں لائل پور میں رجسٹرار تھے۔ قائدِ اعظم نواب صاحب کے ہاں ایک دعوت پر کچھ دیر کے لئے ضرور تشریف لے گئے تھے۔ یہ دعوت سول لائنز (لائل پور) کی اُس کوٹھی میں ہوئی تھی جو ۱۹۴۸ء میں وفاقی وزیرِ تعلیم چودھری علی اکبر خاں مرحوم کو الاٹ ہوئی اور جس میں آج کل اُن کے بیٹے چودھری نثار اکبر خاں فروکش ہیں۔ دعوت کے اس موقع پر چند تصویریں بھی لی گئی تھیں۔ اِس سلسلے کی دو تصویریں نواب غلام علی خاں صاحب کے ہاں محفوظ ہیں اور قیمتی متاع کی حیثیت رکھتی ہیں۔

۲۲۔ جون ۱۹۴۵ء کو ناسخ سیفی صاحب نے "سعادت" کا "مسلم نیشنل گارڈ نمبر"[۵] شائع کیا، جس کے لئے بطورِ خاص قائدِ اعظم محمد علی جناح

---

[۵] یہ نمبر پرتاپ الیکٹرک پریس، بھوانہ بازار، لائل پور سے شائع ہوا۔ سرورق پر یہ الفاظ درج ہیں: "شمالی ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے احیاء کا علمبردار" نیز سرورق قائدِ اعظم محمد علی جناح اور نواب صدیق علی خاں سالارِ آل انڈیا مسلم نیشنل گارڈ کی تصاویر سے مزین ہے۔

سے پیغام حاصل کیا گیا "نوجوانانِ ہند کے نام" قائدِ اعظم کے اس پیغام کا ـــــ متن درج ذیل ہے:

" مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ہفتہ وار" سعادت" لائل پور صوبہ مسلم نیشنل گارڈ پنجاب کی زیرِ نگرانی ایک خاص نمبر شائع کر رہا ہے جو کہ مسلم نیشنل گارڈ کی تنظیم کے لئے وقف ہوگا۔ ہندی مسلمانوں کو اب معلوم ہونا چاہیئے کہ پاکستان ہماری اپنی طاقت سے حاصل ہوگا اور وہ طاقت ہمارا اتحاد، تنظیم اور ڈسپلن اور کیریکٹر ہے۔ ان خصائل کی نشوونما اور حصول کسی قوم کو صحت مند اور مضبوط بناتا ہے۔ کوئی قوم اس وقت تک آزاد نہیں ہوسکتی یا اپنی زندگی کو برقرار نہیں رکھ سکتی جب تک اس کی تنظیم میں انتشار ہو۔ اس کا ڈسپلن کمزور اور عوام پست ہمت ہوں لگاتار محنت اور قربانی کے لئے آمادگی کے بغیر ہم آج کی زندگی اور موت کی جدوجہد میں کامیابی کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے۔ ایک مضبوط تنظیم اور ڈسپلن کے بغیر ہماری قوتِ مدافعت کسی وقت ختم ہوسکتی ہے۔ اگر خدانخواستہ کبھی ایسا ہوا تو اس نیم برِاعظم میں دس کروڑ مسلمانوں کے لئے اُمید کی کوئی کرن باقی نہیں رہ جاتی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں کو اب وقت کی نزاکت کا احساس ہو چکا ہے۔ پورا وثوق ہے کہ انشاءاللہ فتح ہماری ہوگی اور ہم پاکستان حاصل کریں گے مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے دشمن ہمارے پیدائشی حقِ خود ارادیت اور آزاد وجود سے ہمیں محروم کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔ میں ایک

بار بھر تمام مسلمانوں کو متنبّہ کرتا ہوں کہ وہ ہوشیار ہو جائیں اور ہر مشکل کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ہمارا شاندار ماضی اور قابلِ فخر روایات اور اسلام کے بُنیادی اصول ہمیں غیر ملکی غلامی اور ہندو کے رام راج کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرتے ہیں اور ہماری آزادی حقیقی طور پر قیام پاکستان میں ہے۔ آزادی کے معنی ایک عظیم ذمہ داری ہے اس ذمّہ داری کو سنبھالنے کے لئے مَیں ہندوستان کے مسلم نوجوانوں کو خاص طور پر دعوت دیتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ وہ یقینِ کامل اور شجاعت سے آگے بڑھیں اور اس ذمّہ داری کے اہل بنیں۔

مُسلم نیشنل گارڈ کی تنظیم سارے ہندوستان میں کام کر رہی ہے لیکن اس کے استحکام اور یک جہتی کی مزید ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے گھر اپنی عزّت و دولت اور اپنی زندگی کی حفاظت اور انسانوں کی خدمت کر سکیں اور انہیں خاص مقاصد کے لئے اِس تنظیم کی ابتدا کی گئی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ مُسلمان نوجوان اور خصوصاً پنجاب کے نوجوان جو پاکستان کا بازوئے شمشیر زن ہیں مسلم نیشنل گارڈ کے تنظیم کے جھنڈے کے گرد زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو جائیں تاکہ ہم زیرِ آسمان عزّت اور امن کی زندگی بسر کرنے کے لئے اپنے گھر کی حفاظت کر سکیں اور تمام بنی نوع انسان کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائیں۔ ہمارا ماٹو اتحاد، یقین اور ڈسپلن ہے۔

میری تمنا ہے کہ "سعادت" کا یہ نمبر ادر صوبائی نیشنل گارڈ کی کوشش

بار آور ہو اور مجھے اُمید ہے کہ ہم اپنے پاکیزہ نصب العین کی طرف گامزن رہیں گے اور اسے بہت جلد حاصل کر کے اِس کی تعمیر کریں گے۔

(انگریزی سے ترجمہ)

[ہفت روزہ "سعادت" لائل پور، جلد ۸، نمبر ۱۴، ۲۲ جون ۱۹۴۵ء صفحہ ۲]

ناسخ سیفی صاحب نے فرمایا کہ "سعادت" کے لئے قائدِ اعظم کا یہ تحریری پیغام نیشنل گارڈ، صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ احمد نواز پاشا مرحوم دہلی جا کر قائدِ اعظم سے بہ نفسِ نفیس لائے تھے۔ اصل انگریزی متن نیشنل گارڈ کی ضلعی تنظیم نے اپنے پاس محفوظ رکھا تھا۔ اب دستیاب نہیں۔

ناسخ سیفی صاحب کا "اسلامی سلطنت" کے احیاء کا جذبہ آج بھی جوان ہے۔ "سعادت" اخبار اب روزنامہ بن چکا اور لاہور، لائل پور سے بہ یک وقت چھپتا ہے، اس کا مرکزی دفتر لاہور میں ہے۔ سیفی صاحب کے بیٹے عتیق الرحمٰن صاحب لائل پور میں ہیں اور "تجارتی رہبر" اخبار کے مُدیر ہیں، قائدِ اعظم سے محبت اُن کی میراث ہے اور اس پر انہیں بجا طور پر فخر ہے۔

(۱۴)

میاں اکرام اللہ مرحوم

ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

لائل پور کے معروف اور معزز عبداللہ پور خاندان کے جدِ امجد منشی فتح دین[1] مرحوم کے چار بیٹے تھے:

۱۔ میاں برکت اللہ مرحوم
۲۔ میاں فتح اللہ مرحوم
۳۔ حافظ میاں محمد عبداللہ مرحوم
۴۔ میاں نور اللہ صاحب

میاں برکت اللہ کی اولادِ نرینہ:

۱۔ میاں غفور اللہ مرحوم
۲۔ میاں ظہور اللہ مرحوم
۳۔ میاں حفیظ اللہ مرحوم
۴۔ میاں رفیع اللہ صاحب
۵۔ میاں اکرام اللہ صاحب
۶۔ حافظ حاجی یاسین امان اللہ صاحب

میں سے میاں اکرام اللہ صاحب کے بارے میں، میاں عبدالباری مرحوم کے صاحبزادے ریٹائرڈ میجر میاں معین الدین صاحب نے مجھے تشویش کے انداز میں بتایا کہ وہ بیمار ہیں ــــــ

---

[1] میاں اکرام اللہ صاحب نے راقم الحروف سے منشی فتح دین مرحوم و مغفور کے حالات میں ایک کتاب لکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ بلاشبہ اُن کی خوبیاں اور نیکیاں اس کی متقاضی بھی ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ

نومبر ۱۹۴۲ء میں قائدِ اعظم، لائل پور تشریف لائے تو میاں اکرام اللہ قائدِ اعظم کے حفاظتی دستے (نیشنل گارڈ) میں شامل تھے۔ اِس حیثیت میں قائدِ اعظم کے ہمراہ اُن کی ایک سے زائد تصویریں میری نظر سے گزری تھیں، ایک تصویر میں اپنے کالج میگزین "روشنی" کے قائدِ اعظم نمبر میں شائع بھی کر چکا تھا۔[۵] میاں صاحب کی علالت اور قائدِ اعظم سے اُن کے تعلّق کے پیشِ نظر میں تشویش اور تشویق کے ملے جُلے جذبات کے ساتھ اپنے ایک رفیقِ کار عصمت اللہ خاں صاحب کے ہمراہ ۳۔ فروری ۱۹۷۷ء کی سہ پہر میاں اکرام اللہ صاحب کی تلاش میں نکلا۔

اُن کی اقامت گاہ تک پہنچنے میں ہمیں کوئی دقت نہیں ہوئی۔

میاں صاحب کے ایک بھتیجے (میاں رفیع اللہ ربر کیمسٹ کے صاحبزادے) گھر پر ملے۔ اُن کی زبانی میاں صاحب کے بارے میں کچھ باتوں کی توثیق ہوئی، کچھ باتیں نئی معلوم ہوئیں۔ میاں اکرام اللہ صاحب کبھی جی جان سے مسلم لیگی رہے تھے، عبداللہ پور کے چیئرمین، بہت مقبول اور با اثر شخصیت کے مالک، لائل پور سول ڈیفنس کے چیف، فلم "منگیتر" اور "چودھویں صدی" کے پروڈیوسر ــــــ

میاں اکرام اللہ صاحب پچھلے ڈیڑھ دو برس سے علیل تھے۔ اُن کے پھیپھڑوں کا غالباً ایک حصّہ سُکڑ گیا تھا، مدتوں وہ ہسپتال میں داخل رہے تھے اور اب کچھ عرصے سے گھر پر تھے۔ ہماری اطلاع

---

[۵] روشنی: مجلّہ گورنمنٹ کالج، لائل پور، قائدِ اعظم نمبر دسمبر ۱۹۷۶ء بمقابل صفحہ ۱۴۰۔

ہوئی تو اُنھوں نے فوراً بُلوا لیا۔ اُن کے کمرے کے باہر آویزاں اطلاعیہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں نے اُن سے مُلاقات پر پابندی لگائی ہوئی ہے اور اُن کے کمرے میں تمباکو نوشی کی تو قطعاً اجازت نہیں۔

میاں صاحب اپنے پلنگ پر خمیدہ بیٹھے ہوئے تھے بڑی شفقت سے ملے۔ مُعذرو معذرت اور مزاج پُرسی کے بعد ہم نے کالج میگزین "روشنی" کا تازہ شمارہ (قائدِ اعظم نمبر) اُن کی خدمت میں پیش کیا جسے اُنھوں نے شوق سے مُلاحظہ کیا اور رسالے کے اُس حصّے کو بطورِ خاص قدر کی نگاہ سے دیکھا جو قائدِ اعظم اور لائل پور سے مُتعلق تھا۔ اُنھوں نے قائدِ اعظم کے ہمراہ اپنا ایک گروپ فوٹو اندر سے منگوایا اور ہمیں خاص طور پر دکھایا۔ یہ وہی تصویر تھی جو "روشنی" میں شامل ہے۔

میاں صاحب نے فرمایا کہ قائدِ اعظم ۱۹۴۲ء کے اواخر میں لائل پور تشریف لائے تھے۔ سردی کا موسم تھا۔ اُن کی پہلے روز اسٹیشن پر آمد سے اُن کی رُخصتی تک ایک ایک پَل کی تصویر آج بھی نظر میں گھومتی ہے۔ اسٹیشن سے اُنہیں ایک مُرصّع بگھی میں عظیم الشان جلوس کی صورت میں جلسہ گاہ تک لے جایا گیا۔ اس بے پناہ والہانہ جوش اور استقبال کا نقشہ لفظوں میں کھینچنا ممکن نہیں ۔ قائدِ اعظم کی سواری کے لئے جس بگھی کا انتظام کیا گیا تھا، وہ غالباً سردار سمپورن سنگھ کی تھی۔ اس پر سرتاسر کمخواب مڑھا ہوا تھا، چوبدار سبز رنگ کی وردی میں ملبوس تھے۔ میاں حفیظ اللہ مرحوم کے ہاتھ میں بگھی کی لگام تھی، ہم آگے آگے تھے اور

نوبتیں بجائی جا رہی تھیں، غرض بڑی دھوم اور شان کا جلوس تھا اور اپنی نظیر آپ، پہلے ایسے جوش اور خلوص کا مظاہرہ دیکھا اور نہ کبھی بعد میں۔

قائدِ اعظم نے اوّل جلسہ گاہ میں پرچمِ اسلامی لہرایا اور مختصر خطاب کیا، پھر کرنل محمد حیات خاں مرحوم کی کوٹھی پر تشریف لے گئے، جو اُن کے قیام کے لئے منتخب کی گئی تھی۔ قائدِ اعظم نے دو راتیں لائل پور میں گزاریں، اُن کے طفیل مُتعدد دوسرے مُسلم زعما نے بھی یہاں قدم رنجہ فرمایا۔ مُسلم لیگ کانفرنس بڑی زور دار رہی، بے حد کامیاب اور بہت دور رس۔ اِس نے پنجاب میں آزادی کے حصول اور عام بیداری کی ایک ایسی لہر دوڑا دی جو بالآخر قیامِ پاکستان کی صورت میں مُنتج ہوئی۔ خُدا پاکستان کو ابدالآباد تک قائم و دائم رکھے، آمین۔

میاں اکرام اللہ صاحب نے میرے ایک استفسار کے جواب میں بتایا کہ اُن کی تاریخِ ولادت یکم ستمبر ۱۹۲۱ء ہے۔ ۳ فروری ۱۹۷۷ء کو میاں صاحب سے یہ گفتگو ہوئی اس کے ٹھیک دو ہفتے بعد ۱۸ فروری ۱۹۷۷ء کو جمعے کے روز صبح سات بجے اُن کی سناؤنی آگئی اور پاکستان کے یہ سچے فدائی اور قائدِ اعظم کے جاں نثار سپاہی خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

اللہ رے سناٹا آواز نہیں آتی!

بیادِ شیخ فیروزالدین کاشمیری مرحوم

۲۶ جنوری ۱۹۷۷ء کی شب میں پروفیسر عصمت اللہ خاں صاحب کے ہمراہ شیخ فیروزالدین کاشمیری صاحب کے خدمت میں حاضر ہوا، وہ ڈرائنگ روم میں قائدِ اعظم کی اُس قدِ آدم تصویر کے سامنے تشریف فرما تھے، جو بطورِ خاص ۱۹۴۲ء میں قائدِ اعظم کی لائل پور آمد کے موقع پر بنوائی اور "کشمیر ہاؤس" کے باہر آرائشی دروازے پر سجائی گئی تھی ــــ شیخ صاحب سے قائدِ اعظم کے بارے میں مختصر سی گفتگو رہی ۱۰ فروری ۱۹۷۷ء کی صبح شیخ صاحب رحلت فرما گئے ــــ شیخ صاحب کے لائق فرزندوں اعجاز فیروز (ولادت: ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۶ء) اور افتخار فیروز (ولادت: ۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء) نے حُسنِ اتفاق سے گفتگو کا ایک حصہ ٹیپ ریکارڈ پر محفوظ کر لیا تھا۔ اب اِس گفتگو کی حیثیت ایک تبرک اور یادگار کی سی ہو کر رہ گئی ہے۔

ــــ ڈاکٹر سید مُعین الرحمٰن

ڈاکٹر سید معین الرحمٰن : شیخ صاحب! جب قائدِ اعظم لائل پور تشریف لائے تو کیا وہ "کمالیہ ہاؤس" میں ٹھہرے تھے؟

شیخ فیروز الدین کاشمیری : نہیں، وہ تو کرنل حیات صاحب کی رہائش گاہ پر ٹھہرے۔

ڈاکٹر سید معین الرحمٰن : شیخ صاحب! آپ نے لائل پور میں قائدِ اعظم کی آمد کے موقع پر جو آرائشی استقبالی دروازہ اپنی دوکان "کشمیر ہاؤس" کے سامنے بنوایا تھا، کہتے ہیں کہ قائدِ اعظم جب اُس دروازے سے گزرے تو ایک سنہری، طلائی ہار، جس پر پانچ سو روپے کے نوٹ جڑے ہوئے تھے، اُوپر سے خود بخود قائدِ اعظم کے گلے میں آکر آویزاں ہوا، اِس ڈرامائی منظر کی کچھ تفصیل کیفیت!

شیخ فیروز الدین کاشمیری : مَیں نے اُس ہار کو آرائشی دروازے کے وسط میں ایک رسّی کے ساتھ پوشیدہ طور پر باندھ رکھا تھا۔ قائدِ اعظم کی آمد سے پہلے تک وہ ہار کسی کو نظر نہیں آرہا تھا، کیونکہ اُسے چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ جب قائدِ اعظم گاڑی (وکٹوریہ) میں بیٹھے ہوئے اس دروازے کے قریب پہنچے تو مَیں نے ہار والی رسّی کے دوسرے سرے کو جو میرے ہاتھ میں تھا، ڈھیلا کر دیا اور ہار نہایت احتیاط کے ساتھ خود بخود قائدِ اعظم کے گلے میں جا پڑا۔ یہ منظر دیدنی تھا۔ لوگ عش عش کر اُٹھے تھے۔

ڈاکٹر سید معین الرحمٰن : آپ نے قائدِ اعظم اور اُن کے ہمراہیوں کی خدمت میں اس موقع پر مٹھائی کے جو خوان پیش کیے تھے کیا اُن پر بھی کچھ نوٹ وغیرہ رکھے ہوئے تھے ؟

شیخ فیروز الدین کاشمیری: جی ہاں! اُن پر بھی پانچ صد روپیہ رکھا ہوا تھا۔

ڈاکٹر سید معین الرحمٰن : آپ کی بیگم صاحبہ نے کچھ زیور بھی دے دیا تھا؟

شیخ فیروز الدین کاشمیری: جی ہاں، لیکن یہ جلسے کی بات ہے، جب جلسہ گاہ میں چندے کی اپیل کی گئی تو میری بیوی نے اپنے کانوں کی بالیاں اُتار کر پاکستان کے نام پر چندے میں دے دیں[1]۔ اسٹیج پر اُس وقت مولانا حامد بدایونی صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ انہیں معلوم ہوا تو اُنھوں نے کہا یہ بالیاں مجھے دو۔ — اس کے بعد اُنھوں نے سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے اُنھیں بالیاں دکھائیں اور کہا کہ ایک عورت کے لئے سونا بہت اہمیت رکھتا ہے مگر یہ دیکھو کہ پاکستان سے محبت رکھنے والی اس عورت نے اپنی سونے کی بالیاں پاکستان کے لئے دے دی ہیں۔ اس پر جلسہ گاہ میں موجود سینکڑوں عورتوں نے اپنی انگوٹھیاں، بالیاں اور کڑے وغیرہ اُتار اُتار

---

[1] شیخ صاحب کی اہلیہ محترمہ ۸۔ نومبر ۱۹۷۵ء کو خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ سدا رہے نام اللہ کا!

کر چندے میں دے دیئے۔

آپ جلسہ گاہ میں کس جگہ بیٹھے تھے۔

شیخ فیروزالدین کاشمیری : میں جلسہ گاہ میں اسٹیج پر بیٹھا تھا اور حضرت قائدِ اعظم سے صرف اسی قدر فاصلے پر تھا جس قدر فاصلہ اس وقت میرے آپ کے درمیان ہے، تقریباً تین چار فٹ، — میرا بڑا لڑکا اقبال فیروز، اُس وقت تین چار سال کا بچہ تھا۔ وہ اسٹیج پر اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا، تو وہاں ایک نواب صاحب تھے، اُنہوں نے بڑی شفقت کے ساتھ اُسے پکڑ کر گود میں بٹھا لیا تھا۔

پروفیسر عصمت اللہ خاں : کیا محترمہ فاطمہ جناح بھی قائدِ اعظم کے ہمراہ تھیں؟

شیخ فیروزالدین کاشمیری : جی ہاں! وہ بھی اُن کے ہمراہ تھیں۔

پروفیسر عصمت اللہ خاں : اُس وقت جلسہ گاہ میں کس قدر تعداد میں لوگ جمع ہوئے تھے۔

شیخ فیروزالدین کاشمیری : تقریباً تین چار ہزار کے لگ بھگ۔

پروفیسر عصمت اللہ خان : اِس قدر تعداد کو بھی تو اُس وقت بہت بڑا سمجھا جاتا ہوگا؟

شیخ فیروزالدین کاشمیری : بے شک ہم سمجھتے تھے کہ یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔

ڈاکٹر سید معین الرحمٰن: بعض شہادتیں ایسی ہیں، کچھ اصحاب یہ کہتے ہیں کہ اُس وقت جلسہ گاہ میں تقریباً لاکھ، نصف لاکھ آدمی جمع ہو گئے تھے۔؟

شیخ فیروزالدین کاشمیری: نہیں، خیر ایسی بات نہیں۔ اُس وقت لائل پور شہر کی آبادی تقریباً ستر ہزار تھی، جس میں زیادہ سکھ اور ہندو تھے جو جلسے میں نہیں آئے تھے، پھر اس قدر تعداد بتانا محض مُبالغہ آرائی ہے۔ ہاں، البتہ، ہندو سکھوں نے اپنی دوکانیں وغیرہ بند کر دی تھیں۔

ضمیمہ (۱)

—— صدارتی خطبہ ملک برکت علی:

۲۰ جولائی ۱۹۴۱ء کو پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے لائل پور میں ایک پاکستان کانفرنس کی۔ ملک برکت علی ایم۔ ایل۔ اے، نے اس موقع پر تاریخی اور واقعاتی حوالوں سے بھرپور، جو مدلل اور تجزیاتی صدارتی خطبہ دیا، اگلے صفحات میں اُس کا انگریزی متن پیش کیا جارہا ہے۔ اب سے چھتیس ۳۶ برس پہلے لائلپور میں نئی نسل پر اس بصیرت افروز خطبے کے جو اثرات مرتب ہوئے ہوں گے، اُس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔

— ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

[بشکریہ: "ملک برکت علی کی حیات اور نگارشات" مرتبہ: ایم رفیق افضل
طبع اول: ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، اکتوبر ۱۹۶۹ء
صفحہ ۲۲۶ — ۲۴۵]

○

Presidential Address
Lyallpur Pakistan Conference*

Malik Barkat Ali presided over the Pakistan Conference organised by the Punjab Muslim Students Federation at Lyallpur on July 20, 1941. The following is the text of his presidential address :—

"As you all know, we are meeting today under the shadow of a terrible war between Hitlerism on one side and the British Empire on the other. From all accounts, it is undoubtedly a life and death struggle between the two belligerents. It is clear from the progress of events since 3 September, 1939, when war was formally declared between England and Germany, that it is not merely a local or ephemeral issue like that of Danzig or the passage to East Prussia, but the very question of existence which is today locking the British Empire in this deadly combat in the course of which the flower of the nation and all that is best and dear is being offered in sacrifice to the God of War. Hitler is bent with his carefully and scientifically planned war machine to achieve the break up of the mighty British Empire, and obviously no scruples weigh with him. Luckily, the British Lion although originally asleep, is shaking off its slumber and the remarkable and wonderful manner in which the English people although totally unprepared for the war when it came, are throwing themselves into the fight, shows that the ancient and ingrained spirit of the British Nation has not been sapped by luxury or comfort or tainted with cowardice and selfishness or satiated and whithered by dotage or decay. In a situation of this kind, our duty as citizens of a Great Empire, which has given us peace and perfect security is obvious. As soon as the war began, our Quaid-i-Azam declared in the name of the Mussalmans that we had no sort of sympathy with Hitlerism or Nazism or Fascism,

---

**The Indian Annual Register*, Calcutta, 1941, vol. II, pp. 223—34.

that we hated these creeds and that despite serious grievances, nothing would be done to cause any embarrassment to the Government so long as it was engaged in the prosecution of this bitter war. The Mussalmans have honoured this pledge given on their behalf by the Quaid-i-Azam. Those in a position to give monetary aid and assistance have rendered that assistance undeterred; those in a position to offer the maximum sacrifice have done so undaunted and unhampered. None has come in the way, none has come forward to preach any boycott. This is as it should be. The Quaid-i-Azam had, however, declared that in case Government was anxious to secure the whole-hearted support of the community, it was necessary that a sense of satisfaction should be created in the minds of the Muslim masses, that their grievances and in particular the excesses and atrocities from which they had suffered at the hands of Congress Governments in the seven provinces should be redressed and rectified, and further that Muslim leadership should be trusted and taken into confidence and the power and authority of Government should be entrusted to and shared with the accredited representatives of the Muslim nation on equal and self-respecting terms. The Quaid-i-Azam had given the further assurance that as Government had agreed to a *de novo* examination of the entire policy and plan of the Government of India Act, 1935, when the time came for the drawing up of a final constitution of India soon after the conclusion of the war, and had also agreed that they would not transfer their present responsibility for the peace and welfare of India to any system of Government 'whose authority is directly denied' by the Muslims nor be parties to their coercion by such Governments, he should not press the issue of Pakistan for immediate acceptance but would reserve it for discussion at the Round Table later. It is to be regretted that these most eminently reasonable terms have not been accepted by the representative of the British Government in this country. His Excellency Lord Linlithgow, no doubt, fully understood the point of view put forward by Mr. Jinnah ; it cannot be said that Mr. Jinnah was not able to put forward his claim before him with perfect clarity; but it appears that, dominated by the fear of the Congress, His Excellency halted in the course of his negotiations and ultimately ended by offering Mr. Jinnah two seats in his Cabinet, with full freedom to Mr. Jinnah to nominate the holders of those seats. Mr. Jinnah indignantly refused this offer and there the matter stands. The result is that the response of the Muslim nation to the war effort has not been as full as it should be. The Government knows this. It is true that various elements in the national life of Mussalmans are rendering all the aid in their power to the British Government, just as various elements in the national life of the Sikh and Hindu communities are rendering all the aid in their power, notwithstanding the ban imposed by Mahatma Gandhi and the

Congress. I think it is a great compliment to the British Government and its enlightened methods of administration that it should have been able on the basis of its own good-will to get out of the various communities and sections of India, the help it has received. But you and I and the British Government all recognise that much greater and far more powerful help is needed and should have been forthcoming, at any rate so far as the Muslims are concerned, if the Quaid-i-Azam had been taken into confidence and his proposals accepted. It is axiomatic that no people can render spontaneous and enthusiastic help unless they are made to feel that it is their own war and that it is their freedom which is at stake. I must say that this feeling is not yet prevalent, though, no doubt, some Indian Muslims, Hindus, Sikhs and others who must support Government at all costs and in all situations, are preaching that this war is India's war and that the freedom of India is as much at stake as the freedom of England. Their preachings meet with no response. It is time that Government, who are, no doubt, aware of the realities of the situation, should take stock of the condition of things as they exist and acting in a bold, courageous and trustful spirit, call to their councils men of the calibre and influence of the Quaid-i-Azam and invest them with real and substantial authority as equal partners so that the defence of India may be adequately and nationally mobilised. The war clouds are gathering thick on the Indian horizon; the change in policy indicated by the unprovoked, wanton and sudden attack on Russia, with whom a Non-Aggression Pact had been concluded about two years ago, shows that India will soon be enveloped in the flames of war. The old policy of working through those who would demur under all circumstances and who for that reason would have you and the outside world believe that they are the only people who are active and therefore count and matter, like the proverbial few grashoppers who make the forest ring with their clink, thinking that they are the only inhabitants of the Earth, must go. Let the watchwords of the new policy be Trust in those who really represent the nation. It is only in this wise that the nations of India can be moved into a robust and real defence of their Freedom. The times through which we are passing are not ordinary times. The world seems to be rushing along at a giddy pace covering in days and months the track of centuries and those who are accustomed to see it spinning leisurely along its destined course, should open their eyes and let not a second go waste.

"It is being stated that the Viceroy's Executive Council is going to be expanded so as to contain a non-official Indian majority and that Mr. Amery will be shortly making a statement which will prove a landmark in the constitutional history of India. So far as the expansion of the

Viceroy's Executive Council is concerned, it is obvious that with the Congress and the Muslim League out of it, the expansion would serve no useful purpose beyond providing jobs to those who are already co-operating. Of course, there is nothing to prevent the Viceroy from taking this step, but in view of the gravity of the international situation, it would be wise to leave well alone and to persevere the course announced by the Government after the failure of the Government negotiations with the leaders of the Congress and the League. There is certainly a danger in the adoption of a different course. The reaction on Muslim public opinion of the step which the Viceroy is stated to be taking, must be adverse. With the Congress already in the opposition, the path of wisdom lies in not antagonising Muslim League opinion. As regards the contemplated statement to be made by Mr. Amery, it is of course difficult to express any opinion about its merits or demerits before it has actually appeared in print. All I can say is that the previous attitude of Mr. Amery that Indians must first reach a settlement among themselves of the outstanding constitutional questions have everything to commend it, and I trust that Mr.Amery will stand by it and not yield to any sort of pressure manoeuvred by that second line of defence of the Congress organisation, namely the Liberals led by Dr. Sir Tej Bahadur Sapru. Mr. Amery cannot conceal from himself the fact that these Liberal Elders do not count a single Mussalman of standing among them and that the difference between them and the Congress leaders, so far as Muslims are concerned, is a difference between Tweedledum and Tweedledee.

"I will now come to the subject of Pakistan which is the cherished centre and coveted focus of your desires and for popularising which, you have called this Conference. The foes of Pakistan and some others from amongst our own camp, who want to win cheap popularity at the hands of our Hindu countrymen to whom Pakistan is at the moment a sort of poison cup, have spread so many falsehoods about Pakistan that it is necessary at the outset to give a true historical retrospect of the events that have led to and have culminated in the demand of Pakistan as the only solution of India's difficulties and the only guarantee of this vast subcontinent taking its proper place amongst the free and independent nations of the earth. You will remember that in the early nineties of the 19th centure when British statesmen decided to endow India with the beginnings of popular Government in local bodies, the question of separate electorates came to the fore. Originally, with their experience of elections in a homogeneous society, which never knew of any such distinctions as to separate the Hindu from the Muslim, they started with joint electorates. But joint electorates had not been long in operation when

the cry for separate electorates was raised by the Muslims everywhere. When the Morley-Minto Reforms were in the air, a deputation of leading Muslims, including the late Maulana Mohammad Ali, waited upon the then Viceroy, Lord Minto, and pressed for separate electorates for Muslims as the essential machinery for filling the seats to be fixed for them. The demand was conceded and even Lord Morley with all his traditions of the purest liberalism had to admit in his speech made on 23 February 1909 in the House of Lords that the Muslim demand for separate electorates would be met in full as, in the words of this Philosopher-Statesman, 'the difference between Hindus and Mohammadans is not a mere difference of articles of religious faith or doctrine. It is a difference in life, in traditions, in history, in all the social things as well as articles of faith that constitute a society.' Again, at the time of the Montague-Chelmsford Reforms, the question of separate electorates was considered by Lord Southborough Franchise Committee and it was decided that separate electorates were indispensable and could not be scrapped. The question was again considered by the Simon Commission and they reached to the conclusion that 'it is impossible to shut one's eyes to the force of the argument that the mere reservation of seats to secure a guaranteed amount of representation for the Muslim community is far from securing the return to the Legislatures of Muslims who would be regarded by their constituents as authoritative and satisfactory representatives.' Separate electorates are still the order of the day. While the Muslims were thus adamant in their demand for separate electorates, the Congress and the Hindus offered full-throated opposition to it and continued to condemn the system as the very negation of nationalism. And in theory indeed this was so. And yet the Muslim Community would never agree to the elimination of separate electorates. Separate electorates, no doubt, postulate two separate people with radically different and irreconcilable cultures and interests, whether political or economic.

"I should like you, however, to remember that all this time, the Mussalmans of India, while insisting on separate electorates, were anxious and eager to keep up the unity of India, and the best amongst them continued to preach that the Muslims of India must regard themselves as part and parcel of the great Indian nation. In the efforts to regain for India its birthright of Freedom, Indian Muslims, though returned on a separate ticket, stood shoulder to shoulder with Hindu Nationalists and suffered cheerfully all kinds of restraints and privations which befall all those who strive for liberty. Stray voices, here and there, no doubt uttered the warning that the Hindus and the Muslims were two separate peoples, with their differences rooted deep in history and in the teachings of their

respective faiths, but the Muslim community as a whole continued to believe in its destiny as a part of the Indian nation, and its leaders continued to play their part in India's struggle for Freedom. The greatest of these leaders on whose words even the Congress hung before the movement passed into the control of Mahatma Gandhi was no other than the Quaid-i-Azam.

"In December 1930, for the first time, the late Dr. Sir Mohammad Iqbal, in the course of his presidential address delivered at Allahabad as President of the 21st Session of the All-India Muslim League, put forward in a concrete form his proposal for the partition of India into Muslim India and Hindu India. When putting forward this proposal he clearly defined his position. He said :

> 'I lead no party ; I follow no leader. I have given the best part of my life to a careful study of Islam, its law and polity, its culture, its history and its literature. This constant contact with the spirit of Islam, as it unfolds itself in time, has, I think, given me a kind of insight into its significance as a world fact. It is in the light of this insight, whatever its value, that while assuming that the Muslims of India are determined to remain true to the spirit of Islam, I propose not to guide you in your decisions but to attempt the humble task of bringing clearly to your consciousness the main principle, which, in my opinion, should determine the general character of these decisions.'

Dr. Sir Mohammad Iqbal was perfectly right in the caution he gave in these introductory remarks namely, that the solution of the Indian communal problem which he was offering as the result of his constant contact with the spirit of Islam, its history, its laws and its literature, was purely his own and even that, not as the leader of any party ; for at that time the accepted constitutional position of the All-India Muslim League from the date of its foundation up till then was that India was an integral unity, the common homeland of both Hindus and Muslims and that the goal of the political effort of the All-India Muslim League was 'the attainment of full responsible Government for India by all peaceful and legitimate means with adequate and effective safeguards for Mussalmans.' It was at this time and in these environments, with the All-India Muslim League regarding Hindus and Muslims as the common sons of Mother India, that Dr. Sir Mohammad Iqbal flung his proposal, I will quote his very words. He said :

'The units of Indian society are not territorial as in European countries, India is a continent of human groups belonging to different races, speaking different languages and professing different religions. Their behaviour is not at all determined by a common race-consciousness. Even the Hindus do not form a homogeneous group. The principle of European democracy cannot be applied to India without recognising the fact of communal groups. The Muslim demand for the creation of a Muslim India is, therefore, perfectly justified. The resolution of the All-Parties Muslim Conference at Delhi is to my mind wholly inspired by this noble ideal of a harmonious whole which, instead of stifling the respective individualism of its component wholes, affords them chances of fully working out the possibilities that may be latent in them. And I have no doubt that this house will emphatically endorse the Muslim demand embodied in this resolution. Personally I would go further than the demands embodied in it. I would like to see the Punjab, North-West Frontier Province, Sindh and Baluchistan, amalgamated into a single State. Self-government within the British Empire, or without the British Empire, the formation of a consolidated North-West Indian Muslim State appears to me to be the final destiny of the Muslims at least of North-West India.'

"This proposal essentially based on the Partition of India into Hindu India and Muslim India, naturally caused consternation not only in the ranks of the Congress but also in the ranks of the leaders of the Muslim League. The first leader on the Muslim side to dissociate himself from it was no other than the Quaid-i-Azam, for he had given his whole life to the ideal of a free United India and had laboured hard to achieve this consummation. He felt that his whole dream of rearing the fabric of a United India would be shattered to pieces and he accordingly lent no support to this proposal. Others also of the same school of thought, including myself, if you will pardon this personal reference (I have reasons for making this personal reference which I will disclose later), who had been brought up and nurtured in the traditions of a United India, the common motherland of the Hindus and Muslims, put themselves in the opposition to Dr. Sir Mohammad Iqbal's proposal of partition. We laboured hard to keep the Partition of India at a distance, and with the enthusiasm of crusaders would not let the Muslim public come near it. We continued to labour at this ideal of a United India for ten long years. When as a result of the deliberations of the Round Table Conference the conception of a Federation of India, both Indian India and British India, was put forward by British statesmen, and was enthusiastically received and

supported by Congress opinion, we, subject to certain modifications, agreed to it. Federation postulates and is based on the Unity of India. Here, in fairness to the late Dr. Sir Mohammad Iqbal I must say that even he in that very address in which he was putting forward 'the formation of a consolidated North-West Indian State' as the 'final destiny of the Mussalmans at least of North-West India', accepted the scheme of Federation, subject to the modifications which the Muslim League leaders were pressing, namely : (1) that the residuary powers must be left to the self-governing States, (2) that the Central Federal State should exercise only those powers which were expressly vested in it by the free consent of federal States, (3) that Federation should be confined to the States or Provinces of British India, and finally (4) that the representation of the Muslims in the Central Legislature should be 33-1/3 per cent, exclusive of the share allotted to the Muslim States entering the Federation.

"True to its goal of a United India, the All-India Muslim League in October 1937, at its session at Lucknow changed its constitution and adopted as its goal 'the establishment in India of full independence in the form of a federation of free and democratic States in which the rights and interests of the Muslims and other minorities are adequately and effectively safeguarded in the constitution.' This continued to be the constitution of the All-India Muslim League until it was changed again into Pakistan at Madras in April 1941, in accordance with the resolution passed on 23rd March, 1940 in the Historic Session at Lahore. I must here read out to you the words of this memorable and epoch-making resolution moved by Mr. Fazlul Haq, the Premier of Bengal, and unanimously adopted in the open session of the League :

'This Session of the All-India Muslim League emphatically reiterates that the scheme of Federation embodied in the Government of India Act, 1935, is totally unsuited to and unworkable in the peculiar conditions of this country and is altogether unacceptable to Muslim India.

'Resolved that it is the considered view of this session of the All-India Muslim League that no constitutional plan would be workable in this country or acceptable to the Muslims unless it is designed on the following basic principles, *viz*, that geographically contiguous units are demarcated into regions which should be constituted with such territorial readjustments as may be necessary that the areas in which the Muslims are numerically in a majority as in the North Western and Eastern Zones of India should be grouped to constitute

'Independent States' in which the Constituent Units shall be autonomous and sovereign.

'That adequate, effective and mandatory safeguards should be specifically provided in the constitution for minorities in the units and in regions for the protection of their religious, cultural, economic, political, administrative and other rights and interests in consultation with them, and in other parts of India where the Mussalmans are in a minority, adequate, effective and mandatory safeguards shall be specifically provided in the constitution for them and other minorities for the protection of their religious, cultural, economic, political, administrative and other rights and interests in consultation with them.

'This session further authorises the Working Committee to frame a scheme of constitution in accordance with these basic principles, providing for the assumption finally by the respective regions of all powers such as defence, external affairs, communications, customs and such other matters as may be necessary.'

"You will see that by this Resolution the All-India Muslim League jettisoned for ever the Federation Scheme envisaged in the Government of India Act, 1935, and adopted Pakistan as the goal of its future political activity. Mind you, this Pakistan that the Muslim League visualises is even wider than the Pakistan that the late Dr. Sir Mohammad Iqbal featured. Dr. Sir Mohammad Iqbal featured a Pakistan consisting of Sindh, Baluchistan, N.-W.F. Province and the Punjab amalgamated into a single State. The Pakistan featured in the Lahore resolution of the All-India Muslim League consists not only of one amalgamated State on the North West of India but it also speaks of another such independent State on the Eastern Zone of India, namely Eastern Bengal and Assam where a clear Muslim majority block exists.

"The question arises, why did the All-India Muslim League which from its foundation right upto 1937 had been placing before the Muslims of India the goal of free and independent United India, with Hindus and Muslims as common citizens of the State, the joint custodians of the honour and integrity of this vast country, should have turned an absolutely new leaf in its history and should have adopted the very scheme of partition actually put forward by Dr. Sir Mohammad Iqbal in 1930, which at the time it was put, the League leaders opposed and condemned as 'sounding the death-knell of all that was noble and lasting in modern political activity

in India' and which the League continued to oppose right until 1937. I propose to answer this question, as shallow minds, not at all acquainted with the evolution of great ideas and how they penetrate and the changes effected in public opinion under the stress of abnormal and deeply moving situations, have lightly attributed this great psychological change in the ideals of the leaders of the Muslim League to such parochial and absurd considerations as inconsistency. One says that the leaders of the League are mere chameleons ; another says that their attitude in 1930 showed better and saner mind and that what they are preaching today is just the opposite of what they were preaching ten years ago. I believe, this kind of criticism calls for an answer and I give it.

"True, that ten years ago, we of the Muslim League were wedded to the ideal of a United India and that we had laboured throughout for preserving the integrity and inviolability of India. Why have we changed ? We have changed, let our critics bear in mind, because our experience of the Congress Governments in the seven Congress-governed provinces from July 1937 to October 1939, when they were in power, shattered all our confidence in the good faith of our Hindu countrymen. The Delieverence Day that we celebrated on 22nd December 1939, marked our final rupture with Hindu India and relegated us back to the position of those who had always preached that Hinduism and Islam were two separate cultures, that Hindus and Muslims were two separate nations and that the coalescence of the two was an impossibility. We trusted you, according to our good natures, as far as it was possible for human nature to do so; we disregarded the repeated warnings we have had in the past ; pace the opposition to the grant of Reforms to the N.-W.F. Province, the opposition to the creating of Sindh and Baluchistan as separate provinces, the controversy over the lodging of Residuary Powers and finally the opposition to the grant of Muslim majorities in Bengal and Punjab Legislatures. But we continued to cherish the dream of a United India, refusing to believe what seems to have been ordained by an unalterable Destiny, namely, that the Dream was one emanating from the Gate of Ivory. It was only after those terrible experiences of July 1937 to October 1939 with the apostle of Non-Violence presiding over and auspicicating the Governments which had committed those unnamable atrocities with his blessings, that we were compelled to bid goodbye to all our cherished hopes and beliefs, to forswear our past convictions and to come down to Mother Earth to realise the plain simple truth, realised earlier by the late Lala Lajpat Rai and others on the opposite side that the Hindu is Hindu and the Muslim is Muslim and never the twain shall meet. If anybody is responsible for this psychological transformation, it is not the

Muslim Leaders : it is the Congress Hindu Mentality.

"There is also one other explanation of this revolutionary transformation in the ideology of Muslim leaders which some of our critics, particularly the learned Editor of the *Tribune*, are unable to understand. They cite our previous attachment and devotion to the goal of a United India and our present allegiance to the Destiny of Pakistan as signal and palpable instances of political inconsistency. In politics consistency has always been regarded as the virtue of fools, or to use the words of a famous writer, as the hobgoblin of small minds. Who does not know that that grand old Man of Victorian Era, Mr. Gladstone, began his Parliamentary career as a Tory conservative and ended as a notable whig liberal leader. It was, I believe , Mr. Edmund Burke, that great orator and statesman, who in a moment of great illumination said that there is no such thing as principle in politics but that it is circumstances which impart to every principle its true colour and discriminating effect. But this matter apart, the change in our ideology from prior to 1937 to that after 1937 is susceptible of a very easy explanation and is perfectly justifiable in the eyes of political philosophy . To say that this change is without moral justification, because previously we held different opinions, and must be attributed to a dishonest drift in our opinions, is a mistake. It is not that we began to worship a new destiny all of a sudden and for the first time. The course of Indian political history from the foundation of the Congress in 1885 right up to the year 1937 shows that the Muslims and the Hindus have continued as two separate streams, running parallel to each other and never mixing. Separate electorates, fixation of representation not only in the local bodies and legislatures but also in the public services and a host of other demands crystallised in the famous fourteen points of Mr. Jinnah and finally the consciousness that we are a people 80 millions strong with a common faith, a common outlook and with a concept of equal brotherhood seldom attained in the history of human civilisation by any other human group—are not all these factors and influences the foundation and inspiration of that very Pakistan that we demand today as the culmination of our political life ? And is there in truth any inconsistency in these demands and our present claim of Pakistan ? As one views the unfoldment of Muslim political effort, Pakistan appears the appropriate culmination thereof. No one need therefore accuse Muslim leaders of inconsistency, when, after dreaming of a Free United India, which they find impossible of achievement, they turn to the achievement of another Destiny in perfect keeping with their past political desires. The charge of inconsistencies levelled at us by our foes is devoid of all point and substance. Indeed as Dr. B.R. Ambedkar whose thought-provoking

and enlightening work, *Thoughts on Pakistan*, I will commend to all votaries of this New Destiny, remarks :

'So obvious is the destiny that it is somewhat surprising that the Muslims should have taken so long to own it up. There is evidence that some of them knew this to be the ultimate destiny of the Muslims as early as 1923. In 1924 Mr. Muhammad Ali speaking on the resolution on the extension of the Montague-Chelmsford Reforms to the N.-W.F. Province which was moved in the session of the Muslim League held in Bombay in that year is said to have suggested that the Mohammedans of the Frontier Province should have the right of self-determination to choose between an affiliation with India or with Kabul. He also quoted a certain Englishman who had said that if a straight line be drawn from Constantinople to Delhi, it will disclose a Mohammedan corridor right up to Saharanpur.

'Nothing seems to have been said or done by the Muslims about this scheme between 1924 and 1930. The Muslims appear to have buried it and conducted negotiations with the Hindus for safeguards as distinguished from partition, on the basis of the traditional one-nation theory. But in 1930 when the Round Table Conference was going on, certain Muslims had formed themselves into a Committee with headquarters in London for the purpose of getting the R.T.C. to entertain the project of Pakistan. Leaflets and circulars were issued by the Committee and sent round to members of the R.T.C. in support of Pakistan. Even then nobody took any interest in it, and even the Muslim members of the R.T.C. did not countenance it in any way. If opposition to one common Central Government be taken as a principal feature of the scheme of Pakistan then the only member of the R.T.C. who may be said to have supported it without mentioning it by the name was Sir Muhammad Iqbal who expressed the view at the third session of the R.T.C. that there should be no Central Government for India and that the provinces should be autonomous and independent dominions in direct relationship to the Secretary of State in London.

'There is another explanation of this delay in putting forth the scheme of Pakistan. It is far more possible that the Muslim leaders did not until very recently know the philosophical justification for Pakistan. After all, Pakistan is no small move on the Indian political chess-board. It is the biggest move ever taken, for it involves the disruption of the State. Any Mohammedan, if he had ventured to come forward to

advocate it, was sure to have been asked what moral and philosophical justification he had in support of so violent a project. The reason why they had not so far discovered what the philosophical justification for Pakistan is, is equally understandable. The Muslim leaders were, therefore, speaking of the Mussalmans of India as a community or a minority. They never spoke of the Muslims as a nation. The distinction between a community and a nation is rather thin and even if it is otherwise it is not so striking in all cases. Every State is more or less a composite State and there is, in most of them, a great diversity of populations, of varying languages, religious codes and social traditions, forming a congeries of loosely associated groups. No State is ever a single society, an inclusive and permeating body of thought and action. Such being the case, a group may mistakenly call itself a community even when it has in it the elements of being a nation. Secondly, as has been pointed out earlier, a people may not be possessed of a national consciousness although in every sense of the term they are a nation.'

Again, in another place, this learned and impartial writer says :—

'Be that as it may, the fact remains that the Muslims have undergone a complete transformation and that the transformation is brought about not by any criminal inducement but by the discovery of what is their true and ultimate destiny. To some this suddenness of the transformation may give a shock. But those who have studied the course of Hindu-Muslim politics for the last twenty years cannot but admit to a feeling that this transformation, this parting of the two, was on the way. For the course of Hindu-Muslim politics has been marked by a tragic and ominous parallelism. The Hindus and Muslims have trodden parallel paths. No doubt they went in the same direction. But they never travelled the same road. In 1885 the Hindus started the Congress to vindicate the political rights of Indians as against the British. The Muslims refused to be lured by the Hindus in the Congress posing for and speaking in the name of all Indians. Between 1885 to 1906, the Muslims kept out of this stream of Hindu politics. In 1906 they felt the necessity for the Muslim community taking part in political activity. Even then they dug their own separate channel for the flow of Muslim political life. The flow was to be controlled by a separate political organisation, called the Muslim League. Ever since the formation of the Muslim League the waters of Muslim politics have flown in this separate channel. The Congress and the League have lived apart and have

worked apart. Their aims and objects have not always been the same. They have even avoided holding their annual sessions at one and the same place lest the shadow of one should fall upon the other. It is not the League and the Congress have not met. The two have met but only for negotiations, a few times with success and most times without success. They met in 1916 at Lucknow and their efforts were crowned with success. In 1925 they met but without success. In 1928 a section of the Muslims were prepared to meet the Congress. Another section refused to meet. It rather preferred to depend upon the British. The point is they have met but have never merged. Only during the Khilafat agitation did the waters of the two channels leave their appointed course and flow as one stream in one channel. It was believed that nothing would separate the waters which God was pleased to join. But that hope was belied. It was found that there was something in the composition of the two waters which would compel their separation within a few years of their confluence but as soon as the substance of the Khilafat cause vanished, the water from the one stream reacted violently to the presence of the other, as one does to a foreign substance entering one's body. Each began to show a tendency to throw out and separate from the other. The result was that when the waters did separate they did with such impatient velocity and determined violence—if one can use such language in speaking of water—against each other that thereafter they have been flowing in channels far deeper and far more distant from each other than those existing before. Indeed the velocity and violence with which the two waters have burst out from the pool in which they had temporarily gathered have altered the direction in which they were flowing. At one time their direction was parallel. Now they are opposite. One is flowing towards the east as before. The other has started to flow in the opposite direction towards the west. Apart from any possible objection to the particular figure of speech, I am sure, it cannot be said that this is a wrong reading of the history of Hindu-Muslim politics. If one bears this parallelism in mind he will know that there is nothing sudden about the transformation. For if the transformation is a revolution, the parallelism in Hindu-Muslim politics marks the evolution of that revolution. That Muslim politics should have run a parallel course and should never have merged in the Hindu current of politics is a strange fact of modern Indian History. In so segregating themselves the Muslims were influenced by some mysterious feeling the source of which they could not define, and guided by a hidden hand which they could not see but which was all the same directing them to keep apart from

Hindus. This mysterious feeling and this hidden hand was no other than their pre-appointed destiny, symbolized by Pakistan, which, unknown to them, was working within them. Thus viewed, there is nothing new or nothing sudden in the idea of Pakistan. The only thing that has happened is that, what was indistinct appears now in full glow, and what was nameless has taken a name.'

"These quotations from the pen of a dispassionate and philosophically mined third party should open the eyes of our critics to the realities of the situation and they should pause before they repeat parrot-like the childish criticism that Muslim leaders are guilty of inconsistencies and have gone back on their nationalist professions of the past.

"I will now pause to consider some of the objections that have been hurled against this scheme. There is in the first place the criticism of Mahatma Gandhi that Pakistan amounts to a vivisection of Mother India. It is really difficult to understand this spiritual criticism of a saint of non-violence. In spite of Pakistan, Mother India will remain and not disappear. It is not that any part of Indian territory will be snatched away to some other place. Even now, there are the divisions of India. We have provinces which have very little in common linguistically, politically, socially and culturally. Pakistan will be the name for a combination of some of the provinces of India. The Congress has often advocated the demarcation of boundaries of Indian provinces according to linguistic and other affinities. If that is not vivisection of Mother India, how is Pakistan a vivisection.

"Allied to this is the objection that Pakistan will end the political unity of India. This criticism has largely come from the English rulers of India. You will remember the following words of Sir Hugh O'Neil, Parliamentary Under Secretary of State for India, uttered in the House of Commons : 'The proposal to divide India into regions, would shatter the whole conception of Indain unity, gradually and laboriously built up by the British system over a long period of years.' To the same effect were the words of Mr. Amery when in advocating the slogan 'India First' he spoke of preserving unimpaired the essential unity of India. Now what is this political unity that is being so boosted ? It is simply that artificial unity which the British by the force of their arms have imposed upon India, namely a Central Government having the control of the entire country. British statesmen are never tired of repeating that they would any day confer dominion status even of the Statute of Westminster variety if Hindus and Muslims could agree together on a constitutional plan.

And they know that this agreement is impossible as whatever reforms have been granted in the past, have been granted not because Hindus and Muslims were united on them but because England chose in her political wisdom to grant them. British rule, although it has undoubtedly imposed a political unity on India in the sense of India being subject to one Government, has never been able to make of India a united nation. English Rulers themselves recognise that if England were to withdraw from India today, India would become a prey to internecine strife and relapse into that *Tawaiful Malookee* (anarchy) which fell upon her after the dissolution of the Moghul Empire. The present political unity can thus endure so long as the British or some third party is there to keep the Hindus and Muslims in chains, so that they may not spring upon each other. There is, therefore, nothing in this artificial political unity to serve as a rampart to the cause of Indian Freedom. It certainly serves the Englishman's interest and that is why he insists on it so much, but it cannot serve the two peoples concerned, for they cannot achieve self-determination otherwise. As has been said very pertinently, the present political unity only serves to look warring nations in the bosom of one country and one constitution, and the sooner this artificial unity is dissolved and the two different groups started on their separate careers of self-determination, the better for both. The price expected of us for this political unity is much too high and certainly not worth the result.

"Again, it is said that the object of Pakistan is really to obtain a territory where the Muslims may be in a position to freely 'tyrannise over the Hindus or gain dominance over them'. There could be no blacker falsehood than this and I am really sorry that there should be people in this country who are capable of uttering such a foul and wicked accusation. In fact, I find that in the *Tribune* of 8th July 1941, the following question has been put to me in the course of the leading article :—

> 'Will Malik Barkat Ali explain for our benefit with what object except that of exercising uncontrolled domination over the non-Muslim minorities in their so-called majority provinces are the Muslim Leaguers trying to convert those provinces into independent and sovereign Muslim States ?'

"I will gladly attempt to answer this question. We Mussalmans are asking for Pakistan as through Pakistan we will have an opportunity for self-expression and self-determination. Self-expression and self-determination are accepted political ideals and the birthright of every people who can be called a nation. We are a people of 80 million strong and as

good luck will have it, nearly 60 millions of us are living together in contiguous territories and are not interspersed. We are socially a unity and not cut up into different layers. We are knit together by the ties of a common faith which is not merely a religion to us but a cultural source and treasure. It is not merely the community of commercial or economic interests alone that binds us. Such a community can disrupt when interests conflict. We are further held together by a much more powerful bond, the bond of sentiment which in the words of Rennan is 'at once a body and soul'. A Zoolverin, according to him, is not a fatherland. As that great student of History, James Bryes, says :

> 'The permanence of an institution depends not merely on the material interests that support it, but on its conformity to the deep rooted sentiment of the men for whom it has been made. When it draws to itself and provides a fitting expression for that sentiment, the sentiment becomes thereby not only more vocal but actually stronger and in its turn imparts a fuller vitality to the institution.'

"As we Mussalmans are a people conscious of a spiritual and social unity, we desire to see such unity expressed and realised under a single Government. Now, is such a desire a crime and does it mean any tyranny or domination over others? We give to our Hindu countrymen the same Destiny. We give them gladly the opportunity for self-expression and self-determination in that part of India, 3/4ths, which shall be Hindu India. The charge that Muslims are animated by a desire to tyrannise over or obtain unjust domination over others is false in the extreme and is belied by the traditions of Muslim History. I assure my Hindu friends that we Pakistanees, if ever that consummation is achieved, shall treat them as our brothers and sisters, that their properties shall be as secure and sacrosanct as our properties and that their happiness and content shall be our constant aim and desire.

"It is also said that Pakistan is a bargainigg manoeuvre put across the counter with the object of getting further communal gains, or as the *Civil and Military Gazette* says in its leader of 8th July, 1941 'a lever for political bargaining.' The Quaid-i-Azam has so often repudiated this charge that I am surprised at the persistency with which it continues to be repeated. What are those communal gains which the other party can agree to give to us ? And if there are none such, it follows that this accusation is equally devoid of the truth.

"I will notice one other criticism that has been advanced by some

Muslim friends. They ask Muslim audiences as to what they understand by Pakistan. They tell them that there is one Pakistan formulated by the late Jamal-ud-Din Afghani, another by the late Dr. Sir Mohammad Iqbal, another by Mr. Rahmat Ali and another by an Englishman, and then ask the question : 'which Pakistan you mean or want.' I understand that the Punjab Premier actually put this very question to a gathering of Muslim students which had gathered to hear him on the 5th of this month in this very town of Lyallpur. Sir Sikandar repeated this question in another place and he got his answer. I should have thought that that answer was enough to silence his doubts, but since he has repeated that question publicly, I should like on your behalf to give him the necessary answer. Let Sir Sikandar know that Jamal-ud-Din Afghani was not the author of any scheme for a Pakistan in India. He undoubtedly spread the Pan-Islamic idea with a view to save Turkey from the designs of the Christian Powers of Europe but beyond that he formulated no concrete proposal for a Pakistan in India. Dr. Sir Mohammad Iqbal undoubtedly put forward in 1930 the constitution of a North-West Muslim State consisting of the Punjab, the Sindh, the N.-W. Frontier Province and Baluchistan and also expressed his view at the third session of the Round Table Conference that there should be no Central Government for India and that the provinces should be autonomous and Independent Dominions in direct relationship to the Secretary of State in London. Mr. Rahmat Ali was a follower and ardent admirer of Dr. Sir Mohammad Iqbal and he elaborated his plan of a North-West Muslim State by including in it the Kashmir State. The Pakistan plan of the Muslim League is envisaged in the resolution of the All-India Muslim League passed at Lahore on 23rd March, 1940. This plan visualises or provides for two autonomous Muslim States, one on the North-West Zone and the other on the Eastern Zone of India. No native State is included in any of these two Pakistans. It should be clear to anybody that the Pakistan that the Muslims of India are after, is the Pakistan as envisaged in the League resolution mentioned above . And if Sir Sikandar wants an answer to his posers I can tell him the only Pakistan now before us is the League Pakistan and that Pakistan alone.

"There is one further objection advanced against our Pakistan Scheme which I should also like to discuss and answer. It is said that the problem of minorities for which Pakistan is offered as a solution, will still remain, as the authors of the Pakistan proposal do not contemplate any wholesale exchange or shifting of populations. There will be Muslims in Hindu India just as there will be Hindus in Muslim India, and that the provision even of mandatory, effective and adequate statutory safeguards

for minorities will be no solution, as *ex-hypothesi* the provision of adequate, effective and mandatory statutory safeguards for the Muslims or other minorities in a scheme of self-government for a United India is not acceptable to the Muslims. Those who put forward this objection forget in the first instance that the idea of Pakistan has not been conceived solely as a solution of this perrenially recurring minority problem which has been baffling all attempts at constitution-making for India. The inspiration and the motivating force behind Pakistan is the burning consciousness and the irrepressible desire that the Muslim nation shall see its genius and its soul reflected in the glory of Government, and all those institutions of social happiness which are a part and parcel of the machinery of a durable and lasting Government. Have Indians not peace today under the British Crown ? Have they not been enjoying in the past a rule of law approximating as nearly as is possible to the rule of law obtaining in England.? And have they not the promise that soon after the war, England will be endowing India with all the apparatus of a Self-Governing Dominion, giving to Indians as much Freedom as the English man enjoys in his own country ? And yet do these declarations and promises satisfy Pandit Jawaharlal Nehru or Mahatma Gandhi ? Why not ? Because in spite of all these declarations and promises, and far beyond them something still remains in the innermost recesses of their political consciousness which the English man can never give and which if not attained will leave the peace of their soul disturbed and their happiness unconsummated. That something is what such undefinable expressions as self-determination and self-manifestation connote. This is the Muslim's reply to those friends who would give him all the safeguards that may be needed for the protection of his religious, economic, political, administrative and other interests. Mahatma Gandhi has been promising a blank cheque and yet that blank cheque, whatever it may mean, has given no satisfaction to any Muslim. No promise of the fullest protection can suppress this natural and inevitable urge for self-manifestation and self-expression. That is why the Muslims demand a complete release from the control of any centre, no matter how aenimic. It is of the essence of Pakistan that there shall be no centre, and that the Muslim States, which will be carved out to satisfy the Muslims' natural urge and desire for self-manifestation, shall be completely free and sovereign. To say, therefore, that Pakistan is designed and offered as a solution primarily of the minority question in India, is really a misstatement of the problem. Undoubtedly, Pakistan will settle the bulk of this minority question leaving only a small part behind, which perhaps will get itself automatically solved, as soon as the Hindus and Muslims are set in their separate houses as complete masters. The sense of neighbourliness and the obligation to jointly shoulder the respon-

sibility of keeping India free and immune from all foreign domination will act as powerful checks to restrain both the Hindus and the Muslims from molesting any of their Muslim or Hindu subjects. And if Hindus or Muslims still persist in each other's persecution, natural laws will come into operation and put an end to any such intolerable state of affairs. No one need be afraid of wars between Hindu India and Muslim India, but if ever they come, they will certainly act as powerful solvents of the poison which must have accumulated to make those wars possible. Have wars not taken place in Europe and has the possibility of war rendered any the nearer the dream of a European Federation ? No big Power of Europe contemplates any European Federation nor have the possibility of wars reconciled any of them to the idea of entrusting their Freedom and their independence to any composite super-state. Is India not as big as Europe minus Russia and why can't be there two powerful states, Hindu India and Muslim India, to settle their differences if ever they arise, by the process of diplomatic negotiation, and in the end by the arbitrament of the sword, if all other methods of settling the dispute fail ? I can quite see that Mahatma Gandhi with his doctrine of non-violence and those who follow him will run away and refuse to be parties to such speculation. But remember, that the doctrine of non-violence is but a rule of the vegetable kingdom and has no place in the story of nations. If nations reject and deride or offend against the moral law, there is a penalty provided which must overtake them. The penalty may not come at once but rely upon it, the great Italian was not a poet only but a Prophet when he said :

> 'The sword of Heaven is not in haste to smite
> Nor yet both linger.'

"I repeat, therefore, that the objection to Pakistan that it leaves unsolved the minority or Hindu-Muslim question is based on a complete misunderstanding of the inspiration and the motive force behind Pakistan. We certainly do not contemplate any wholesale migrations of populations, but there is nothing to prevent those Hindus and Muslims who may not like to live under Muslim or Hindu Government, to migrate to and settle under their own national Governments. Perhaps, as the result of experience, this migration may become inevitable. Has not Europe resorted to wholesale migrations of the populations to end the racial troubles which have so often afflicted her in the past and a disregard of which led to those programs and blood-curdling butcheries that disfigure the pages of European history? Let us take a lesson from Europe and cease to indulge in such frivolities when face to face with the master problem of self-determination for the two big nations of India."

ضمیمہ (۲)

منظوم نذرانۂ عقیدت :

لائل پور میں قائدِ اعظم کی آمد مقامی شعراء کے لئے شعری تحریک و تخلیق کا باعث بھی بنی۔
اگلے صفحات میں ایسی دو نایاب نظمیں پیش کی جا رہی ہیں جو بالترتیب شعری آمد اور آورد کی
کامیاب مثالیں ہیں۔

——— ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

محمد علی جناح

خلیق قریشی[1] مرحوم

ملّت کا خضرِ راہ، محمد علی جناح — بے تاج بادشاہ، محمد علی جناح

جو رُک سکا نہ کفر کے کوہِ مہیب سے — وہ سیلِ بے پناہ، محمد علی جناح

گرداب سے وہ قوم کی کشتی نکال کر

لایا لبِ مراد پہ ہے دیکھ بھال کر

ملّت کی آرزو کا ستارا وہی تو ہے — اسلامیوں کی آنکھ کا تارا وہی تو ہے

جس کے اِک اِک اِشارے پہ سو جان سے نثار — محبوبِ دل نوازِ دل آرا وہی تو ہے

اسلامیوں کو جس نے دیا زندگی کا درس

جُرأت کا اور تہوّر و مردانگی کا درس

---

[1] خلیق قریشی مرحوم، ولادت: ۱۹۱۴ء، وفات: ۹ر جنوری ۱۹۸۳ء

دانش میں بے نظیر، فراست میں باکمال — بینش میں بے مثال، سیاست میں باکمال
وہ راہبر، وہ قائدِ اعظم، وہ رہنما — وہ قائدِ جہاں، وہ قیادت میں باکمال

لاریب وہ ہے فضلِ خدا سے ادا شناس
وہ ماسوا شناس بھی ہے اور خدا شناس

وہ حق پرست، قوت و کثرت کا بت شکن — لرزاں ہے اُس کے سامنے دردھاکا اہرمن
دیتا ہے دشمنوں کو ہر اک چال میں وہ مات — اعدا کی ہر طراز پہ بے باک خندہ زن

اللہ کرے ہمیشہ وہ سایہ فشاں رہے
اے کاش تا ابد رہے اور جاوداں رہے

کہتا ہے اُس کو ملک کا دشمن؛ غلط غلط — اُس کو نہیں عزیز یہ گلشن؟ غلط غلط
ابرِ بہار بن کے جو برسا ہے آج تک — اُس سے ہے برق گیر یہ خرمن؟ غلط غلط

وہ ہے وطن کا دوست مگر ہے خدا پرست
اللہ کا غلام ہو کیوں ماسوا پرست

اے دوست جنت الحمقا سے نکل کے دیکھ — ہاں دشمنی کی تیرہ گھٹا سے نکل کے دیکھ
ارزاں اگر ہے چشمِ بصیرت تو ایک بار — اندھے تعصبوں کی فضا سے نکل کے دیکھ

گر ہو سکے تو مشعلِ حق لے جناح سے
آزادیِ وطن کا سبق لے جناح سے[1]

(ہفتہ وار سعادت، کمالیہ، مسلم لیگ نمبر، جلد ۶، نمبر ۲، ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء، صفحہ ۷)

---

[1] خاص "سعادت" کے مسلم لیگ نمبر کے لئے، غیر مطبوعہ (خلیق قریشی)

قائدِ اعظم

شاکر عروجی[1]

بطلِ جلیلِ ملتِ بیضا تمہی تو ہو
ایثار و حریت کا تقاضا تمہی تو ہو

روشن ہے جس سے چشمِ تمنا تمہی تو ہو
سمٹی ہوئی اُمید کی دُنیا تمہی تو ہو

اسلامیوں کے درد شناسا تمہی تو ہو
اسلامیوں کے غم کا مداوا تمہی تو ہو

اس وقت نامساعد و بدِ روزگار میں
ہم دل شکستگاں کا سہارا تمہی تو ہو

دل میں ہے عزم کوہ ثباتِ نجاتِ مُلک
اندھیر نگریوں کا اُجالا تمہی تو ہو

پیمانۂ حیاتِ نوی جس کی حکمتیں
بیمارِ شرق کے وہ مسیحا تمہی تو ہو

آزادیٔ وطن جسے "امروز" چاہیئے
ہاں وہ "خلافِ وعدۂ فردا" تمہی تو ہو

جو زندگی ہے قوم کی بہبود کے لئے
اُس زندگی پہ والہ و شیدا تمہی تو ہو

(ہفتہ وار سعادت، کمالیہ، مسلم لیگ نمبر، جلد ۶، نمبر ۲۷، ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۷)

---

[1] جناب ابوالاعجاز شاکر عروجی، منشی فاضل ۔ ۱۹۳۲ء میں ماڈل سکول، ملکھانوالہ میں پڑھاتے تھے۔ پھر ایم۔ بی۔ ہائی اسکول، لائل پور میں اردو اور فارسی کے معلم رہے۔ ایک زمانے میں ماہنامہ "پریم" بھی نکالا۔ آجکل لائل پور میں اقامت پذیر ہیں۔

اِشاریہ :

--- توضیحی اشاریۂ کتاب

۱	اسماء الرجال	۲۶۳
۲	ادارے، اجلاس، انجمنیں	۲۷۵
۳	اماکن	۲۸۲
۴	کتابیں	۲۸۹
۵	اخبارات و رسائل	۲۹۰

اسماء الرّجال :

آفتاب احمد، دیکھیے : قرشی، حکیم آفتاب احمد

آفتاب عالم : ۱۹، ۲۴۔

ابوسعید ، دیکھیے : انور، ابوسعید۔

احمد بشیر : ۱۷۴۔

احمد دین، شیخ : ۱۸۰۔

احمد علی، مولانا : ۴۹، ۸۱۔

احمد ندیم، دیکھیے : قاسمی، احمد ندیم۔

احمد نواز پاشا : ۱۳۹، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۷، ۲۱۰، ۲۲۱۔

احمد نواز خاں : ۷۳۔

اختر سدیدی : ۲۱۷۔

اختر شمار، دیکھیے : خلیق قریشی۔

اختر، عبدالحمید : ۱۷۷۔

اسلم ارشاد : ۱۶۔

اسمٰعیل (چند دیگر) : ۸۱، ۲۱۰۔

اسمٰعیل خاں، نواب، دیکھیے : محمد اسمٰعیل خاں نواب، سر۔

اسمٰعیل شیخ، دیکھیے : محمد اسمٰعیل شیخ، میاں۔

اشرف : ۱۳۱، ۱۳۴۔

اصفہانی، حسن : ۸۴۔

اعجاز عزیز : ۸، ۱۳۰۔

اعجاز فیروز : ۲۲۸۔

افتخار اللہ : ۲۹۔

افتخار فیروز : ۲۲۸۔

افسر، دیکھیے : ساجد، محمد افسر۔

افضل حمید : ۳۰۔

افغانی، جمال الدین : ۱۹، ۲۲، ۲۵۲۔

افغانی، خالد اختر : ۸۶۔

اقبال احمد شیخ : ۱۹، ۲۳، ۴۳، ۶۰، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۹۴۔

اقبال (علامہ ڈاکٹر سر محمد) : ۳۹، ۱۱۸،

۱۳۸ ، ۱۶۱ ، ۱۶۳ ، ۱۷۷ ، ۱۸۳ ، ۲۱۴ ،
۲۴۰ ، ۲۴۱ ، ۲۴۲ ، ۲۴۳ ، ۲۴۶ ،
۲۵۲ -

اقبال فیروز : ۱۸۰ ، ۲۳۱ -

اکرام اللہ ، میاں : ۱۳۲ ، ۱۳۴ ، ۱۳۹ ،
۱۶۷ ، ۲۲۴ ، ۲۲۵ ، ۲۲۶ ، ۲۲۷ ،

اللہ بخش : ۲۰۱ -

الیاس مسعود ، ڈاکٹر : ۱۷۵ -

امام دین ، دیکھیے : بقا ، خلیفہ امام دین -

امبیدکر ، ڈاکٹر بی - آر : ۳۹ ، ۲۴۵ -

امتیاز علی ، دیکھیے : تاج ، امتیاز علی -

امولک رام ، لالہ : ۳۶ -

امیر الدین ، میاں : ۴۹ ، ۷۹ ، ۱۴۸ ، ۱۶۸ ،
۱۶۹ ، ۱۹۶ ، ۲۰۲ -

امیری : ۲۳۷ ، ۲۳۸ ، ۲۴۹ -

انوار الحق ، شیخ ، جسٹس : ۱۷۵ -

انور ، ابو سعید : ۴۴ ، ۱۲۶ -

انور حسین خاں (کمال) : ۱۳۹ ، ۱۴۲ ، ۱۶۷ ،
۱۶۸ ، ۱۶۹ -

انور علی ، میاں : ۱۳۶ -

انور ، میاں محمد رفیع : ۹ -

انور نظامی : ۲۱۷ -

اورنگ زیب خاں ، سردار : ۵۹ ، ۶۸ ،
۶۹ ، ۲۱۰ -

ایڈمنڈ برک : ۲۴۵ -

ایس - ایم - الٰہی : ۱۹ ، ۲۳ -

ایوب سرور خاں : ۲۰۷ -

باری ، دیکھیے : عبد الباری -

بٹالوی ، اعجاز حسین : ۶ ، ۱۲ -

بٹالوی ، عاشق حسین ، ڈاکٹر : ۱۰ ، ۲۲ -

برکت اللہ ، میاں : ۲۲۴ -

برکت دارا پوری : ۱۳۲ ، ۲۰۶ -

برکت علی ، ملک : ۵ ، ۱۹ ، ۳۷ ، ۳۸ ،
۳۹ ، ۴۰ ، ۴۱ ، ۴۲ ، ۴۳ ، ۴۴ ،
۲۳۳ ، ۲۳۴ ، ۲۳۵ ، ۲۵۰ -

برلا : ۱۱۰ ، ۱۱۳ ، ۱۱۹ -

بشیر احمد ، دیکھیے : ممتاز ، بشیر احمد -

بشیر احمد شیخ : ۱۷۷ -

بشیراحمد، میاں : ۳۰ ، ۴۹، ۷۹، ۸۱،
۸۲ ، ۸۴ ، ۱۲۷ ۔

بقا، خلیفہ امام دین : ۷۸ ۔

بلدیو : ۱۳۶ ۔

بہادر یار جنگ ، نواب: ۵۴، ۵۹، ۶۸، ۶۹۔

بھڈے : ۸۱ ۔

بیگم فیروز الدین شیخ کاشمیری : ۶۷، ۱۸۴،
۱۸۹ ، ۲۳۰ ۔

بیگم معین الدین بارمی : ۱۳۹ ۔

بیگی ، ظہیر نیاز : ۵۷ ، ۲۰۳ ۔

پاشا، دیکھیے : احمد نواز ۔

پاشا (وزیر اعظم مصر) : ۱۱۰ ۔

پاندھی، دیوان چمن لال : ۵۲ ، ۱۲۴ ۔

پتیاں ، مارشل : ۱۱۰ ۔

پٹیل : ۱۳۷ ۔

پروین رستم : ۱۵ ، ۴۹ ۔

پیٹی ، جے۔ ڈی : ۱۶۹ ، ۱۷۰ ۔

تاج ، امتیاز علی : ۷۹ ۔

ٹوانہ ، ملک خضر حیات : ۴۴ ۔

جاوید ، دیکھیے : محمد صدیق جاوید ۔

جعفر : ۱۱۸ ۔

جمال الدین، دیکھیے : افغانی ، جمال الدین ۔

جمال الدین گورہ : ۱۲۸ ۔

جمال میاں ، مولانا : ۱۲۶ ، ۲۰۴ ، ۲۱۰ ۔

جمیل الدین احمد : ۸۳ ، ۹۲ ، ۱۱۷ ۔

جوہر ، دیکھیے : محمد علی ، مولانا ۔

جہاں گرد ، دیکھیے : خورشید عالم ۔

جیمز برائٹ : ۲۵۱

جیمز ، دیکھیے : لائل ، سر جیمز ۔

جیون داس : ۱۴۲ ۔

جیون لال : ۱۴۲ ۔

چاچا اصغر : ۱۹ ، ۲۴ ، ۱۳۲ ، ۱۳۵ ۔

چاچا اکبر : ۱۳۵ ۔

چاولہ ، بھگت رام ، لالہ : ۲۱۰ ۔

چیٹھہ ، محمد حسین : ۵۳ ۔

چشتی ، افتخار احمد : ۱۵ ، ۱۳۵ ، ۱۴۲ ۔

چندریگر ، دیکھیے : اسمٰعیل چندریگر ۔

چھوٹو رام ، سر : ۱۷۷ ۔

چیمسفورڈ : ۲۳۹ ، ۲۴۶ ۔

حامد بدایونی، دیکھیے : عبدالحامد بدایونی ۔

حجازی، مسکین علی : ۱۳ ۔

حق نواز : ۱۶ ۔

حشمت اللہ خاں : ۱۶ ۔

حفیظ اللہ، میاں : ۲۲۴ ، ۲۲۶ ۔

حمید احمد : ۳۰ ۔

حمید نظامی : ۱۳۰۷ ، ۲۲ ، ۱۷۵ ، ۱۸۱ ، ۲۰۶ ، ۲۱۰ ۔

حنیف شاہد : ۱۴۳ ۔

حیات، دیکھیے : محمد حیات خاں، کرنل ۔

حیدر شاہ : ۱۶۹ ۔

خالد اختر، دیکھیے : افغانی، خالد اختر ۔

خالد شبیر : ۱۳۲ ، ۱۸۰ ، ۱۸۳ ، ۱۸۴ ۔

خضر حیات، دیکھیے : ٹوانہ، ملک خضر حیات ۔

خلیق الزماں، چوہدری : ۲۹ ، ۵۴ ، ۵۹ ، ۶۸ ، ۶۹ ، ۷۳ ۔

خلیق قریشی (اختر شمار، مکی، مومن) : ۱۹ ، ۲۳ ، ۴۴ ، ۵۲ ، ۱۲۳ ، ۱۲۴ ، ۱۳۲ ، ۱۷۱ ، ۱۷۳ ، ۱۷۴ ، ۱۸۵ ، ۲۰۶ ، ۲۱۶ ، ۲۵۷ ، ۲۵۸ ۔

خلیل الرحمٰن، سید : ۵۴ ، ۵۶ ، ۶۱ ، ۶۷ ، ۱۶۷ ، ۲۱۰ ۔

خلیل نفیسی : ۳۰ ۔

خواجہ اجمیریؒ : ۱۹ ، ۳۳ ۔

خواجہ صمد : ۱۲۷ ۔

خورشید احمد، شیخ : ۲۱۰ ۔

خورشید احمد، مخدوم زادہ شیخ : ۷۵ ۔

خورشید عالم (جہاں گرد) : ۱۷۴ ، ۲۱۰ ۔

خورشید، عبدالسلام، ڈاکٹر : ۱۴ ، ۱۷۵ ۔

داتا گنج بخشؒ : ۱۹ ، ۳۳ ۔

دلباغ سنگھ، سردار بہادر : ۳۶ ، ۷۰ ، ۸۱ ، ۱۲۳ ، ۱۲۵ ۔

دلمیا (ڈالمیا) : ۱۱۰ ، ۱۱۳ ، ۱۱۶ ۔

دولت رام : ۵۲ ۔

دیال سنگھ : ۱۵ ۔

دیوان علی شاہ، سید : ۵۷ ، ۶۱ ، ۶۴ ۔

ڈار، ظہور الحسن : ۳۰ ۔

ذاکر علی، سید : ۷۳ ، ۱۲۳ ۔

ذکاء اللہ، پیر : ۱۲۷ ۔

راجہ محمود آباد : ۵۴، ۶۸، ۶۹، ۲۱۰۔

رحمت علی چودھری : ۱۹، ۲۳، ۳۳، ۱۲۳، ۱۷۶، ۲۵۲۔

رحمت علی ناگرہ، چودھری : ۱۹، ۲۳، ۳۳، ۳۶، ۱۲۳۔

رسولِ مقبولؐ : ۱۷۱، ۱۷۲۔

رشید علی خاں، نوابزادہ : ۶۵، ۷۳، ۸۱، ۲۰۴، ۲۱۵۔

رفیع اللہ میاں : ۲۲۴، ۲۲۵۔

رفیق احمد : ۳۰۔

رفیق افضل، ایم : ۲۳۴۔

رمضان سرور : ۵۲، ۶۳، ۱۲۳، ۱۹۵، ۲۰۸، ۲۱۷۔

رومیل، جنرل : ۱۰۱۔

ریاض احمد ریاض : ۱۶۔

ریاض الرحمٰن ملک : ۱۷۷۔

ریناں : ۲۵۱۔

سالک، مولانا عبدالمجید : ۷، ۱۳، ۱۴، ۱۹، ۴۹، ۱۱۰۔

سائمن : ۲۳۹۔

ساؤتھ بورو : ۲۳۹۔

سبھاش چندر بوس : ۶۱۔

سپرو، سرتیج بہادر : ۲۳۸۔

سرفراز خاں بلوچ : ۱۷۷۔

سعادت علی خاں، نواب کمالیہ : ۳۱، ۱۶۸، ۱۶۹، ۲۱۳، ۲۱۸۔

سکندر حیات، سر : ۱۹، ۲۱، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۹، ۵۹، ۶۱، ۶۸، ۶۹، ۷۷، ۷۹، ۸۱، ۸۳، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۱، ۱۵۱، ۱۷۹، ۱۹۶، ۲۵۲۔

سلیری، زیڈ۔ اے : ۲۱۰۔

سلیم طاہر جیش : ۱۷۵۔

سمپورن سنگھ، سردار : ۸۰، ۱۳۸، ۲۲۶۔

سندھو، راجندر سنگھ : ۱۵۲۔

سیّد محمد : ۱۴، ۴۹، ۷۹، ۸۱۔

سیفی، دیکھیے : ناسخ سیفی۔

شاکر، عبدالرحمٰن : ۱۶۔

شاکر عروجی : ۲۵۹۔

شاہنواز، سر : ۱۱۸۔

شریف المجاہد، پروفیسر : ۱۳۔

شمس الدین، مولوی : ۲۰۱۔

شوکت ضیا : ۱۹۔

شہید، ظہور عالم : ۱۱، ۱۹، ۲۲، ۲۴، ۲۶، ۲۹، ۳۰، ۳۴، ۴۲، ۴۷، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۴۳، ۱۴۶، ۱۵۰، ۱۷۷۔

صادق : ۱۱۸۔

صدیق، دیکھیے : محمد صدیق جاوید۔

صدیق علی خاں، نواب : ۲۱۰، ۲۱۸۔

طارق : ۱۵۴، ۱۵۸۔

ظفر اقبال احمد، پروفیسر : ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۵۴۔

ظفر اللہ خاں، چودھری : ۳۰، ۵۲۔

ظفر عالم : ۱۶۔

ظفر علی خاں : ۵۹، ۶۸، ۶۹، ۱۸۳۔

ظفر علی گوندل، حکیم : ۲۱۷۔

ظہور اللہ، میاں : ۲۲۴۔

ظہیر نیاز، دیکھیے : بیگی، ظہیر نیاز۔

عبدالباری، میاں : ۴۲، ۵۵، ۶۸، ۷۰، ۸۴، ۸۵، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۴۶، ۱۵۱، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۷۷، ۲۰۳، ۲۰۷، ۲۱۰، ۲۱۷، ۲۲۴۔

عبدالحامد بدایونی، مولانا : ۱۲۶، ۱۸۴، ۲۰۲، ۲۳۰۔

عبدالحمید : ۱۷۷۔

عبدالحمید اختر، میاں : ۱۶۴، ۲۰۷، ۲۰۸۔

عبدالحمید مرزا بیگ : ۲۵۔

عبدالحی، میاں : ۸۴۔

عبدالرحمٰن، دیکھیے : شاکر، عبدالرحمٰن۔

عبدالرحیم، خواجہ : ۸۷ ، ۱۹۶ ، ۱۷۷ ،
۲۰۸ ۔
عبدالغنی، خواجہ : ۲۰۲ ۔
عبدالقادر، دیکھیے: قصوری، مولانا عبدالقادر
عبدالقدوس، ملک : ۲۰۸ ۔
عبدالکریم، میاں : ۲۰۲ ۔
عبدالمجید : ۴۹ ۔
عبداللہ چودھری : ۳۰ ۔
عبداللہ، حافظ میاں محمد : ۲۲۴ ۔
عبداللہ ہارون، حاجی : ۱۹ ، ۲۳، ۲۴،
۲۵ ، ۲۶ ، ۲۱۰ ۔
عتیق الرحمٰن : ۲۲۱ ۔
عرفان چغتائی : ۱۳۲ ، ۱۷۳، ۱۸۷ ۔
عزیزالدین، چودھری : ۱۹ ، ۲۳ ، ۵۱ ،
۵۵ ، ۶۸ ، ۷۰ ، ۱۴۶ ، ۱۵۳،
۱۷۷، ۲۰۳ ، ۲۰۷ ، ۲۱۷ ۔
عزیز احمد، میاں : ۱۳۲ ۔
عصمت اللہ خاں : ۱۶ ، ۱۳۲، ۱۶۴،
۲۲۵ ، ۲۲۸ ، ۲۳۱ ۔

عطا محمود، چودھری : ۱۷۷ ۔
عظمت اللہ، چودھری : ۱۲۷ ۔
علی اکبر خاں، چودھری : ۱۷۷، ۲۱۸ ۔
علیم (پینٹر) : ۱۷۶ ۔
عنایت اللہ ملک : ۷۳ ۔
غضنفر علی خاں، راجہ : ۲۱۰ ، ۲۱۷ ۔
غفور اللہ، میاں : ۲۲۴ ۔
غلام جعفر، مفتی : ۴۹ ۔
غلام رسول (بابا) : ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۵۲ ۔
غلام علی آف کمالیہ، نواب : ۱۳۲ ، ۱۴۲ ،
۱۹۹ ، ۱۹۷ ، ۱۹۸، ۱۷۷، ۲۱۸ ۔
غلام قادر : ۱۶۹ ۔
غلام مصطفیٰ شاہ گیلانی، سید : ۱۳۲، ۲۰۰ ۔
فاروق احمد، شیخ : ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۳۹،
۱۴۲ ، ۱۴۸ ، ۱۷۶، ۱۹۱، ۱۹۳،
۱۹۹، ۲۳۳ ۔
فاروق سہیل : ۱۹۱ ۔

فاروق شاہ (مصر) : ۱۱۰ -

فاطمہ جناح : ۴۹، ۷۶، ۷۷، ۷۹، ۸۱، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۳۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۲۰۹، ۲۳۱ -

فتح اللہ، میاں : ۲۲۴ -

فتح دین، خان بہادر مولوی : ۱۹، ۲۳، ۲۲۴ -

فتح چند : ۴۹، ۸۱ -

فتح خاں (کوٹ) : ۶۹ -

فتح محمد خاں : ۱۶۵ -

فرید بخش، ڈاکٹر : ۱۵۰ -

فضل الحق، مولوی : ۱۰۰، ۲۰۱، ۲۲۲ -

فضل احمد میاں : ۱۷۷ -

فیروز الدین شیخ : ۱۹، ۲۳، ۶۳، ۶۷، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۳۸، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲ -

فیض لموچ : ۳۰ -

فیض محمد گورہ، میاں : ۱۲۸ -

قادر خاں، راجہ : ۲۰۷ -

قاسم رضوی، سید محمد : ۱۷۵ -

قاسمی، احمد ندیم : ۷۹ -

قاضی محمد عیسیٰ : ۵۹، ۶۸، ۶۹، ۷۳ -

قائدِ اعظم محمد علی جناح : ۱، ۲، ۴، ۵، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۹، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۳۱، ۳۳، ۳۴، ۳۸، ۳۹، ۴۲، ۴۳، ۴۵، ۴۷، ۴۹، ۵۱، ۵۳، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۷، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵،

۱۲۶ ، ۱۲۹ ، ۱۳۱ ، ۱۳۳ ، ۱۳۴ ،
۱۳۵ ، ۱۳۶ ، ۱۳۷ ، ۱۳۸ ، ۱۳۹ ،
۱۴۰ ، ۱۴۱ ، ۱۴۲ ، ۱۴۳ ، ۱۴۴ ،
۱۴۵ ، ۱۴۶ ، ۱۴۷ ، ۱۴۸ ، ۱۴۹ ،
۱۵۰ ، ۱۵۱ ، ۱۵۲ ، ۱۵۳ ، ۱۵۴ ،
۱۵۵ ، ۱۵۶ ، ۱۵۷ ، ۱۵۸ ، ۱۵۹ ،
۱۶۰ ، ۱۶۱ ، ۱۶۲ ، ۱۶۳ ، ۱۶۵ ،
۱۶۶ ، ۱۶۷ ، ۱۶۸ ، ۱۶۹ ، ۱۷۰ ،
۱۷۱ ، ۱۷۲ ، ۱۷۳ ، ۱۷۷ ، ۱۷۸ ،
۱۷۹ ، ۱۸۰ ، ۱۸۱ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳ ،
۱۸۴ ، ۱۸۵ ، ۱۸۶ ، ۱۸۸ ، ۱۸۹ ،
۱۹۰ ، ۱۹۴ ، ۱۹۵ ، ۱۹۶ ، ۱۹۷ ،
۱۹۸ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰ ، ۲۰۱ ، ۲۰۳ ،
۲۰۴ ، ۲۰۵ ، ۲۰۶ ، ۲۰۷ ، ۲۰۸ ،
۲۰۹ ، ۲۱۰ ، ۲۱۱ ، ۲۱۲ ، ۲۱۵ ،
۲۱۷ ، ۲۱۸ ، ۲۱۹ ، ۲۲۱ ، ۲۲۲ ،
۲۲۳ ، ۲۲۴ ، ۲۲۵ ، ۲۲۶ ، ۲۲۷ ،
۲۲۸ ، ۲۲۹ ، ۲۳۰ ، ۲۳۱ ، ۲۳۵ ،
۲۳۶ ، ۲۳۷ ، ۲۴۰ ، ۲۴۱ ، ۲۴۵ ،
۲۴۶ ، ۲۵۱ ، ۲۵۵ ، ۲۵۷ ، ۲۵۸ ،
۲۵۹ ۔

قریشی، حکیم آفتاب احمد : ۱۳۱ ، ۱۳۲ ، ۱۳۳ ۔

قریشی، محمد اسحٰق : ۱۶ ۔

قسور گردیزی : ۱۹ ، ۲۳ ۔

قصوری، مولانا عبدالقادر : ۴۹ ، ۸۱ ۔

قیس، دیکھیے : محمد حسین قیس ۔

کپور، سری کشن : ۴۵ ، ۴۶ ۔

کرامت حسین جعفری، سید : ۱۵۵ ۔

کرامت علی شیخ : ۵۳ ، ۱۲۷ ، ۱۲۸ ،
۱۳۶ ، ۱۶۸ ، ۱۶۹ ۔

کرتار سنگھ، گیانی : ۸۰ ۔

کریم، مسز : ۸۱ ۔

گاندھی : ۴۹ ، ۹۹ ، ۱۰۰ ، ۱۰۱ ، ۱۳۷ ،
۲۳۶ ، ۲۴۰ ، ۲۴۹ ، ۲۵۳ ، ۲۵۴ ۔

گل، ایم سلیمان : ۱۵ ۔

گلیڈسٹون : ۲۴۵ ۔

گورمانی، میاں مشتاق احمد : ۳۹ ، ۴۰ ۔

گیلانی، سید بہاؤالدین : ۲۰۲ ۔

لاجپت رائے، لالہ: ۴۲، ۲۴۴ ۔

لاوال: ۱۱۰ ۔

لائل، سر جیمز: ۱۹۱ ۔

لطیف الرحمٰن، سردار: ۵۴، ۵۹، ۶۸، ۶۹ ۔

لنلتھگو، لارڈ: ۲۳۶ ۔

لیاقت حیات خاں: ۸، ۱۴۰، ۱۶۵ ۔

لیاقت علی خاں، نوابزادہ: ۲۹، ۵۴، ۵۹، ۶۸، ۶۹، ۱۳۶، ۱۶۸، ۲۰۷، ۲۰۹ ۔

مارلے، لارڈ: ۲۳۹ ۔

مالوی: ۱۳۷ ۔

مانٹیگو: ۲۳۵، ۲۳۶ ۔

مبارک علی شاہ، میجر: ۱۶۸، ۱۶۹ ۔

محبوب احمد قریشی: ۵۴ ۔

محمد اسلم: ۱۶ ۔

محمد اسمٰعیل خاں، نواب سر: ۵۴، ۶۸، ۶۹، ۱۷۲، ۲۱۰ ۔

محمد اسمٰعیل شیخ، میاں: ۱۹، ۲۳، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۹ ۔

محمد افضل: ۳۰ ۔

محمد انور، ملک: ۲۰۲ ۔

محمد انور، میاں: ۱۳۶ ۔

محمد حسین، بابو: ۱۶۴ ۔

محمد حسین قیس چشتی: ۱۴۲ ۔

محمد حیات خاں (کرنل): ۸، ۱۳۱، ۱۳۴، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۶۱، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۸، ۱۹۵، ۲۰۹، ۲۱۸، ۲۲۷، ۲۲۹ ۔

محمد رشید علی خاں، دیکھیے: رشید علی خاں، نوابزادہ ۔

محمد رفیع، دیکھیے: انور، میاں محمد رفیع ۔

محمد سرفراز خاں: ۱۳۹، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۸۰ ۔

محمد شریف، حکیم ملک: ۱۵، ۲۳، ۱۳۴، ۱۷۷، ۲۱۷ ۔

محمد شفیع، چودھری: ۱۷۴ ۔

محمد شفیع، دیکھیے: م، ش ۔

محمد صادق: ۳۰ ۔

محمد صدیق جاوید: ۱۶ ۔

محمد عالم، ڈاکٹر شیخ: ۴۰۔
محمد علی، مولانا: ۲۳۹۔
محمد عیسیٰ، دیکھیے: قاضی محمد عیسیٰ۔
محمد مختار: ۳۰
محمد نواز خاں، سردار: ۵۹، ۶۸، ۶۹۔
محمد یامین خاں، نواب سر: ۲۱۰۔
محمدی بیگم: ۷۹۔
محمد یوسف: ۱۷۰۔
محمود الحسن، صاحبزادہ سید: ۱۷۶۔
مختار، ایم۔اے: ۱۹، ۲۳، ۴۳، ۱۷۷۔
مرغوب احمد شیخ: ۱۹، ۲۳، ۱۹۴۔
مسعود افضل قاضی: ۱۷۵۔
م۔ش (محمد شفیع): ۱۳۶، ۱۷۵، ۲۱۰۔
مشرقی، علامہ عنایت اللہ: ۱۰۸، ۱۰۹،
۱۱۷۔
معین الدین باری: ۱۳۴، ۱۳۹، ۱۴۲،
۱۶۵، ۲۲۴۔
معین الرحمٰن، ڈاکٹر سید: ۳، ۵، ۹، ۱۳،
۱۷، ۲۲، ۲۴، ۲۶، ۴۷، ۱۳۴، ۱۳۵،
۱۴۲، ۱۸۰، ۲۱۳، ۲۲۴، ۲۲۸،
۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳،
۲۵۵۔
مکّی، دیکھیے: خلیق قریشی۔
ملک انور: ۵۳۔
ملک، زیڈ۔کے: ۲۹۔
ممتاز، بشیر احمد: ۵۲۔
ممتاز علی، سید شمس العلماء: ۷۹۔
ممدوٹ، نواب افتخار حسین: ۴۹، ۵۲، ۵۴،
۵۹، ۶۸، ۶۹، ۸۴، ۱۳۵، ۱۳۶،
۱۶۸، ۲۰۲، ۲۱۷۔
منٹگمری، جنرل: ۱۰۱۔
منٹو، لارڈ: ۲۰۵۔
منظر مفتی: ۱۶۔
منظور احمد چودھری: ۱۲۳، ۱۲۵۔
منظور ربانی: ۳۰۔
منیر احمد چودھری: ۱۵، ۴۵۔
منیر احمد منیر: ۱۷۰۔
مُنیر اللہ مرزا: ۱۲۷۔

مومن، دیکھیے: خلیق قریشی۔

مہر، مولانا غلام رسول: ۷، ۱۳۰، ۱۴، ۱۹، ۴۹، ۵۹، ۶۵، ۷۵، ۱۰۲، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۲۸۔

میاں محمد شیخ: ۱۹، ۲۳۔

نادر خاں، راجہ: ۱۷۷۔

ناسخ سیفی: ۱۳۲، ۱۳۴، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳۔

ناصر الدین، پیر: ۳۶۔

ناگرہ، دیکھیے: رحمت علی ناگرہ۔

ناظم الدین، خواجہ سر: ۴۹، ۵۳، ۵۴، ۵۶، ۵۷، ۵۹، ۶۴، ۶۸، ۶۹، ۷۲، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۹، ۸۱، ۸۴، ۸۶، ۸۷، ۱۱۷، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۷۷، ۱۹۶، ۲۰۲، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۵۔

نامدار خاں، میاں: ۱۹۶۔

نثار اکبر خاں، چودھری: ۲۱۸۔

نریندر ناتھ، دیوان بہادر راجہ: ۱۷۳۔

نشتر، سردار عبدالرب: ۲۱۰۔

نصراللہ خاں، چودھری: ۲۹، ۳۰، ۱۷۵۔

نصیر احمد شیخ، میاں: ۱۹۷، ۱۹۹۔

نظام الدین اولیاؒ: ۱۹، ۳۳۔

نورالدین، حکیم: ۴۶۔

نوراللہ، میاں: ۲۰۷، ۲۲۴۔

نور محمد، خان بہادر شیخ: ۱۹، ۳۴، ۳۶، ۴۲، ۴۳۔

نہرو، پنڈت جواہر لال: ۴۹، ۶۱، ۹۹، ۱۰۰، ۱۳۷، ۲۵۳۔

نیاز احمد: ۱۰۴۔

نیازی، عبدالستار خاں: ۳۰، ۳۷، ۴۴، ۱۷۵، ۲۰۳، ۲۱۰

واحد بخش، حاجی: ۱۳۲، ۱۶۴۔

واسطی، عظمت علی: ۱۲۷۔

وکٹوریہ: ۲۴۵۔

ولایت علی خاں، نوابزادہ: ۱۷۸۔

ورکاکس، ڈاکٹر: ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷۔

ہٹلر: ۲۳۵۔

ہیوگ، او نیل: ۲۳۹۔

یاسین امان اللہ، حاجی حافظ: ۲۲۴۔

یوسف عزیز: ۱۶۰۔

یوسف ہارون: ۲۶، ۲۱۰۔

ادارے، اجلاس، انجمنیں:

آدھرم منڈل، لائل پور: ۷۴۔

آدھرمی ایسوسی ایشن، لائل پور: ۸۶، ۹۲۔

آسکو میوزیم، لائل پور: ۱۳۲۔

آل انڈیا مسلم لیگ، دیکھیے: مسلم لیگ، آل انڈیا۔

آل پارٹیز مسلم کانفرنس، دہلی: ۲۴۱۔

احرار، دیکھیے: مجلس (جماعت) احرار۔

اچھوت ایسوسی ایشن، لائل پور: ۱۲۳، ۱۲۴۔

اچھوت سبھا، لائل پور: ۷۶، ۸۴۔

ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب لاہور: ۱۵۔

ادبستان، لاہور: ۸۲، ۸۷، ۹۶، ۱۰۳، ۱۰۴۔

اسپیشل پاکستان سیشن (کانفرنس)، لاہور، یکم مارچ ۱۹۴۱ء: ۱۹، ۲۶، ۲۷، ۲۹، ۱۳۴۔

اسٹینفرڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، کیلیفورنیا، امریکہ: ۱۹۱۔

اسلامی سربراہی کانفرنس، لاہور، ۱۹۷۴ء: ۱۴۳۔

اسلامیہ کالج، لاہور: ۲۹، ۲۷، ۴۳، ۱۶۳۔

اسلامیہ ہائی اسکول، چنیوٹ: ۶۴۔

اسمٰعیل ایوان سائنس فاؤنڈیشن، لاہور: ۱۹۱۔

الہ آباد بنک، لائل پور: ۱۳۱، ۱۳۳۔

انجمن اسلامیہ، چنیوٹ: ۶۴۔

انجمن اسلامیہ، لائل پور: ۶۱۔

انجمن تجار المسلمین، لائل پور: ۶۱، ۷۴۔

انجمن ترقی اسلام، لائل پور: ۱۶۴۔

انجمن حمایت اسلام: ۵۷۔

انجمن خالدیہ: ۲۸۔

اورینٹ پریس (اے۔پی): ۱۴، ۱۹، ۲۲، ۲۵، ۳۱، ۳۴، ۳۷، ۳۹، ۴۹، ۵۱، ۵۳، ۶۰، ۷۲، ۷۳، ۷۶، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۴، ۸۶، ۸۸، ۹۰،

۹۶، ۱۱۵، ۱۲۷۔
اورینٹل کالج، لاہور: ۱۴۳۔
اے۔پی۔پی: ۱۷۴۔
ایف سی کالج، لاہور: ۱۹۳۔
ایم۔اے۔او کالج، امرتسر: ۲۸۔
ایم۔بی۔ہائی اسکول، لائل پور: ۲۵۹۔
برائٹ فوٹوز، لائل پور: ۸
بی۔بی۔سی: ۱۷۱۔
پاکستان کالج آف ٹیکسٹائل ٹیکنولوجی، لائل پور: ۱۹۱۔
پاکستان کانفرنس، لائل پور، ۲۰ جولائی ۱۹۴۱ء: ۱۱۰۵، ۲۲، ۱۳۶، ۲۳۵۔
پاکستان منرلز اینڈ انڈسٹریز لمیٹڈ، راولپنڈی: ۱۹۱۔
پرتاب الیکٹرک پریس، لائل پور: ۲۱۶، ۲۱۸۔
پروفیسرز اکیڈمی، لائل پور: ۱۵۵۔
پنجاب اسمبلی: ۴۰، ۸۱، ۷۳، ۸۴، ۸۷، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۲۔
پنجاب پبلک لائبریری، لاہور: ۱۵۔
پنجاب مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس: ۳۹۔
پنجابی آرٹ پکچرز: ۱۹۔
پنجاب یونیورسٹی لاہور: ۱۵، ۳۹، ۷۸، ۱۳۲، ۱۴۳۔
پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور: ۱۵۔
پنجاب یونیورسٹی یونین، لاہور: ۲۱، ۸
پی۔آئی۔اے: ۱۸۷۔
جاٹ کانفرنس، لائل پور: ۱۷۷۔
جارج الیکٹرک پریس، لائل پور: ۵۲۔
جماعت (مجلس) احرار: ۴۶، ۱۸۸، ۱۹۳،
۱۹۵، ۱۹۶، ۲۰۴۔
خاکسار (تحریک): ۹۱، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹،
۱۱۵، ۱۱۷، ۱۸۸۔
خالصہ کالج، لائل پور: ۱۳۸۔
خلافت (تحریک): ۴۶، ۱۱۸، ۲۴۸۔
دارالاشاعت پنجاب، لاہور: ۷۹۔
دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور: ۱۵۔
دیہات سدھار، لائل پور ڈسٹرکٹ: ۵۲، ۱۲۳، ۱۹۳۔
ڈسٹرکٹ بورڈ، لائل پور: ۲۳، ۲۵، ۲۶،
۵۲، ۶۰، ۹۱۔
ڈسٹرکٹ رورل کمیونٹی کونسل، لائل پور: ۵۲۔
ڈسٹرکٹ سولجرز بورڈ، لائل پور: ۳۶، ۳۷۔
ڈیفنس کونسل آف انڈیا: ۲۱۔

ذخیرۂ نوادر، ڈاکٹر سید معین الرحمٰن : ۲۲، ۲۴، ۲۶ ۔
راؤنڈ ٹیبل کانفرنس (۱۹۳۰ء): ۲۰۲، ۲۰۷، ۲۱۲، ۲۱۸ ۔
رسول چیمبرز، لیک روڈ، لاہور: ۱۷۰ ۔
ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، لاہور: ۲۳۴ ۔
زراعتی کالج، لائل پور: ۱۶۴ ۔
زمیندارہ کانفرنس، لائل پور ۵ جولائی ۱۹۴۱ء: ۳۱، ۳۴، ۴۲، ۴۳، ۴۴ ۔
زمیندارہ لیگ، لائل پور: ۳۷، ۷۶ ۔
سائمن کمیشن : ۲۰۵ ۔
سٹی مسلم اسکول، لائل پور: ۱۵۴ ۔
سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور: ۳، ۴، ۱۴۳ ۔
سیشن کورٹ، لائل پور: ۱۶۵ ۔
علمیہ بک ڈپو، بمبئی : ۸۶ ۔
فاروق سہیل لمیٹڈ، راولپنڈی : ۱۹۱ ۔
قاسمی پریس لاہور : ۱۹۲ ۔
کاروَنیشن الیکٹرک پریس: ۲۱۳ ۔
کاروَنیشن ہوٹل، دہلی : ۲۰۱ ۔
کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، نوشہرہ : ۱۹۱ ۔
کالونی گروپ آف انڈسٹریز، پاکستان : ۱۹۲ ۔
کالونی ملز، لائل پور: ۱۴۲ ۔
کانگریس : ۲۱، ۳۶، ۳۹، ۴۰، ۴۶، ۴۹، ۷۴، ۸۵، ۹۶، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۳۳، ۱۷۷، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ورکنگ کمیٹی: ۴۰، ۱۱۹ ۔
کرسچین ایسوسی ایشن، لائل پور : ۷۴، ۷۶، ۸۴، ۹۲، ۱۲۳، ۱۲۴ ۔
کرسینٹ اسٹوڈیوز، لائل پور: ۱۴۲
کسان کانفرنس، لائل پور : ۱۷۷ ۔
کیمیکلز لمیٹڈ، چارسدّہ : ۱۹۱ ۔
گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء : ۲۳۶، ۲۴۲، ۲۴۳ ۔
گورنمنٹ کالج، لائل پور : ۳، ۱۷، ۲۵، ۴۶، ۷۳، ۱۴۲، ۱۵۴، ۱۵۵،

۱۶۴، ۱۶۶، ۱۸۰، ۲۲۵، ۱۹۳؛ شعبۂ اُردو: ۱۶۳، ۱۷۰، ۱۴۲، ۱۶۴؛ شعبۂ انگریزی: ۱۵۴۔ شعبۂ علوم اسلامیہ: ۱۴۲۔
گورنمنٹ ملت انٹرمیڈیٹ کالج، لائل پور: ۱۶۵، ۲۰۸۔
گول میز کانفرنس (بمبئی): ۱۰۰۔
لاہور فلائنگ کلب، لاہور: ۱۹۱۔
لاہور میوزیم تحریکِ پاکستان گیلری، لاہور: ۱۵۔
لاہور میوزیم لائبریری، لاہور: ۱۵۔
لائل پور سول ڈیفنس: ۲۲۵۔
لائل پور مزدور ایسوسی ایشن: ۷۴۔
لکھنؤ کانفرنس: ۱۲۷۔
لیبر پارٹی، لائل پور: ۳۶۔
لیڈر پبلی کیشنز، لاہور: ۱۷۰۔
ماڈل سکول، مکھانوالہ: ۲۵۹۔
مارلے، منٹو ریفارمز: ۲۳۰۔
مانٹیگو چیمسفورڈ ریفارمز: ۲۳۹، ۲۴۶۔
مجلسِ اتحادِ ملت: ۳۷۔
مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، لائبریری: ۱۵۔
مجلسِ پاکستان، لائل پور: ۱۷۴، ۱۷۵،
محکمۂ آبادکاری، لائل پور: ۱۷۱۔
محکمۂ تعلقاتِ عامہ: ۱۷۱۔
محکمۂ تعلیم حکومتِ پنجاب: ۱۴۲، ۱۵۴، ۱۶۶، ۱۸۰۔
محمڈن ہال، لاہور: ۷۳۔
مرکزی اسمبلی: ۱۱۵۔
مرکزی اسٹوڈنٹس ایجوکیشنل کانفرنس، لائل پور، ۱۵۔فروری ۱۹۴۱ء: ۵، ۱۹، ۲۳، ۲۴۔
مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن: ۳۰، ۳۸، ۴۰، ۵۴، ۵۷، ۶۱، ۶۴، ۷۸، ۸۴، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۴۳، ۱۶۴، ۱۶۷، ۱۷۵، ۱۹۴، ۲۱۰، ۲۲۳۔
مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن، پاکستان کانفرنس، لائل پور، جولائی ۱۹۴۱ء: ۵، ۱۱، ۱۹، ۲۲، ۳۲، ۳۴، ۳۷، ۴۰، ۴۱، ۱۴۹، ۲۳۵۔
مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن، پنجاب: ۱۱، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۵، ۲۷، ۲۸،

۲۹، ۳۸، ۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۲۳۳، ۲۳۵۔

مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن سالانہ اجلاس، جالندھر: ۷۴، ۱۴۳۔

مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن، لائل پور: ۱۱، ۱۹، ۲۲، ۲۳، ۳۱، ۴۲، ۴۳، ۸۶، ۲۳۵۔

مسلم پرنٹنگ پریس، لاہور: ۱۹۔

مسلم لیگ: ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۹، ۲۱، ۲۳، ۲۴، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۹، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۹، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۹، ۹۵، ۹۶، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۹، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۵، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۴، ۱۹۶، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۰۸، ۲۱۵، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۵، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۵۰۔

آل انڈیا: ۲۹، ۵۱، ۵۴، ۶۰، ۶۸، ۶۹، ۷۲، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۲۷، ۱۳۱، ۱۴۴، ۱۸۸، ۱۸۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۱۹، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۵۲، ۲۵۸، ۲۵۹ ــــ،

آل انڈیا اسٹیٹس: ۵۴، ۶۸، ۶۹۔

آل انڈیا ڈیفنس کمیٹی: ۵۴، ۶۸، ۶۹، ۷۲، ۷۷، ۱۲۳، ۱۲۵، ــــــ

ورکنگ کمیٹی: ۱۲۱، ۱۲۷، ۲۰۹ ــــ

نیشنل گارڈ: ۳۷، ۱۵۰، ۱۹۵، ۱۹۶،

۱۶۷، ۲۰۶، ۲۱۰، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰،
۲۲۱، ۲۲۵۔ بمبئی: ۸۱۔ لاہور سٹی:
۶۵، ۷۳، ۱۲۹، ۲۰۴۔ لائل پور شہر:
۱۳۴، ۱۸۰، ۱۸۳۔ لائل پور ضلع: ۵۱،
صوبہ بلوچستان: ۶۸، ۶۹۔ صوبہ پنجاب:
۹، ۲۴، ۴۶، ۴۹، ۵۱، ۵۲، ۵۳،
۵۴، ۵۵، ۵۶، ۶۱، ۶۲، ۶۵،
۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۱، ۷۲،
۷۴، ۷۵، ۷۶، ۸۴، ۸۷، ۹۰،
۹۱، ۹۳، ۹۵، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۴۳،
۱۴۴، ۱۷۸، ۱۹۹، ۱۹۷، ۲۱۶،
۲۱۷، ۲۲۱، ۲۲۲۔ صوبہ سرحد: ۶۸،
۶۹۔ صوبہ پنجاب ڈیمن مسلم لیگ: ۷۷۔
مسلم لیگ، آل انڈیا سیشن، الہ آباد، ۱۹۳۰ء:
۲۴۰۔ لاہور مارچ ۱۹۴۰ء: ۱۹۶،
۲۴۲، ۲۴۳، ۲۵۲۔ لکھنؤ، اکتوبر ۱۹۳۷ء:
۲۴۲۔ مدراس، اپریل ۱۹۴۱ء: ۲۴۲۔
مسلم لیگ کانفرنس، سیالکوٹ: ۱۴۴۔
مسلم لیگ کانفرنس، صوبہ پنجاب، لائل پور، ۱۵،

۵۸، ۶۱، ۶۹، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۵،
۱۰۶، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۶،
۱۱۷، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۷،
۱۲۸، ۱۳۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶،
۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۶۴، ۱۶۶،
۱۹۶، ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸،
۲۱۷، ۲۲۷۔
مسلم ہائی اسکول، طارق آباد، لائل پور:
۱۵۴، ۱۵۸۔
مقبول عام پریس، لاہور: ۱۱۰۔
ملتان فلائنگ کلب، ملتان: ۱۹۱۔
مؤتمر عالم اسلامی، پنجاب، لاہور: ۱۴۳۔
مومن کانفرنس، آل انڈیا: ۵۴، ۵۸،
۵۹، ۶۹۔
میونسپلٹی، لائل پور: ۶۰، ۶۱، ۷۶، ۸۴،
۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵۔
نوشہرہ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، نوشہرہ: ۱۹۱۔
نیشنل اسمبلی، پاکستان: ۴۶۔

وائسرائے ایگزیکیٹو کونسل، انڈیا: ۲۲۷،
۲۳۸۔

ویجی ٹیبل آئل اینڈ ٹیکنولوجی انسٹی ٹیوٹ
کانپور: ۱۹۳۔

ہاؤس آف کامنز: ۲۴۹۔

ہاؤس آف لارڈز: ۲۳۹۔

ہندو مہاسبھا: ۴۹، ۸۵، ۱۲۲

یو.پی اسمبلی: ۵۴، ۶۸، ۶۹۔

یونینیسٹ (پارٹی) حکومت: ۱۹، ۲۱،
۲۳۔

اماکن :

آسام : ۱۷۵، ۲۴۳ -

اڑیسہ : ۱۹، ۳۲ -

افغانستان : ۱۹، ۳۳، ۱۴۶ -

الہ آباد : ۱۳۱، ۱۳۳، ۲۴۰ -

امرتسر : ۲۸ -

امریکہ : ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۹۱ -

انڈیا، دیکھیے : ہندوستان -

انگلینڈ، دیکھیے : برطانیہ -

ایران : ۱۹، ۳۳، ۱۲۷ -

ایسٹ پرشیا : ۲۳۵ -

ایشیا : ۱۴۸ -

بٹالہ : ۲۰۲ -

برطانیہ : ۹۶، ۱۰۶، ۱۱۰، ۱۵۳، ۱۷۱،
۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۴۰،
۲۴۲، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۳ -

برصغیر، برعظیم، دیکھیے : ہندوستان -

برما : ۱۹، ۳۲ -

بلوچستان : ۶۸، ۶۹، ۹۷، ۲۴۱، ۲۴۳،
۲۴۴، ۲۵۲ -

بمبئی : ۱۹، ۳۲، ۴۹، ۵۳، ۸۱، ۸۶،
۱۰۰، ۱۲۰، ۱۲۶، ۱۵۵، ۱۵۶،
۲۴۶ -

بنگال : ۵۴، ۵۶، ۵۸، ۶۸، ۶۹،
۷۲، ۷۵، ۸۴، ۸۶، ۹۷، ۱۱۴،
۱۱۹، ۱۲۰، ۱۷۵، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۴۲،
۲۴۳، ۲۴۴ -

بہار : ۱۹، ۳۲، ۴۹، ۹۸ -

بھٹنڈہ : ۲۶ -

پاکستان : ۵، ۹، ۱۰، ۱۳۰، ۱۹، ۲۱،
۲۲، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۹،

۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۷، ۳۹، ۴۰،
۴۱، ۴۵، ۴۶، ۴۹، ۵۵، ۵۸،
۶۰، ۷۱، ۷۳، ۸۱، ۸۲، ۸۳،
۸۴، ۸۵، ۸۸، ۹۰، ۹۳،
۹۴، ۹۵، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۵،
۱۰۶، ۱۱۰، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵،
۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۲۳،
۱۲۶، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۴،
۱۳۶، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۷،
۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۶۰،
۱۶۳، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴،
۱۷۵، ۱۷۶، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۹۰،
۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۴، ۲۰۲، ۲۰۳،
۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۲،
۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۷، ۲۳۰،
۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۸،
۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷،
۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳،
۲۵۴ -

پٹنہ : ۱۳ -
پنجاب : ۹، ۱۱، ۱۵، ۱۹، ۲۱، ۲۹،
۳۰، ۳۱، ۳۴، ۳۵، ۳۸، ۳۹،
۴۰، ۴۲، ۴۶، ۴۹، ۵۱، ۵۳،
۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۹،
۶۱، ۶۲، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷،
۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۴،
۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۲،
۸۳، ۸۴، ۸۶، ۸۷، ۸۹،
۹۱، ۹۳، ۹۵، ۹۷، ۹۸، ۱۰۲،
۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹،
۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۹،
۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۳۰،
۱۳۱، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۱،
۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۹،
۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳،
۱۶۴، ۱۶۶، ۱۶۹، ۱۷۵، ۱۸۱،
۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۶، ۲۰۰، ۲۰۴، ۲۰۵،
۲۱۱، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۰،

۲۲۷ ، ۲۳۳ ، ۲۳۴ ، ۲۴۱ ،
۲۴۳ ، ۲۴۴ ، ۲۵۲ ۔
پیرس : ۱۱۰ ۔
ترکی : ۲۵۲ ۔
جالندھر : ۵۷ ، ۶۴ ، ۷۴ ، ۷۸ ، ۹۰ ،
۹۱ ، ۹۷ ، ۱۲۳ ، ۱۲۹ ، ۱۳۱ ، ۱۴۴ ،
۲۰۰ ، ۲۰۱ ، ۲۰۲ ، ۲۰۴ ۔ گلزارِ جناح :
۲۰۲ ۔
جرمنی : ۱۱۰ ، ۲۰۱ ۔
جوناگڑھ : ۱۷۵ ۔
جہلم : ۳۱ ۔
جھنگ : ۳۱ ، ۹۰ ، ۱۸۷ ۔
چارسدہ : ۱۹۱ ۔
چک جھمرہ : ۱۲۸ ۔
چمن : ۱۶۱ ۔
چنیوٹ : ۴۳ ، ۶۴ ، ۱۰۱ ، ۱۶۱ ، ۱۹۵ ،
۱۶۶ ، ۱۷۶ ، ۱۷۷ ، ۱۹۵ ، ۲۰۹ ۔
حجازِ مقدس : ۱۹ ، ۳۲ ۔
حصار : ۴۹ ، ۸۱ ۔

دہلی : ۱۹ ، ۳۳ ، ۴۹ ، ۶۶ ، ۸۱ ، ۱۲۹ ،
۱۷۵ ، ۲۰۰ ، ۲۰۱ ، ۲۲۱ ، ۲۴۱ ، ۲۴۹ ،
چاندنی چوک : ۲۰۱ ۔
دیپال پور : ۱۶ ۔
دینانگر : ۱۳۲ ۔
ڈیرہ غازی خاں : ۶۰ ۔
راجپوتانہ : ۱۷۵ ۔
راولپنڈی : ۱۹۱ ، ۲۰۰ ۔
روس : ۱۹ ، ۳۳ ، ۳۶ ، ۱۱۰ ، ۲۳۷ ، ۲۵۴ ۔
ریاض (سعودی عرب) : ۱۶ ۔
سانگلہ ہل : ۴۱ ، ۱۳۷ ، ۲۰۲ ۔
سٹالن گراڈ : ۱۱۰ ۔
سرحد (شمال مغربی صوبہ) : ۶۸ ، ۶۹ ،
۹۷ ، ۱۱۴ ، ۱۱۹ ، ۱۹۱ ، ۲۴۱ ، ۲۴۳ ،
۲۴۴ ، ۲۴۹ ، ۲۵۲ ۔
سلطنتِ عثمانیہ (جنوبی ہند) : ۱۷۵ ۔
سندھ : ۱۹ ، ۳۲ ، ۹۷ ، ۱۱۹ ، ۲۰۱ ، ۲۳۱ ،
۲۴۳ ، ۲۴۴ ۔

سہارنپور : ۲۴۶ ۔

سیالکوٹ : ۱۳۱، ۱۴۴ ۔

سی، پی : ۱۱۳ ۔

شام : ۱۲۷ ۔

شیخوپورہ : ۵۳، ۵۷، ۱۳۶، ۱۳۷،
۱۷۸، ۲۰۲، ۲۰۳ ۔

عثمانیہ، دیکھیے، سلطنتِ عثمانیہ ۔

عراق : ۱۹، ۳۲، ۱۲۷ ۔

عرب : ۱۶، ۱۹، ۳۳ ۔

علی گڑھ : ۱۷۴ ۔

فرانس : ۱۱۰ ۔

فرنٹیر : ۲۶ ۔

فلسطین : ۱۲۷ ۔

قاہرہ : ۱۸۷ ۔

کابل : ۲۴۶ ۔

کانپور : ۱۹۳ ۔

کراچی : ۱۳، ۲۴، ۱۲۵، ۱۳۲ ۔

کشمیر : ۶۳، ۶۷، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۷،
۱۶۵، ۱۶۸، ۱۸۷، ۲۰۷، ۲۱۱،

۲۲۸، ۲۲۹، ۲۵۲ ۔

کلکتہ : ۲۳۵ ۔

کمالیہ : ۳۱، ۱۳۴، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۶۶،
۱۶۹، ۱۷۷، ۱۷۸، ۲۰۵، ۲۱۳،
۲۱۴، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۲۲،
۲۲۹، ۲۵۸، ۲۵۹ ۔

کوٹ فتح خاں : ۶۸، ۶۹ ۔

کیلی فورنیا (امریکہ) : ۱۹۱ ۔

گجرات : ۳۱ ۔

گورداس پور : ۱۳۱، ۱۳۲ ۔

لاہور : ۳، ۴، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶،
۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۴، ۲۵، ۲۶،
۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۴،
۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۳،
۴۴، ۴۶، ۴۹، ۵۳، ۵۴، ۵۵،
۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۵، ۶۶،
۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶،
۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۲، ۸۳، ۸۶،
۸۸، ۹۰، ۹۱، ۹۳، ۹۶، ۱۰۰،

۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۸،
۱۰۹، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۲۲،
۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۳۰،
۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷،
۱۴۱، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶،
۱۴۷، ۱۵۵، ۱۵۷، ۱۷۰، ۱۷۲،
۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۷،
۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳،
۱۹۴، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۰۶،
۲۲۱، ۲۳۴، ۲۴۲، ۲۴۳۔
اُردو بازار: ۳، بادامی باغ: ۲۰۲،
پاکستان پارک: ۴۹، ۸۱، ۸۳، ۱۲۹،
۱۵۱، ۲۰۴، خالصہ اسٹریٹ: ۱۹۔
دہلی دروازہ: ۴۹، ۸۱، ۱۲۹، ۲۰۴۔
لیک روڈ: ۱۷۰۔ موچی دروازہ: ۸۳۔
نسبت روڈ: ۱۹۲۔
لائل پور: ۱، ۳، ۵، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱،
۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۲،
۲۳، ۲۴، ۲۶، ۲۸، ۲۹، ۳۱،
۳۲، ۳۴، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹،
۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵،
۴۶، ۴۹، ۵۱، ۵۳، ۵۴،
۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰،
۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸،
۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵،
۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲،
۸۳، ۸۴، ۸۸، ۹۰، ۹۳، ۹۷،
۱۰۲، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰،
۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۳،
۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۱،
۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۰،
۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶،
۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳،
۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸،
۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶،
۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳،
۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۳،
۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۱، ۱۹۲،

۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۹،
۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۷، ۲۰۸،
۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳،
۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۲۱،
۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶،
۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۵،
۲۵۱، ۲۵۵، ۲۵۹۔ ارم پاکستان: ۱۷،
اقبال پارک: ۱۳۸، ۱۸۳، ۲۰۸،
بھوانہ بازار: ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۲۳،
۱۲۴، ۱۳۸، ۲۰۸، ۲۱۸، چنیوٹ بازار:
۱۰۱، ۱۶۵، ۱۹۶، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۹۵،
۲۰۹، دسہرہ گراؤنڈ: ۱۹۴، دھوبی گھاٹ:
۱۳۵، ۱۳۱، ۱۳۶، ۱۵۷، ۱۶۰،
۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۸۳، ۱۸۸،
۱۸۹، ۲۰۸، ریس کورس میدان: ۱۲۳۔
ریل بازار: ۹۳، ۹۷، ۱۲۳، ۱۲۴،
۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۴۸، ۱۷۸،
۱۸۲، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۱۰، ۲۱۱،
سول لائنز: ۲۱۸۔ طارق آباد: ۱۵۴،
۱۵۸، عبداللہ پور: ۲۲۴، ۲۲۵، عید باغ:
۹۷، ۹۸، ۹۹، ۷۱، ۱۲۳، ۱۲۴،
۱۳۸، ۱۳۶، ۱۶۴، ۱۷۷، عیدگاہ:
۱۵۰، قیصری باغ: ۴۹، ۷۸، ۱۲۳،
۱۲۵، قیصری دروازہ: ۱۷۸، کچہری بازار:
۱۳۲، ۱۸۵، کشمیر ہاؤس: ۶۳، ۶۷،
۱۲۳، ۱۲۴، ۱۷۵، ۱۷۸، ۱۸۷،
۲۰۷، ۲۱۱، ۲۲۸، ۲۲۹، کنگز گارڈن:
۸۷، گھنٹہ گھر: ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۸۷، ۲۰۷،
۲۰۸، لیاقت روڈ: ۱۳۹، ۱۶۵،
ماڈل ٹاؤن: ۲۱۸، منشی محلہ: ۱۵۷۔
لکھنؤ: ۲۱، ۱۰۰، ۱۲۷، ۲۴۲، ۲۴۸،
فرنگی محل: ۱۲۶، ۲۰۲، ۲۱۰۔
لندن: ۱۱۰، ۲۴۶، ۲۵۲۔
محمود آباد: ۵۴، ۶۸، ۶۹، ۲۱۰۔
مدراس: ۲۴۲۔
ملتان: ۵۲، ۶۰، ۷۵، ۱۹۱۔
ملکھانوالہ: ۲۵۹۔
منٹگمری: ۶۰۔

نارتھ ویسٹ فرنٹیر، دیکھیے: سرحد۔

ناچ: ۱۱۰۔

نوشہرہ: ۱۹۱۔

ہندوستان، ہند (جنوبی، شمالی)،
برصغیر، برعظیم، انڈیا: ۱۲، ۱۳،
۱۴، ۱۹، ۲۱، ۲۵، ۲۹، ۳۰،
۳۱، ۳۲، ۴۱، ۴۹، ۵۱، ۵۳،
۵۵، ۵۸، ۵۹، ۶۴، ۶۸،
۶۹، ۷۲، ۷۷، ۷۸، ۷۹،
۸۱، ۸۵، ۸۹، ۹۶، ۹۷،
۹۸، ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵،
۱۰۹، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲،
۱۲۷، ۱۳۱، ۱۴۴، ۱۵۳، ۱۵۹،
۱۷۰، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۸۱، ۱۸۸،
۱۸۹، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۲۰۰،
۲۰۴، ۲۰۹، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۸،
۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۳۶، ۲۳۷،
۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲،
۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶،
۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱،
۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴۔

یورپ: ۲۳۱، ۲۵۲، ۲۵۴۔

یو۔پی: ۴۹، ۵۴، ۶۸، ۶۹، ۹۷،
۹۸، ۱۵۶۔

○

کتابیں:

ارشاداتِ جناح (مفتی غلام جعفر)، ادبستان، لاہور، ۱۹۴۳ء: ۴۹، ۸۲، ۸۵، ۹۶، ۱۰۳، ۱۰۴-

اسپیچز اینڈ رائٹنگز آف مسٹر جناح (جمیل الدین احمد)، جلد ۱، لاہور، ۱۹۶۰ء: ۸۳، ۹۱، ۹۲، ۱۱۷-

پاکستان کے متعلق خیالات (ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیدکر): ۳۹، ۲۴۵-

پاکستان کی کہانی قائداعظم کی زبانی: ۱۹۳۶ء - ۳۱ اگست ۱۹۴۷ء (حنیف شاہد)، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۶۹ء: ۱۴۳-

تھاٹس آن پاکستان" دیکھیے: پاکستان کے متعلق خیالات-

تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، جلد ۱۰، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۷۱ء: ۱۳-

حالاتِ قائدِ اعظم (خالد اختر افغانی): طبع دوم، علمیہ بکڈپو، بمبئی، ۱۹۴۰ء: ۸۶-

حیاتِ شیخ (سوانحِ شیخ میاں محمد اسمٰعیل)، عبدالرب خاں برہم، قاسمی پریس، نسبت روڈ، لاہور، ۱۹۶۳ء: ۱۹۲-

دی انڈین اینول رجسٹر، کلکتہ، جلد ۲، ۱۹۳۱ء: ۲۳۵-

صحافت پاک و ہند میں (ڈاکٹر عبدالسلام خورشید)، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۳ء: ۱۴-

ملک برکت علی کی حیات اور نگارشات (ایم رفیق افضل)، ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، لاہور، ۱۹۶۹ء: ۲۲۴-

نذرِ افتخار - ارمغان برائے پروفیسر افتخار احمد چشتی (ڈاکٹر رشید معین الرحمٰن)، گورنمنٹ کالج، لاہور، ۱۹۸۷ء: ۱۴۲-

ہماری قومی جدوجہد، جنوری ۱۹۴۰ء سے دسمبر ۱۹۴۲ء تک (ڈاکٹر عاشق بٹالوی)، لاہور، ۱۹۸۵ء: ۱۱، ۲۲-

اخبارات و رسائل:

آتش فشاں (پندرہ روزہ)، لاہور ۱۰-۲۴-
دسمبر ۱۹۷۶ء: ۵۳، ۷۸، ۱۶۰-

احسان (روزنامہ)، لاہور: ۱۷۲، ۱۷۳-

انقلاب (روزنامہ)، لاہور: ۱۷۳

۴- اپریل ۱۹۲۷ء: ۱۳-

۱۶- فروری ۱۹۴۱ء: ۲۴-

۱۸- فروری ۱۹۴۱ء: ۲۵-

۲۵- فروری ۱۹۴۱ء: ۲۶-

یکم مارچ ۱۹۴۱ء: ۲۷-

۴- مارچ ۱۹۴۱ء: ۲۸، ۲۹، ۳۰-

۲۹- جون ۱۹۴۱ء: ۳۱-

۶- جولائی ۱۹۴۱ء: ۳۱

۸- جولائی ۱۹۴۱ء: ۱۹، ۳۴، ۳۶-

۱۰ائی ۱۹۴۱ء: ۳۷-

۳۷-

۱۱- جولائی ۱۹۴۱ء: ۳۷-

۱۲- جولائی ۱۹۴۱ء: ۳۷-

۱۳- جولائی ۱۹۴۱ء: ۳۸-

۱۴- جولائی ۱۹۴۱ء: ۳۸-

۱۵- جولائی ۱۹۴۱ء: ۳۸-

۱۶- جولائی ۱۹۴۱ء: ۳۹-

۱۷- جولائی ۱۹۴۱ء: ۴۰-

۱۸- جولائی ۱۹۴۱ء: ۴۱-

۲۲- جولائی ۱۹۴۱ء: ۴۲-

۱۰- اکتوبر ۱۹۴۲ء: ۵۱-

۲۳- اکتوبر ۱۹۴۲ء: ۵۳، ۵۵، ۶۹-

۲۹- اکتوبر ۱۹۴۲ء: ۵۶-

۳۰- اکتوبر ۱۹۴۲ء: ۵۷، ۵۹-

۳۱- اکتوبر ۱۹۴۲ء: ۵۹، ۶۰-

یکم نومبر ۱۹۴۲ء: ۶۰-

۲۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۶۰۔

۶۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۶۱، ۶۲۔

۷۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۶۳۔

۸۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶۔

۹۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۷۱، ۷۲۔

۱۱۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۷۳۔

۱۲۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۷۳، ۷۴۔

۱۴۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۷۵۔

۱۵۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۷۵۔

۱۵۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۷۶۔

۱۷۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۷۷۔

۱۸۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۴۹، ۷۷، ۷۸۔

۱۹۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۴۹، ۷۸، ۸۰، ۸۱، ۸۴، ۸۶، ۹۰۔

۲۰۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۴۹، ۹۱، ۹۳، ۹۹، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۲۲۔

۲۱۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۴۹، ۸۰، ۸۸، ۱۰۲، ۱۱۰، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۶۔

۲۲۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۱۰۹، ۱۲۸، ۱۳۰۔

ایشیاٹک ریویو (رسالہ): ۱۹، ۳۲۔

پرچم (ماہنامہ): ۲۵۹۔

تجارتی رہبر (اخبار) لائل پور: ۲۲۱۔

تہذیب نسواں (ہفت روزہ) لاہور: ۱۴؍نومبر ۱۹۴۲ء: ۷۹، ۱۰۷، ۱۰۸۔

۲۸۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۱۲۹۔

ٹریبیون (اخبار) لاہور: ۱۳۶، ۲۴۵۔

۸۔ جولائی ۱۹۴۱ء: ۲۵۰۔

روشنی (مجلہ) گورنمنٹ کالج۔ لائل پور، دسمبر ۱۹۶۷ء: ۲۲۵، ۲۲۶۔

زمیندار (روزنامہ) لاہور: ۱۷۲۔

سعادت، لائل پور/لاہور: ۱۳۳، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۱۔ (ہفتہ وار) ہمالیہ: ۲۷؍اگست ۱۹۳۷ء: ۲۱۳، ۲۱۴۔

یکم نومبر ۱۹۴۲ء: ۲۱۵، ۲۱۶۔

۱۵۔ نومبر ۱۹۴۲ء: ۲۱۶، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۵۸، ۲۵۹۔

یکم جنوری ۱۹۴۳ء: ۲۰۵۔

(ہفت روزہ)، لائل پور: ۲۲-جون

۱۹۴۵ء: ۲۱۸، ۲۲۰، ۲۲۱۔

سول اینڈ ملٹری گزٹ (روزنامہ)، لاہور: ۲۴

۸- جولائی ۱۹۴۳ء: ۲۱۶۔

سیارہ ڈائجسٹ (ماہنامہ)، لاہور: ۱۶۳۔

صحیفہ (دو ماہی)، لاہور: ستمبر-دسمبر ۱۹۶۹ء:

۱۳۔

عوام (اخبار)، لائل پور: ۱۶۱۔

کوہستان (اخبار)، لاہور: ۲۰۹۔

لائل پور اخبار (ہفت روزہ)، لائل پور: ۱۹۴۳ء،

۱۶۱، ۲۰۶، ۲۰۸۔

۸- اکتوبر ۱۹۴۲ء: ۲۳۔

۱۵- اکتوبر ۱۹۴۲ء: ۲۳۔

۲۲- اکتوبر ۱۹۴۲ء: ۵۲، ۵۳۔

یکم نومبر ۱۹۴۲ء: ۹۸، ۱۰۰۔

۸- نومبر ۱۹۴۲ء: ۹۹، ۹۶، ۱۰۰،

۱۰۶۔

۱۵- نومبر ۱۹۴۲ء: ۱۰۸، ۱۹۹۔

۲۲- نومبر ۱۹۴۲ء: ۱۲۳، ۱۲۹۔

یکم دسمبر ۱۹۴۲ء: ۱۲۸۔

۸- جنوری ۱۹۴۳ء: ۱۰۹، ۱۳۱۔

ندائے وقت (اخبار)، لاہور: ۲۰۶۔

نوائے وقت (اخبار)، لاہور: ۱۸۸، ۲۰۹۔

نوائے وقت (سہ روزہ)، لاہور، نومبر ۱۹۴۲ء: ۴۲۔

نوائے وقت (ہفت روزہ)، لاہور، ۲۳ مارچ ۱۹۴۲ء:

۴۲۔

نوائے وقت (روزنامہ)، لاہور، جولائی ۱۹۴۲ء:

۲۲۔

۲۳- مارچ ۱۹۹۳ء: ۱۶۳، ۱۶۹، ۱۹۰۔

۲۱- مئی ۱۹۹۵ء: ۱۸۶۔

۲۸- دسمبر ۱۹۹۶ء: ۱۶۹۔

۲۵- دسمبر ۱۹۶۹ء: ۲۱۴۔

ہمایوں (ماہنامہ)، لاہور، جولائی ۱۹۴۳ء:

۸۲۔

غالب اور انقلاب ستاون

(اس کتاب پر ۱۹۷۴ء کا داؤد ادبی انعام دیا گیا ۔ یہ ملک میں تحقیق و تنقید ادب کا سب سے بڑا انعام ہے)

"ڈاکٹر سید معین الرحمٰن کی کتاب "غالب اور انقلاب ستاون" مواد کی فراہمی، نتائج کے استنباط اور اپنے سلیقۂ اظہار کی بنا پر ادب غالب میں بیش قیمتی اور گرانقدر اضافہ ہے۔ ——— مصور مشرق عبدالرحمٰن چغتائی مرحوم

"غالب اور انقلاب ستاون" کو ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے بڑی محنت، تلاش اور سلیقے سے ترتیب دیا ہے۔ ان کے ذوق سلیم، دقت نظر اور حسن رقم کی دل سے داد دیتا ہوں ہوں۔ ——— ڈاکٹر سید عابد حسین نئی دہلی

"ڈاکٹر سید معین الرحمٰن کی کتاب "غالب اور انقلاب ستاون" غالبیات کے سرمائے میں قیمتی اضافے کا درجہ رکھتی ہے۔

——— ڈاکٹر سید عبداللہ، لاہور

"غالب اور انقلاب ستاون" اپنے موضوع پر سب سے مفید اور جامع تالیف ہے۔ معین صاحب کا یہ مطالعہ غالب کے سلسلے میں ایک نئی بصیرت کا حکم رکھتا ہے۔ ——— شان الحق حقی، کراچی

غالب اور انقلاب ستاون" تاریخی حوالوں سے بھرپور ایک اہم تالیف ہے۔ یہ کتاب حسن ترتیب کا ایک اچھا نمونہ اور معین صاحب کی نظر کی تہ رسی اور ذہن کی خبرداری کی شاہد ہے۔

——— نثار احمد فاروقی۔ نئی دہلی

مطالعۂ یلدرم

(اس کتاب پر ثانوی تعلیمی بورڈ، لاہور نے اساتذہ میں عالمانہ تحقیق کا پہلا انعام مبلغ پانچ ہزار روپے عطا کیا)

"یلدرم کے ساتھ اب تک نقادوں اور ادبی مورخوں نے جو شدید بے انصافی ہوتی تھی، خوشی ہوئی کہ سید معین الرحمٰن صاحب نے اس کی طرف توجہ کی اور یلدرم کو ریسرچ کا موضوع بنایا۔ معین صاحب نے انتہائی لگن، خلوص اور محنت کے ساتھ بےحد اہم اور مفید کام کیا اور بڑی ضروری خدمت انجام دی۔ اس کی بےحد ضرورت تھی۔"

——— قرۃ العین حیدر، بمبئی

"معین صاحب نے ہمارے ادب اور معاشرے میں سجاد حیدر کے بلند مقام کو اس خوش اسلوبی سے نمایاں کیا ہے کہ ہر ادبی حس اور قومی ضمیر دونوں اس پر مرحبا کہتے ہیں۔" ——— پروفیسر حمید احمد خاں مرحوم

"یلدرم نے اُردو افسانے اور اردو کے نثری اسلوب کو جو کچھ دیا ہے اس کے اعتراف اور شکر گزاری کی اس سے بہتر شکل ممکن نہیں تھی جیسی مطالعۂ یلدرم کی صورت میں ہمارے سامنے آئی" ——— پروفیسر سید وقار عظیم، لاہور

"مطالعۂ یلدرم" ایک وقیع اور پائیدار تصنیف ہے جس سے مورخین ادب ہمیشہ استفادہ کرتے رہیں گے۔ ——— شان الحق حقی، کراچی

اِشاریۂ غالب

(اس کتاب پر ثانوی تعلیمی بورڈ۔ لاہور نے ڈاکٹر سید معین الرحمن کو اساتذہ میں عالمانہ تحقیق کا دوسرا انعام مبلغ تین ہزار روپے عطا کیا۔)

"ڈاکٹر سید معین الرحمن کی تالیف "اشاریۂ غالب" بہت مفید کتاب ہے۔" ـــــ مالک رام، نئی دہلی

"حقیقتاً ایسے کام افراد نہیں جماعتیں پورا کر سکتی ہیں جو متعدد افراد پر مشتمل ہوں۔ میرے نزدیک سید معین الرحمن بہت ہی غیر معمولی عزم و ہمت کے نوجوان ہیں جنہوں نے اس ہفتخواں کو بطریق احسن طے کر لینے کا بیڑا اُٹھایا۔ کتاب کے متعلق مختصر الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ اسے ہمارے ہاں اپنی صنف و نوع میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔"

ـــــ مولانا غلام رسول مہر، مرحوم

"اشاریۂ غالب" کو دیکھا۔ آپ نے بڑی لگن اور محنت سے اس کام کو انجام دیا۔ اس امر سے اور بھی مسرت ہوئی کہ ترتیب میں سلیقے کے ذریعے آپ نے اپنی خوش ذوقی کا ثبوت دیا۔ مطالعۂ غالب میں آپ کی سعی مشکور اور بالخصوص غالب پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے ناگزیر ہے۔ اسی میں "اشاریۂ غالب" کی افادیت مضمر ہے۔"

ـــــ مولانا امتیاز علی عرشی، رامپور

"اشاریۂ غالب" کا نسخہ پہنچا۔ آپ کا کام بنیادی نوعیت کا ہے اور غالب کے مطالعے کے لئے ناگزیر۔ میرے خیال میں کوئی شخص اس کتاب سے بے نیازی برت کر غالب کے کارنامے کا کماحقہٗ جائزہ نہیں لے سکتا۔ آپ کی محنت قابلِ قدر اور قابلِ داد ہے" ـــــ ڈاکٹر ممتاز حسن مرحوم

"اشاریۂ غالب" ملا۔ آپ کی محنت، نظرِ وسیع اور مطالعے کی وسعت کی داد دینی پڑتی ہے غالب پر باقی جو کچھ ہو رہا ہے وہ خانہ پُری سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔" ـــــ پیر سید حسام الدین راشدی، حیدرآباد

"غالب پر یہ آپ نے اتنا عمدہ کام کیا ہے کہ اس کی پہلے سے کوئی مثال موجود نہیں۔ یہ اشاریہ بذاتِ خود غالبیات میں اضافہ کا درجہ رکھتا ہے۔" ـــــ مشفق خواجہ، کراچی

"اشاریۂ غالب" کا عطیہ ملا۔ آپ نے بڑا کام کیا۔ بے حد مفید و بغایت دلچسپ اور ضروری۔ آپ کی محنت، نکتہ سنجی اور دقیق نظری لائقِ تحسین ہے۔"

ـــــ ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی، الفقرہ

آپ بیتی : رشید احمد صدیقی

——— مرتب : ڈاکٹر معین الرحمٰن ———

"ڈاکٹر سید معین الرحمٰن کے ذوق و شوق اور سلیقے نے اس دلپذیر تالیف کو رشید صاحب اور علی گڑھ کا ایک جیتا جاگتا مرقع بنا دیا ہے۔ کیا کیا صورتیں جو دل میں بسی ہوئی ہیں آنکھوں میں پھر گئیں!"

——— پروفیسر خواجہ منظور حسین (علیگ) لاہور

"رشید صاحب کی آپ بیتی مرتب کرنے میں ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے جس کاوش اور سلیقے اور جدت سے کام لیا ہے، اُس کی جتنی داد دی جائے کم ہے۔"

——— شان الحق حقی، کراچی

"رشید صاحب کی آپ بیتی بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے مرتب کی گئی ہے۔ اس نے مجھے متاثر کیا۔ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے رشید صاحب کی تقریباً ہر تحریر کو کھنگال لیا ہے۔"

——— پروفیسر آل احمد سرور، شملہ

"ڈاکٹر سید معین الرحمٰن صاحب نے رشید احمد صدیقی کی مختلف تحریروں کی مدد سے ان کی ایک خوبصورت و مربوط آپ بیتی مرتب کی ہے اس اعتبار سے یہ آپ بیتی اردو زبان و ادب میں ایک نئے باب کا اضافہ کرتی ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جو اس سے پہلے اس سطح پر کسی نے انجام نہیں دیا۔"

——— ڈاکٹر جمیل جالبی، کراچی

"ڈاکٹر سید معین الرحمٰن کی کتاب آپ بیتی کے بارے میں جو کچھ لکھا جائے کم ہے۔ جس طرح معین صاحب نے اسے ترتیب دیا ہے اور جتنا بڑا کام کیا ہے وہ کسی کے بس کی بات نہ تھی۔ شاید خود ماموں میاں (رشید احمد صدیقی) کے بھی، اگر وہ چاہتے تو!"

——— ڈاکٹر فصیح احمد صدیقی، علیگڑھ

"ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے جس کاوش اور جانفشانی سے رشید احمد صدیقی کی آپ بیتی تشکیل دی ہے وہ لائق تحسین ہے۔"

——— مختار مسعود، اسلام آباد

"رشید احمد صدیقی کی آپ بیتی کو معین صاحب نے بڑی دیدہ ریزی اور مہارت سے مرتب کیا ہے۔ یہ اُن کی سوانحی تفصیلات ہی کا مکمل احاطہ نہیں کرتی بلکہ رشید صاحب کے اسلوب کی نمائندہ بھی ہے۔ کتاب کی اہمیت اور خوبی کے لئے سو باتوں کی ایک بات یہ کافی ہے کہ رشید احمد صدیقی نے اسے پسند کیا ہے اور معین صاحب کو داد اور مبارکباد دی ہے۔"

——— نثار احمد فاروقی، نئی دھلی

ذکرِ عبدالحق

"ذکرِ عبدالحق" پڑھا ـــ نہ ہوا مشاعرہ، ہر طرف سے صدائیں مرحبا سبحان اللہ کی آنے لگتیں۔ بہر حال میں تو قائل معین صاحب کی دیدہ ریزی، ذہانت، ذوقِ صحیح، غرض ایک لفظ میں ان کی "صنعت گری" کا ہو گیا۔

ـــــــــــــــ مولانا عبدالماجد دریابادی، لکھنؤ

"ڈاکٹر سید معین الرحمٰن کی کتاب "ذکرِ عبدالحق" میری دانست میں اوّل سے آخر تک بابائے اردو کی حیاتِ صادقہ کا بے داغ آئینہ ہے۔"

ـــــــــــــــ ابوالاثر حضرت حفیظ جالندھری، لاہور

"ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے اپنی زندگی میں ایک ہی عشق کیا اور ایک سچے عاشق کی طرح تمام عمر اسے نباہتے رہے ـــ اسی کے پیار بھرے پہلوؤں کو ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے اپنی کتاب "ذکرِ عبدالحق" میں اُجاگر کیا ہے اور یوں بابائے اُردو کے عقیدت مندوں کے دل جیت لیے ہیں۔"

ـــــــــــــــ ڈاکٹر جسٹس ایس۔ اے۔ رحمٰن، لاہور

نقدِ عبدالحق

"سید معین الرحمٰن صاحب نے "نقدِ عبدالحق" مرتب کر کے ادب کی ایک قابلِ قدر خدمت انجام دی ہے۔ اس کی بدولت بابائے اُردو کی تحقیق، تنقید، سیرت نگاری نیز اُن کی تحریروں کے ادبی محاسن پر یک وقت اُردو کے نامور اہلِ قلم کے افکار سے مستفید ہونے کا موقع مل جاتا ہے۔"

ـــــــــــــــ ڈاکٹر عندلیب شادانی مرحوم

"یہ کتاب کیا ہے، مولوی صاحب مرحوم کے بارے میں معلومات کا ایک خزانہ ہے!"

ـــــــــــــــ ڈاکٹر عبادت بریلوی، لاہور

"فاضل مرتب نے مولوی صاحب کے بارے میں لکھی گئی منتشر تحریروں کو جس سلیقے اور محنت سے کھنگالا ہے اُس کی داد نہ دینا ظلم ہوگا ـــ "نقدِ عبدالحق" حسنِ ترتیب اور موضوعات کے تنوع کے لحاظ سے ہمارے سرمایۂ علمی میں ایک خوشگوار اضافہ ہے۔"

ـــــــــــــــ ڈاکٹر وحید قریشی، لاہور

ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

ایم اے، پی ایچ ڈی

مشاغل:

ریسرچ اسکالر، ترقی اردو بورڈ، کراچی ۱۹۶۳ء–۶۴

لیکچرار شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج، بہاول نگر ۱۹۶۴ء–۶۵

لیکچرار شعبۂ اردو، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور ۱۹۶۵ء–۶۶

لیکچرار شعبۂ اردو، ایف سی کالج، لاہور ۱۹۶۶ء–۷۳

موجودہ مصروفیت:

وائس پرنسپل، پروفیسر و صدر شعبۂ اردو

گورنمنٹ کالج، لائل پور

تصنیفات و تالیفات:

۱۔ بابائے اردو — احوال و افکار (بار دوم) ۱۹۶۴ء، ۱۹۷۶ء

۲۔ سید وقار عظیم — سوانحی خاکہ ۱۹۶۰ء

۳۔ نقد عبدالحق ۱۹۶۸ء

۴۔ خیابانستان (ترتیب متن مقدمہ) ۱۹۶۸ء، ۱۹۷۹ء

۵۔ اشاریۂ غالب[1] ۱۹۶۹ء

۶۔ مطالعۂ یلدرم[2] ۱۹۷۱ء

۷۔ غالبیات کا تحقیقی مطالعہ[3] ۱۹۷۲ء

۸۔ غالب اور انقلاب ستاون[4] ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۶ء

۹۔ آپ بیتی — رشید احمد صدیقی ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۷ء

۱۰۔ ذکر عبدالحق ۱۹۷۵ء

۱۱۔ فرمودات عبدالحق ۱۹۷۷ء

۱۲۔ قائد اعظم اور لائل پور ۱۹۷۷ء

---

[1] "اشاریۂ غالب" پر ثانوی تعلیمی بورڈ، لاہور نے اساتذہ میں عالمانہ تحقیق و تصنیف کا دوسرا انعام تین ہزار روپے عطا کیا۔

[2] "مطالعۂ یلدرم" پر ثانوی تعلیمی بورڈ، لاہور نے اساتذہ میں عالمانہ تحقیق و تصنیف کا پہلا انعام پانچ ہزار روپے عطا کیا۔

[3] اس تحقیقی مقالے پر ۱۹۷۲ء میں سندھ یونیورسٹی نے ڈاکٹر آف فلاسفی کی سند عطا کی۔

[4] "غالب اور انقلاب ستاون" پر ۱۹۷۳ء کا داؤد ادبی انعام، پانچ ہزار روپے عطا کیا گیا۔